دور فتن
اور نجات کے قرینے
حافظ ابن حذیفہ حفظہ اللہ
ابلیسی نظام کے غلام حکمران
درباری علماء
بینکاری نظام
انگریزی تعلیمی نظام
جمہوریت
دجال
انصار اللہ

((بَادِرُوا بِالأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا أَوْ يُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا))

”نیک اعمال میں سبقت کرو کیونکہ ایسے فتنے ہوں گے جیسے تاریک رات کے ٹکڑوں کی مانند کہ آدمی صبح کو مومن ہو گا اور شام کو کافر، شام کو مومن ہو گا اور صبح کو کافر۔ آدمی اپنے دین کو دنیا کے تھوڑے سے نفع کے خاطر بیچ دے گا“۔ (صحیح مسلم: ج۱ص۱۱۰۔ صحیح ابن حبان: ج۱۰ص۹۶)

دورِ فتن اور نجات کے قرینے

ترتیب و تفہیم: حافظ ابن حذیفۃ حفظہ اللہ

نظر ثانی: شیخ محمد محسن حفظہ اللہ

انٹرنیٹ ایڈیشن:

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

http://www.muwahideen.co.nr

﴿انتساب﴾

ان اولوالعزم ہستیوں کے نام کہ جنھوں نے اس "دور فتن" میں، جبکہ لوگ دنیا کے تھوڑے سے نفع کی خاطر اپنے دین و ایمان کو بیچ رہے تھے ،انھوں نے اپنے ایمان کی شمع مسلسل کو جلا کر رکھا اور مینارۂ نور بن کر عام مسلمانوں کے لئے "نجات کے قرینے" واضح کر گئے۔

فہرست

مشترکہ مقاصد کے حصول کے لئے بیرونی کوششیں

﴿باب چہارم﴾

مقاصد کے حصول کے لئے اندرونی طور پر کوششیں

﴿باب پنجم﴾

نجات کے قرینے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿دورِ فتن اور نجات کے قرینے﴾

پیش لفظ

((اِنِّی لَأَرَی مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُیُوتِکُمْ کَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ))

''بے شک میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے گھروں کی جگہوں میں فتنے ایسے گریں گے جیسے بارش کے قطرات گرتے ہیں''۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث۵۱۳۵۔صحیح مسلم رقم الحدیث۲۸۸۵)

((عن کعب رضی اللہ عنہ قال أظلمتکم فتنۃ کقطع اللیل المظلم لایبقی بیت من بیوت المسلمین بین المشرق والمغرب الادخلتہ))

''حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اندھیری رات کے مانند تم پر ایسا فتنہ آئے گا جو نہیں چھوڑے گا کوئی گھر مسلمانوں کے گھروں میں سے مشرق و مغرب کے درمیان مگر یہ کہ وہ اس میں داخل ہو جائے گا''۔

(الفتن لنعیم بن حماد:ج۱ص۲۵۴رقم الحدیث۷۱۴)

ہر صاحب بصیرت جس کو اللہ تعالیٰ نے قلب سلیم اور اپنے دین کے صحیح فہم سے نوازا ہو، وہ اس بات سے انکار نہیں کرے گا کہ موجودہ حالات اس بات کی نشاندہی کر رہے ہیں کہ آنے والے دنوں میں ایسے گونگے اور بہرے، گھٹاٹوپ اور تیرہ و تاریک فتنے ظہور پذیر ہوں گے جو ایسے رگڑا دیں گے جیسے چمڑے کو زمین پر پٹخا اور رگڑا جاتا ہے، جو ایسے ادھیڑ کر رکھ دیں گے جیسے بالوں کو ادھیڑا اور رگڑا جاتا ہے، جو ایسے ریزہ ریزہ کر دیں گے جیسے خشک اور سوکھی مینگنی کو ریزہ ریزہ کر دیا جاتا ہے یا جیسے روٹی کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ثرید میں ڈالا جاتا ہے، جو ایسی چوٹیں لگائیں گے جن کی تاب کوئی نہ

لاسکے گا، اور ان فتنوں میں سب سے بدترین فتنہ جس سے ہر نبی نے اپنی قوم کو ڈرایا وہ ہے "دجال اکبر "کا فتنہ اور اس فتنے کو دنیا میں ہونے والے ہر فتنے کا موجب اور منبع قرار دیا:

((وَمَا صُنِعَتْ فِتْنَةٌ مُنْذُ كَانَتْ الدُّنْيَا صَغِيرَةٌ وَلَا كَبِيرَةٌ إِلَّا لِفِتْنَةِ الدَّجَّالِ))

"اور آج تک دنیا میں جو کوئی چھوٹا بڑا فتنہ رونما ہوتا ہے وہ دجال کے فتنے کی وجہ سے ہے"۔

(مسنداحمد:ج۵ص۳۸۹رقم الحدیث:۲۳۳۵۲۔مجمع الزوائد:ج۷ص۳۳۵رجاله رجال الصحیح)

((لیس من فتنة صغیرة ، ولا کبیرة الا تضع لفتنة الدجال فمن نجا من فتنة ما قبلها نجا منها))

"آج تک دنیا میں کوئی بھی چھوٹا بڑا فتنہ ظاہر نہیں ہوا مگر یہ کہ وہ دجال کے فتنے کی وجہ سے ہے، سو جو کوئی اس کے فتنے سے پہلے، فتنوں سے بچ گیا وہ دجال کے فتنے سے بھی بچ جائے گا"۔

(مسند البزار:ج۷ص۲۳۲رقم الحدیث:۲۸۰۷رجاله رجال الصحیح)

"فتنہ چھوٹا ہو یا بڑا وہ دجال کے فتنے پر ہی منتج ہو گا۔ سو جو اس کے فتنے سے پہلے فتنوں سے بچ گیا وہ دجال کے فتنوں سے بھی بچ جائے گا"۔

(احادیث فی الفتن والحوادث ج:اص۲۵۶بحوالہ تیسری عالمی جنگ اور دجال)

اس افسوس ناک صورتحال سے زیادہ کرب کی بات یہ ہے کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم جو دنیا کا واحد گروہ ہے جسے ماضی، حال اور مستقبل کا قرآن و سنت کی صورت میں کافی علم دیا گیا ہے، آج حیران اور ناواقف راہ میں بھٹک رہی ہے اور دنیا کی تاریکیوں سے روشنی کی بھیک مانگ رہی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بعد اب ان فتنوں کے ظہور کی رفتار تیز ہوتی محسوس ہو رہی ہے گویا:

﴿فَهَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنۡ تَاۡتِيَهُمۡ بَغۡتَةً فَقَدۡ جَآءَ اَشۡرَاطُهَا فَاَنّٰى لَهُمۡ اِذَا جَآءَتۡهُمۡ ذِكۡرٰهُمۡ﴾

"تو کیا یہ قیامت کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ ان کے پاس اچانک آ جائے، یقیناً اس کی نشانیاں تو ظاہر ہو ہی چکی ہیں۔ پھر جب ان کے پاس قیامت آ جائے تو انہیں نصیحت کرنا کہاں ہو گا"۔

(محمد:۱۸)

((خروج الآیات بعضها علی اثر بعض، یتتابعن کما تتتابع الخرز فی النظام))

"نشانیوں کا خروج یکے بعد دیگرے ہو گا، اس طرح پے درپے آئیں گی جس طرح لڑی (کٹنے کے بعد) پروئے ہوئے دانے آتے ہیں"۔

(الطبرانی الاوسط، مجمع الزوائد:ج ۷ص ۳۳۱)

ان حالات کا تقاضا ہے کہ قرآن و احادیث مبارکہ کی روشنی میں اس صورتحال کا گہرائی سے جائزہ لیا جائے، موجودہ حالات کی تبدیلی کو صحیح زاویہ سے دیکھا جائے اور آئندہ کے لئے صحیح خطوط کار کی نشاندہی کی جائے تاکہ امت اپنے فرضِ منصبی کو پیش آنے والے عظیم معرکۂ خیر وشر میں کماحقہ سرانجام دے کر پوری انسانیت کو کامیابی سے ہمکنار کرے۔

چنانچہ انہیں امور کو پیش نظر رکھ کر یہ کتاب مرتب کی گئی ہے جس میں اس موضوع سے متعلق مختلف عنوانات کے تحت بات کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس میں برکت عطا فرمائے۔ آمین!

﴿ابتدائیہ﴾

قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (۱۴)قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ (۱۵)قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ (۱۶)ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ (۱۷)قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ(۱۸)

''اس (ابلیس) نے کہا کہ مجھ کو مہلت دیجئے قیامت کے دن تک۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تجھے مہلت دی گئی۔ پھر اس نے کہا کہ بسبب اس کے کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے، میں بھی قسم کھاتا ہوں کہ میں ان (کو گمراہ کرنے) کے لئے آپ کی سیدھی راہ پر بیٹھ جاؤں گا۔ پھر میں ان پر حملہ کروں گا ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کے دائیں سے بھی اور ان کے بائیں سے بھی اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہاں سے ذلیل وخوار ہو کر نکل جا۔ جو شخص بھی ان میں سے تیرا کہا مانے گا میں ضرور تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا''۔

(سورۃ الاعراف)

﴿باب اول﴾

امت مسلمہ کی موجودہ حالت کا ایک تجزیہ

خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ کے سبب امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری امت ھدیٰ اور امت وسط کے منصب پر فائز ہوئی۔ یہ ہی وجہ ہے کہ یہ امت ابلیس اور اس کے تمام حلیفوں اور ان کی فوجوں کے حملوں کا واحد نشانہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے اب تک بیرونی طور پر "حزب الشیطان" یعنی ابلیس اور اس کی افواج کے حملوں اور امت کے اندر پیدا ہونے والی کمزوریوں اور کوتاہیوں کے نتیجے میں امت مسلسل ٹوٹتی، بکھرتی اور کمزور ہوتی چلی گئی۔ امت کا یہ بحران آج اپنی آخروں حدوں کا پار کر رہا ہے۔ چنانچہ امت اس وقت دو عظیم مسائل سے دوچار ہے:

(ا) مسئلہ اول: قائدین کا فقدان

عالمی سطح سے مقامی سطح تک امت ہر طرح کے اہل قائدین سے خالی ہو چکی ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ خاص کر تین پہلوؤں اور شعبۂ زندگی کے تناظر میں اہل قائدین سے ناقابلِ بیان حد تک خالی ہو چکی ہے۔ قائدین کی درجِ ذیل تین پہلو یہ ہیں:

1۔ حکمران:

اعلیٰ ترین سطح سے ادنیٰ ترین سطح تک امت اہل حکمرانوں سے خالی ہو چکی ہے۔ مسلمانوں پر حکومت کرنے والے حکمران ایمان، عملِ صالح اور فراستِ ایمانی سے محروم ہو چکے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ ایک مسلم حکمران کے مقصد حکمرانی، آداب حکمرانی اور حمیت حکمرانی سے بالکل نابلد ہو چکے ہیں۔ گویا کہ وہ زمانہ آ چکا جس کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دی تھی:

((یَکُوْنُ عَلَیْکُمْ اُمَرَاءُ هُمْ شَرٌّ مِّنَ الْمَجُوْسِ))

''تم پر ایسے لوگ حاکم بنیں گے جو مجوسیوں (آتش پرستوں) سے بھی بدتر ہوں گے''۔

(عن ابن عباس رضی اللہ عنہ رواہ الطبرانی واسنادہ صحیح، مجمع الزوائد: الجزء الخامس ، رقم الحدیث ۱۸۹۳)

((حَدَّثَنَا سَیَّارٌ أَنَّ أَبَا أُمَامَةَ ذَكَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُونُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ أَوْ قَالَ يَخْرُجُ رِجَالٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ مَعَهُمْ أَسْيَاطٌ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ الْبَقَرِ يَغْدُونَ فِي سَخَطِ اللَّهِ وَيَرُوحُونَ فِي غَضَبِهِ))

''حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانے میں اس امت پر ایسے لوگ مسلط ہو جائیں گے جن کے پاس گائے کی دم جیسے کوڑیں ہوں گے، وہ لوگ اللہ کے غصہ میں صبح کریں اور اللہ کے غضب میں شام کریں گے''۔

(مسند احمد، ج۴۵ص۱۲۴ رقم الحدیث: ۲۱۱۲۹)

((سیکون بعدی امراء یقولون ولا یرد علیهم، یتقاحمون فی النار کما تتقاحم القردة))

''عنقریب میرے بعد ایسے حاکم ہوں گے جو (کفر و گمراہی پر مبنی) باتیں کریں مگر کسی کو ان کو ٹوکنے کی ہمت نہ ہوگی، یہ سب لوگ جہنم میں گھسیں گے جس طرح بندر گھستے ہیں''۔

(رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط وابویعلی ورجالہ ثقات بحوالہ مجمع الزوائد، ج:۵ص:۲۳۶)

((وعن ابی بردة رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان بعدی ا ئمة ان اطعتموهم اکفروکم وان عصیتموهم قتلوکم أئمة الکفر ورؤس الضلالة))

"حضرت ابی بردۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میرے بعد ایسے حکمران آئیں گے جن کی اگر تم اطاعت کرو گے تو وہ تمہیں کافر بنادیں گے اور اگر ان کی بات نہ مانوگے تو تمہیں قتل کردیں، (یہی) کفر کے امام اور گمراہوں کے سردار (ہوں گے)"۔

(مسند ابی یعلی والطبرانی، مجمع الزوائدج:۵ص:۲۳۸، واسناده فيه كلام)

2۔ علماء:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ہی علماء کم ہوتے چلے آرہے ہیں۔ ہر مرنے والا اپنے ساتھ علم کا ایک حصہ لے کر چلا جاتا رہا ہے۔ آج اس تعلق سے بدترین حالات کا سامنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فانی امرأ مقبوض والعلم سینقبض ویظهر الفتن))

"بے شک میں بھی ایک آدمی ہوں جو اٹھالیا جاؤں گا اور علم بھی اٹھالیا جائے گا اور فتنے ظاہر ہوں گے"۔

(مشکوۃ، باب کتاب العلم: ص۳۸)

((إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا))

"اللہ تعالیٰ (قرآن وسنت کے) علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ لوگوں کے دلوں سے نکال لے بلکہ علم کو اس طرح اٹھایا جائے گا کہ علماء کو اٹھالیا جائے گا یہاں تک کہ جب کوئی بھی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنالیں گے، ان سے مسئلہ پوچھیں گے اور

وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے لہٰذا وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے"۔

(صحیح البخاری:ج۱ص۱۷۶رقم الحدیث۹۸)

حقیقت یہ ہے کہ علمائے وقت آج علم اور ہمت سے خالی ہو چکے ہیں اور قرآن و سنت کا اصل علم ان کے ہاں بھی پسِ پردہ چلا گیا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ لہٰذا علم اور حمیتِ دینی کے فقدان نے ان کو حق و باطل کو کھول کر بیان کرنے سے روک دیا ہے۔ چند ہستیاں ہیں جو قرآن و سنت کے اصل علم سے واقفیت رکھتے ہیں اور وہ علم و ہمت سے خالی نہیں۔ اللہ انہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے کیونکہ وہ اس دور فتن میں وہ منبر و محراب میں شاذ شاذ ہی نظر آئیں گے۔ انکی اکثریت یا تو جیلوں کی سلاخوں کے پیچھے ہے یا پھر وہ محاذوں پر اللہ کے مجاہد بندوں کے ساتھ نظر آئیں گے۔

3۔ عصری علوم کے دانشوران:

مسلم دانشوران کی غالب اکثریت عصری علوم کی حقیقت سے واقف تو نہیں لیکن اس کے سحر میں ضرور گرفتار ہیں۔ ان کے اندر خواہشاتِ نفسانی اس قدر رچ بس گئی ہے کہ اس کی تکمیل کے لئے یہ طریقہ مقرر کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی علمی اور فکری ترقی کا واحد راستہ یہ قرار دیتے ہیں کہ زندگی کہ ہر معاملہ میں مغرب کی تقلید کی جائے۔

شاید ان تینوں فقدان کی طرف ہی اشارہ کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

((وعن عمرو بن عوف قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول انى أخاف على أمتى من بعدى من أعمال ثلاثة قالوا ما هن يا رسول الله قال زلة العالم وحكم جائر وهوى متبع))

''حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اپنے بعد اپنی امت پر تین اعمال صادر ہونے کا خوف ہے۔ لوگوں نے پوچھا وہ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عالم کا راہِ حق سے پھسلنا اور ظالم حکمران اور خواہشاتِ نفسانی کی پیروکاری''۔

(الطبرانی، مجمع الزوائدج:۵ص:۲۳۹، وفیہ کثیر بن عبد اللّٰہ المزنی وھو ضعیف وبقیۃ رجالہ ثقات)

((انی أخاف علی أمتی من ثلاث من زلۃ عالم ومن ھوی متبع ومن حکم جائر))
''مجھے اپنی امت پر تین باتوں کا خوف ہے۔ عالم کا پھسلنا اور اور خواہشاتِ نفسانی کی پیروکاری اور ظالم حکمران''۔

(مسند بزار، مجمع الزوائدج:۱ص:۱۶۵)

(۲) مسئلہ دوم: نظامِ اسلامی کا انہدام

عالمی سطح سے مقامی سطح تک امت نہ صرف ہر طرح کے اہل قائدین سے خالی ہو چکی ہے بلکہ اس نظام سے بھی محروم ہو چکی ہے جو امت کے اندر اہل قیادت کی فراہمی کے ساتھ ان کی صفاتِ قیادت کی تعمیر اور تشکیل میں معاون ثابت ہوتی تھی۔ اہل قائدین کا خلاء نئے اہل قائد سے پر کیا جا سکتا تھا لیکن قیادت کے نظام کے انہدام یعنی اس کے زمین بوس ہونے کی وجہ سے اہل قائدین کے خلاء کو پر کئے جانے کی ہر صورت کو تقریباً ناممکن بنا دیا ہے۔

اسلامی صفاتِ قیادت کی تعمیر اور تشکیل کی واحد اساس ''جہاد فی سبیل اللہ'' تھی اور آج بھی ہے۔ اس اساس پر ہی قیادت کے نظام کا دارومدار تھا جس کے چار بڑے مظاہر تھے۔ خلافتِ راشدہ کے بعد جہاد فی سبیل اللہ کی معطلی (Infeasible) نے ان چاروں مظاہر کو رفتہ رفتہ مٹانا شروع کر دیا تھا۔ اب درجِ ذیل یہ چاروں مظاہر پوری طرح مٹ چکے ہیں:

☆ **حکومت:** حکومت، اسلامی طرزِ حکمرانی سے خالی ہے۔

☆ **مسجد:** مساجد جو کہ اہل اسلام کے سیاسی، عدالتی، معاشی اور علومِ قرآنی اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیک وقت مراکز تھیں، حدیث مبارکہ کے مطابق آباد تو ہیں مگر رشد وہدایت سے خالی ہیں۔

☆ **معاشرہ:** معاشرہ اسلامی طرزِ حیات سے خالی ہو چکا ہے۔

☆ **گھر:** گھر جو اسلامی طرزِ حیات کی بنیادی اکائی ہوتا ہے، وہاں سے بھی اسلامی طرزِ حیات ناپید ہو چکا ہے۔

عامۃ المسلمین کی ابتلاء و آزمائش

اہل قائدین کے فقدان اور نظام اسلام کے انہدام عام نے مسلمانوں کو اس وقت سخت آزمائش میں ڈال رکھا ہے۔ آج پوری دنیا میں عام مسلمان ہر طرح کی مصیبتوں، ذلتوں، اذیتوں اور تکلیفوں سے دوچار کر دیئے گئے ہیں۔ دنیا میں ہر جگہ مسلمان دہری مار سہہ رہے ہیں یا یوں کہا جائے کہ وہ دو دھاری تلوار سے کٹ رہے ہیں۔ ایک طرف اسلامی نظام حیات کے منہدم ہونے کے بعد مسلمانوں کے قائدین یعنی حکمراں، علمائے وقت (یعنی علماء سوء جن کی کچھ تفصیل آگے آئے گی) اور عصری علوم کے دانشوران اندر سے انہیں بھنبھوڑ رہے ہیں تو دوسری طرف ابلیس اور اس کی فوجوں نے باہر سے ان کو تختۂ مشق بنایا ہوا ہے۔ یہی عامۃ المسلمین وہ "امی" ہیں جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نسبتِ خاص ہے۔ انہیں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتِ خاص بھی سایہ فگن رہی ہے:

((لن تجتمع امتی علی الضلالۃ ابدا))

"میری امت کبھی بھی گمراہی پر جمع نہیں ہوگی"۔

(المعجم الکبیر: ج۱۲ص۴۴۷رقم الحدیث: ۱۳۶۲۳)

یہی وجہ ہے کہ اپنے قائدین کی فریب کاریوں اور استبداد اور دشمنوں کے مظالم کے باوجود اس کے عزم اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے دین سے تمسک میں کوئی کمی نہیں آئی ہے۔

ان "امیوں" کے حکمران........ آج نام نہاد روشن خیال، قدامت پسند، کیمونسٹ، سوشلسٹ، لبرل، جمہوریت نواز اور ڈکٹیٹر تو ہو سکتے ہیں۔

ان کے رہنما علمائے سوء و شیوخ الضلالۃ........ قرآن کریم کی ان آیات کے مصداق تو ہو سکتے ہیں:

﴿مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ﴾

"ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود بھی گروہ در گروہ ہو گئے، ہر گروہ اس چیز پر جو اس کے پاس ہے مگن ہے"۔

(الروم: ۳۲)

﴿وَمَا تَفَرَّقُوْا اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ﴾

"اور ان لوگوں نے اپنے پاس علم آجانے کے بعد ہی اختلاف کیا آپس کے بغض و عناد کی وجہ سے"۔

(الشوریٰ: ۱۴)

خواہشاتِ نفسانی کے پیروکار مغربی تہذیب سے متاثرہ عصری علوم کے دانشور .... سرمایہ دار، جاگیر دار اور جائز و ناجائز ہر طرح طرح کے ہتھکنڈوں کا مظاہرہ کر کے اپنے زیرِ دست رکھنے والے حکمرانِ وقت کے وفادار حتیٰ کہ غیروں یعنی یہود و نصاریٰ کے چاؤش اور ٹاؤٹ تو ہو سکتے ہیں۔

لیکن یہ عام مسلمان ہر حال میں صرف عام مسلمان رہا ہے جو اللہ، رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے دین سے محبت کرتا ہے۔ عام مسلمان "فسق عمل" میں تو مبتلا تو ہو سکتا ہے لیکن کبھی "نقص ایمان" میں بفضلہ تعالیٰ وہ کبھی مبتلا نہیں ہوا۔ اس کے برخلاف اس کے قائدین خواہ "فسق عمل" میں بظاہر مبتلا نظر نہ آئیں لیکن چند ہی ایسے ہوں گے جو "نقص ایمان" سے آلودہ نہ ہوں۔

"فسق عمل" سے مراد ہے کہ کفر وارتداد کے علاوہ عام گناہوں اور معاصی کے مرتکب ہونا ہے اور "نقص ایمان" سے مراد ہے کہ اپنے ذاتی مفادات اور دنیا سے تھوڑے سے نفع کی خاطر ایسے افعال یا ایسے اقوال ہی کا اختیار کرنا جو کہ ایک طرف کفر وارتداد کی طرف لے جانے والے ہوں اور دوسری طرف وہ اسلام کی عمارت کو ڈھا دینے والے ہوں۔

چنانچہ زیادہ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ، صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ، تحریک شہیدین رحمہا اللہ، شیخ الہند حضرت محمود الحسن رحمہ اللہ اور ان جیسے جتنے بھی بلند پایہ علماء حق ہیں جو کہ حضرت زکریا، حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے وارث ہیں۔

((وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَرَّثُوا الْعِلْمَ))

"بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں اور بے شک انبیاء اپنے ورثہ میں درہم و دینار چھوڑ کر نہیں جاتے بلکہ علم (دین) چھوڑ کر جاتے ہیں"۔

(ابوداؤد: ج۳ص۳۱۷رقم الحدیث: ۳۶۴۱۔ مسند احمد: ج۵ص۱۹۶رقم الحدیث: ۲۱۷۶۳)

ان سب علمائے حق کی تاریخ اور عصرِ حاضر میں لال مسجد و جامعہ حفصہ کی معصوم طلباء اور پاکیزہ طالبات رحمہ اللہ علیہن......... سب کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجئے، یہ عام مسلمان بظاہر "فسق عمل" میں لاکھ

مبتلا سہی لیکن اس موقع پر اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے دین کی حرمت کے لئے سب سے پہلے ان علمائے حق کے ساتھ اپنی جان پیش کر دیتے ہیں۔ جبکہ وقت کے درباری علماء ''فسق عمل'' میں بظاہر مبتلا نظر نہ آئیں لیکن اپنی دنیا بچانے، جاہ و منصب حاصل کرنے یا اسے برقرار رکھنے کے لئے وقت کے فرعونوں کے سامنے سب سے پہلے اپنے ''ایمان'' کو پیش کر دیتے ہیں۔

﴿باب دوم﴾

معرکہ کے دو فریق

﴿قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأُخْرٰى كَافِرَةٌ﴾
''یقیناً تمہارے لئے عبرت کی نشانی ہے ان دو جماعتوں میں جو ایک دوسرے سے ٹکرا گئی تھی، ایک گروہ تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑ رہا تھا اور دوسرا گروہ کافروں کا تھا''۔

(آل عمران: ۱۳)

یہ آیات غزوۂ بدر کے حوالے سے نازل ہوئیں لیکن ایک بار پھر دنیا دو گروہوں میں بٹنے والی ہے اور ہر کسی کو ان دونوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا پڑے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((حَتّٰى يَصِيرَ النَّاسُ إِلَى فُسْطَاطَيْنِ فُسْطَاطِ إِيمَانٍ لَا نِفَاقَ فِيهِ وَفُسْطَاطِ نِفَاقٍ لَا إِيمَانَ فِيهِ فَإِذَا كَانَ ذَاكُمْ فَانْتَظِرُوا الدَّجَّالَ مِنْ يَوْمِهِ أَوْ مِنْ غَدِهِ))
''یہاں تک کہ جب لوگ دو خیموں (یعنی دو جماعتوں) میں تقسیم ہو جائیں گے، ایک اہل ایمان کا خیمہ جس میں ''نفاق'' بالکل نہ ہو گا، دوسرا منافقین کا خیمہ جس میں بالکل ''ایمان'' نہ ہو گا تو جب وہ دونوں گروہ اکٹھے ہو جائیں (یعنی اہل ایمان ایک طرف اور منافقین ایک طرف) تو تم دجال کا انتظار کرو کہ آج آئے یا کل آئے۔''

(ابو دؤد ج:۴ص:۹۴۔ مستدرك حاكم ج:۴ص:۵۱۳۔ الفتن نعيم بن حماد واسناده صحيح)

لہٰذا عنقریب دنیا دو طبقوں یا گروہوں میں بٹ جائے گی جن کے دو متصادم مقاصد ہوں گے، کیونکہ

﴿مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ﴾

''جس حال پر تم ہو اسی پر اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو نہ چھوڑ دے گا جب تک کہ اللہ پاک اور ناپاک کو الگ الگ نہ کر دے''۔

(آل عمران:۱۷۹)

پہلا گروہ:

فریق اول درجِ ذیل گروہ پر مشتمل ہے:

(۱) اللہ رب العالمین۔

(۲) ملائکہ و جنود السموات والارض۔

(۳) علمائے حق جو معتوب اور غیر معروف رہے۔

(۴) عامۃ المسلمین جن کے قائد حضرت مہدی ہوں گے۔

(۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

(۶) نباتات و جمادات۔

دوسرا گروہ:

فریق ثانی میں ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کے علاوہ وہ طبقات بھی شامل ہیں جن کے مقاصد بظاہر ایک دوسرے سے متضاد اور متصادم نظر آئیں لیکن اندرونی طور پر سب ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کے مذکورہ دو مقاصدِ عظیم کی تکمیل میں شعوری یا غیر شعوری طور پر ان کے ساتھ کھڑے نظر آئیں گے۔ چنانچہ اس گروہ کی تفصیل درجِ ذیل ہے:

(۱) ابلیس

(۲) دجال اکبر

(۳) شیاطینِ انس و جن

(۴) خصوصاً یہود

(۵) نصاریٰ

(۶) دیگر مذاہب کے پیروکار

(۷) آئمۃ المضلین اور ان کی اندھی پیروی کرنے والے متبعین

(۸) نیم انسانی اور نیم حیوانی مخلوقات

(۹) درخت غرقد

اس ضمن میں اس معرکہ کے دونوں فریق میں سے کچھ تو وہ ہیں جو انسانی آنکھ سے نظر آنے والے ہیں، جیسے انسانوں میں اہل ایمان اور ان کے مد مقابل یہود، ہنود، نصاریٰ دیگر مذاہب کے پیروکاروں کے ساتھ مسلمانوں میں شامل آئمۃ المضلین (یعنی گمراہ کرنے والے حکمران اور علماء سوء) اور ان کی اندھی پیروی کرنے والے متبعین، لیکن ان دونوں فریقوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو انسانی آنکھ سے نظر آنے والے نہیں ہیں لیکن وہ اس معرکہ کے اہم کرداروں میں سے ہیں۔

لہٰذا ان کے بنیادی کرداروں کو سمجھنے کے لئے پہلے ان کی موجودہ حیثیت کو سمجھنا انتہائی ضروری ہے۔ تاکہ اس "معرکۂ عظیم" جو کہ دراصل معرکہ خیر وشر اور معرکۂ روح وبدن ہے، کی اصل نوعیت کا درست اندازہ کیا جاسکے۔ فریق ثانی کے تین بنیادی کرداروں میں قومِ یہود کا کردار گو کہ انتہائی مخفی اور پوشیدہ ہوتا ہے مگر تھوڑا بہت کردار لوگوں کے سامنے آہی جاتا ہے۔ لیکن بقیہ دو کرداروں یعنی ابلیس اور دجال اکبر کا سابقہ، موجودہ اور مستقبل میں کردار اور حیثیت کے بارے میں ضروری ہے ان کو قرآن وحدیث سے واضح کیا جائے۔

1۔ابلیس کا کردار:

معرکہ حق و باطل کی تاریخ جتنی پرانی ہے اتنی ہی پرانی تاریخ ابلیس لعین کی بھی ہے۔چونکہ اس معرکہ میں وہ لشکرِ باطل کا سپہ سالار ہے لہٰذا اس معرکہ میں اس کا اور اس کی ذریت کا کردار ماضی میں کیا رہا؟ مستقبل میں کیا ہو گا اور اس کی روشنی میں موجودہ حالات میں اس کا کیا کردار ہو سکتا ہے،اس کو سمجھنا انتہائی ضروری ہے۔سب سے پہلے تو قرآن کریم نے اس کو انسانوں کا ازلی اور ابدی دشمن قرار دیا ہے:

﴿اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ﴾

”یادرکھو !شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن جانو،وہ تو اپنے جتھے کو بلاتا ہے (مگر حقیقت میں)صرف اس لئے کہ وہ سب جہنم واصل ہو جائیں“۔

(فاطر:٦)

چنانچہ اس معرکہ میں وہ اپنے اتحاد اور تحالف(اتحاد)میں بندھے انسانوں سے کس طرح رابطہ رکھتا ہے اور کس طرح ان کو ہدایات دیتا ہے:

﴿وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ﴾

”بے شک شیاطین اپنے دوستوں کی طرف باتیں وحی کرتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑیں اور (اے مسلمانو!)اگر تم ان(کافر)لوگوں کی اطاعت کرنے لگو تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے“۔

(الانعام:١٢١)

﴿هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ، تَنَزَّلُ عَلَى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ، يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ﴾

''کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیاطین کن پر نازل ہوتے ہیں۔ ہر جھوٹے اور بدکردار شخص پر اترتے ہیں۔ جو (غیب کی) باتیں سننے کے لئے کان لگاتے ہیں اور اکثر جھوٹ بولتے ہیں''۔

(الشعراء:۲۲۱)

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا﴾

''اور اسی طرح ہم نے ہمیشہ شیاطین انسانوں اور شیاطین جنوں کو ہر نبی کا دشمن بنایا جو ایک دوسرے پر ملمع کی ہوئی پر فریب باتیں القاء کرتے ہیں''۔

(الانعام:۱۱۲)

نسل آدم کے مختلف ادوار میں انسانوں کو اللہ کی بغاوت اور اللہ کے برگزیدہ بندوں پر عرصۂ حیات تنگ کرنے اور اللہ کی زمین پر فساد مچانے پر آمادہ کرنے والا یہی ابلیس تھا۔ قومِ نوح سے لے کر قوم ھود اور قوم ثمود تک، قوم ابراھیم، قوم لوط، قوم شعیب سے لے کر آل فرعون تک، قرآن ان کے بارے میں کہتا ہے کہ سب کو ان کے اعمالِ بد مزین کر کے دکھانے والا یہی ابلیس تھا:

﴿وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

''اور شیاطین نے ان کے اعمال کو ان کے خیال میں آراستہ کر دیا''۔

(الانعام:۴۳)

احادیث مبارکہ سے یہ بات بھی صراحت کے ساتھ ثابت ہے کہ ابلیس بعض اوقات انسانی شکل میں آکر اپنے تحالف (معاہدے) میں بندھے انسانوں کے پاس آکر ان کو مشورے اور ہدایات دیتا ہے۔ بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر قریش مکہ کو آگاہ کرنے والا اور دار الندوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے خلاف قتل پر آمادہ کرنے والا شیخ نجدی، دراصل یہی "ابلیس" تھا۔ جنگ بدر کے موقع پر خود بنفس نفیس سراقہ ابن مالک کے اور اس کا لشکر جرار بنی مدلج کے مردوں کے روپ میں بدر کے میدان میں کفار مکہ کے ساتھ کھڑا تھا اور ان کو اپنی حمایت کا یقین دلا رہا تھا:

﴿وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لاَ غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ﴾

"اور جبکہ ان (کافروں کو ان) کے اعمال کو شیطان انہیں مزین کر کے دکھا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ لوگوں میں سے کوئی بھی آج تم پر غالب آنے والا نہیں اور میں تمہارے ساتھ ہوں"۔

(الانفال:۴۸)

اسی طرح غزوۂ احد کے موقع پر آپ علیہ السلام کی شہادت کی خبر اڑانے والا یہی ابلیس تھا اور اس طرح کے سیکڑوں مواقع پر انسانی شکل میں آکر مشورے دینا اور اپنے تحالف (معاہدے) میں بندھے انسانوں کا ساتھ دینا احادیث سے صراحتاً ثابت ہے۔ آپ علیہ السلام کے دور میں اور آپ علیہ السلام کے بعد نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے کذابوں کی بنفس نفیس اصل مدد کرنے والا یہی ابلیس تھا۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بعض لوگ ایسے بھی ہیں جن کو شیاطین قید سے آزاد کرا لیتے ہیں اور (اگر ان لوگوں پر کوئی کسی ہتھیار سے حملہ کر دے) تو وہ شیاطین اس حملے سے اس آدمی کا دفاع کرتے ہیں۔ جیسا کہ عبد الملک بن مروان کے دور میں حارث دمشقی کا واقعہ ہے جس نے شام میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ شیاطین اس کے پیروں کو بیڑیوں سے آزاد کرا لیتے اور اسلحے کے وار سے اس کی حفاظت کرتے، اگر وہ پتھر پر ہاتھ پھیرتا تو وہ تسبیح پڑھنے لگتا۔ لوگوں کو ہوا میں پیادہ اور گھوڑوں پر سوار مرد نظر آتے۔ حارث کذاب کہتا کہ یہ فرشتے ہیں حالانکہ وہ شیاطین تھے۔ چنانچہ جب مسلمانوں نے اسے پکڑا اور قتل کرنے کے لئے ایک نیزہ بردار

مجاہد نے اس کو نیزہ مارا تو اس نیزے نے اس پر کوئی اثر نہیں کیا۔ عبد الملک بن مراون نے اس نیزہ بردار سے کہا کہ تم نے بسم اللہ نہیں پڑھی۔ پھر اس نے بسم اللہ پڑھ کر نیزہ مارا تو وہ حارث مر گیا"۔

(اولیاء الرحمن و اولیاء الشیطان از امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ)

اسود عنسی بھی ان کذابوں میں شامل تھا جنہوں نے آپ علیہ السلام کے دور ہی میں نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا اور شیطان اس کی باقاعدہ مدد کرتا تھا۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں اس کے سارے احوال درج کئے ہیں کہ کس طرح شیطان اس کی مدد کرتا اور اس کو آنے والے خطرات سے آگاہ کر دیتا تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ: 339/6-3) یہ تو تھا ابلیس کے ماضی کا کچھ احوال اب کچھ مستقبل کے بارے میں اس کے کردار کے حوالے سے کچھ باتیں احادیث مبارکہ سے سمجھ لیں تاکہ اس کا موجودہ کردار بھی ہمارے سامنے کھل کر واضح ہو جائے۔

مستقبل میں "حضرت مہدی" کے ظہور جو کہ اللہ کی طرف سے مظلوم مسلمانوں کے لئے نجات کی ایک علامت ہوں گے اور "دجال اکبر" کا خروج، جو کہ انسانی تاریخ کا سب سے بڑا فتنہ ہے، کے وقت جب رحمانی اور شیطانی قوتیں اپنی پوری طاقت کے ساتھ معرکہ آراء ہوں گی، چنانچہ اس کے فتنے سے ماقبل کے فتنوں اور خود اس فتنہ کو برپا کرنے میں سب سے اہم کردار ابلیس اور اس کی ذریت نے ہی ادا کرنا ہے۔

((عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ إِنَّ فِي الْبَحْرِ شَيَاطِينَ مَسْجُونَةً أَوْثَقَهَا سُلَيْمَانُ يُوشِكُ أَنْ تَخْرُجَ فَتَقْرَأَ عَلَى النَّاسِ قُرْآنًا))

"حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سمندر میں کچھ شیاطین قید ہیں جنہیں سلیمان علیہ السلام نے باندھ رکھا ہے، قریب ہے کہ وہ نکل آئیں گے اور لوگوں پر قرآن پڑھیں گے"۔

(صحیح مسلم ،المقدمة ج١ص٢٦)

((عبد الله بن عمرو رضی الله عنه سیظهر لکم شیاطین کأن أو ثقهم سلیمان بن داود فی البحر یصلون معکم فی مساجدکم ویجلسون معکم فی مجالسکم ویجادلون فی الدین وانهم لشیاطین فی صورة الآدمین))

”حضرت عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ عنقریب تم پر وہ شیاطین ظاہر ہوں گے جن کو حضرت سلیمان بن داود علیہما السلام نے سمندر میں قید کر دیا تھا،وہ تمہارے ساتھ نماز پڑھیں گے تمہاری مساجد میں اور تمہاری مجلسوں میں تمہارے ساتھ بیٹھیں گے اور دین کے معاملے میں جھگڑا کریں گے اور بے شک شیاطین ہوں گے جو کہ انسانوں کے روپ میں آئیں گے“۔

(مسند الفردوس بمأثور الخطاب:ج٢ص٣٢٢، رقم الحدیث:٣٤٦٤)

((وارسال الشیاطین الملجمة عن الناس))

”(فتنوں کے دور میں)انسانوں سے دور رکھے ہوئے شیاطین کو آزاد کر کے ان کی طرف بھیج دیا جائے گا“۔

(المستدرك علی الصحیین:ج٤ص٤٦٥،هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه)

((فِي آخِرِ الزَّمَانِ أَقْوَامٌ يَكُونُ وُجُوهُهُمْ وُجُوهَ الآدَمِيِّينَ، وَقُلُوبُهُمْ قُلُوبَ الشَّيَاطِينِ))

”آخری زمانے میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کے چہرے تو انسانوں کے سے ہوں گے لیکن دل شیطانوں کے سے ہوں گے“۔

(المعجم الکبیر للطبرانی:ج٩ص٣٠٩، رقم الحدیث:١١٠٠٦)

((وَصُورَةُ النَّارِ حَمْرَاءُ،مَعَهُ شَيَاطِينُ يَتَشَبَّهُونَ بِالأَمْوَاتِ، يَقُولُونَ لِلْحَيِّ تَعْرِفُنِي؟ أَنَا أَخُوكَ، أَنَا أَبُوكَ، أَنَا ذُو قَرَابَةٍ مِنْكَ، أَلَسْتُ قَدْ مِتُّ؟ هَذَا رَبُّنَا فَاتَّبِعْهُ، فَيَقْضِي اللَّهُ مَا يَشَاءُ مِنْهُ))

''اس دجال کے ساتھ کچھ شیاطین ہوں گے جو مُردوں کی شکلیں اختیار کرکے آئیں گے اور زندوں سے کہیں گے مجھے پہچانتے ہو؟ میں تمہارا بھائی، باپ، قرابت دار ہوں، کیا میں مر نہیں گیا تھا! یادرکھو! کہ یہ (دجال) ہمارا رب ہے، اس لئے اس کی پیروی کرو۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اس کو حسب منشاء غلبہ عطا کریں گے''۔

(المعجم الكبير للطبراني: ج٦ص١٣٥، رقم الحديث: ٦١٨١)

((وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنْ يَقُولَ لِأَعْرَابِيٍّ أَرَأَيْتَ إِنْ بَعَثْتُ لَكَ أَبَاكَ وَأُمَّكَ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَبُّكَ فَيَقُولُ نَعَمْ فَيَتَمَثَّلُ لَهُ شَيْطَانَانِ فِي صُورَةِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ فَيَقُولَانِ يَا بُنَيَّ اتَّبِعْهُ فَإِنَّهُ رَبُّكَ))

''اس (دجال) کا ایک فتنہ یہ ہوگا کہ وہ ایک دیہاتی سے کہے کہ دیکھ! اگر میں تیرے ماں باپ کو زندہ کردوں تو میرے رب ہونے کی گواہی دے گا؟ وہ اقرار کرلے گا چنانچہ دو شیاطین اس کے ماں باپ کی صورت میں متمثل ہوکر اس کے سامنے آجائیں گے اور اس سے کہیں گے کہ بیٹا! اس (دجال) کی پیروی کرو، یہ تمہارا رب ہے''۔

(السنن ابن ماجة: ج٢ص١٣٦٠ رقم الحديث٤٠٧٧)

پس ثابت ہوا کہ ابلیس لعین روز ازل سے جاری معرکۂ خیر و شر میں خود بنفس نفیس شریک رہا اور آج اسلامی شریعت کا نفاذ کا مطالبہ کرنے والے مسلمانوں کیخلاف دہشت گردی کے نام پر لڑی جانے والی صلیبی جنگ میں اس کے کردار سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا اور ظہور مہدی اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں اس کی موجودگی تو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

2۔ دجال اکبر کا کردار:

ابلیس کا سب سے مہیب ترین ہتھیار ''دجال اکبر'' ہے اور جب ہم اس معرکہ میں ''دجال اکبر'' کے وجود کی بات کرتے ہیں تو سب سے پہلے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دجال اکبر کا وجود کب سے ہے؟ آیا وہ مقید ہے یا آزاد؟ اگر مقید ہے تو کہاں ہے؟ اور اگر آزاد ہے تو اس وقت کہاں ہے اور اس کا اس وقت کردار کیا ہے؟ سب سے پہلے تو یہ بات احادیث مبارکہ سے صراحتاً ثابت ہے کہ سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا اور اس کے بعد ہر نبی نے اس کے فتنے سے اپنی قوم کو ڈرایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَاِنِّي أَنْذَرْتُكُمْ بِهِ كَمَا أَنْذَرَ بِهِ نُوحٌ قَوْمَهُ))

''میں نے تمہیں دجال سے اسی طرح ڈرایا جس طرح حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا''۔

(مسلم: ج۴ ص۲۲۵۰، رقم الحدیث ۲۹۳۶)

((اِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ بَعْدَ نُوحٍ اِلَّا قَدْ أَنْذَرَ الدَّجَّالَ قَوْمَهُ وَاِنِّي أُنْذِرُكُمُوهُ))

''حضرت نوح علیہ السلام کے بعد جو نبی بھی آیا اس نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے اور میں بھی تمہیں اس سے ڈراتا ہوں''۔

(ترمذی ج۸ ص۱۸۰ رقم الحدیث ۲۱۶۰۔ ۲۲۳۴، ابوداؤد ج۱۲ ص۳۷۲ رقم الحدیث ۴۱۹۲)

تو کیا دجال اس وقت کہیں مقید ہے یا وہ آزاد کر دیا گیا ہے اور اس کا اس زمین پر رہنے والوں سے کسی بھی قسم کا کوئی تعلق اور رابطہ ہے یا دنیا کے معاملات میں اس کا کچھ عمل دخل ہو گیا ہے؟

احادیث مبارکہ سے تو یہ بات واضح طور پر ملتی ہے کہ دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ کہیں بے آباد اور نامعلوم جزیرے پر مقید تھا۔ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ تمیم داری جب ایک سمندری سفر پر

تھے تو ان کی کشتی ایک مہینہ تک بھٹکتی رہی اور بالآخر ایک ویران جزیرے پر ان کی دجال سے ملاقات ہوئی جو کہ مضبوطی سے بندھا ہوا تھا یعنی مقید تھا اور پھر خود دجال کے الفاظ حدیث میں یوں ملتے ہیں:

((وَإِنِّي مُخْبِرُكُمْ عَنِّي إِنِّي أَنَا الْمَسِيحُ وَإِنِّي أُوشِكُ أَنْ يُؤْذَنَ لِي فِي الْخُرُوجِ فَأَخْرُجَ فَأَسِيرَ فِي الْأَرْضِ))

"اب میں تمہیں اپنے متعلق بتاتا ہوں، میں مسیح دجال ہوں، عنقریب مجھے خروج کی اجازت مل جائے گی (یعنی آزاد کر دیا جاؤں گا اور) میں نکل کر پوری زمین پر گھوموں گا"۔

(صحیح مسلم ج۱۴ص۱۷۸ رقم الحدیث ۵۲۳۵)

ابن ماجہ کی روایت میں دجال کے یہ الفاظ ملتے ہیں:

((قَالَ لَوْ انْفَلَتُّ مِنْ وَثَاقِي هَذَا لَمْ أَدَعْ أَرْضًا إِلَّا وَطِئْتُهَا بِرِجْلَيَّ هَاتَيْنِ))

"دجال نے کہا کہ جوں ہی میں اس اسیری سے اور قید سے رہائی پاؤں گا، پوری دنیا کو اپنے دونوں پاؤں سے روند ڈالوں گا"۔

(سنن ابن ماجہ: ج۱۲ص۱۹، رقم الحدیث: ۴۰۶۴)

لیکن قرب قیامت اپنے خروج سے پہلے اس کو ایک آزاد حیثیت مل جائے گی بلکہ عالمی معاملات میں اس کا عمل دخل اس قدر بڑھ جائے گا کہ وہ اپنے خروجِ اصلی سے پہلے ایک بڑے علاقے پر بظاہر ایک منصف اور مسلمانوں کے ہمدرد اور غمخوار کے روپ میں حکمرانی کرے گا۔ لوگ نہ صرف اس کو پسند کرنے لگے گے بلکہ اس کی کلی اتباع بھی کر بیٹھیں گے۔

((الهيثم بن مالك الطائى رفع الحديث قال يلى الدجال بالعراق سنتين يحمد فيها عدله وتشرأب الناس اليه فيصعد يوما المنبر فيخطب بها ثم يقبل عليهم فيقول لهم ما آن لكم أن تعرفوا ربكم ؟ فيقول له قائل ومن ربنا ؟ فيقول أنا))

”ہیثم بن مالک مرفوعاً روایت کرتے ہیں فرمایا: دجال (اپنی خدائی کے دعوے سے پہلے) دو سال تک عراق پر حکومت کرے گا، جس میں اس کے (نام نہاد) انصاف کی تعریف کی جائے گی اور لوگ اس کی طرف کھنچے چلے آئیں گے۔ پھر وہ ایک دن منبر پر چڑھے گا اور عراق کے بارے میں تقریر کرے گا۔ پھر لوگوں کے سامنے آئے گا اور ان سے کہے گا کہ کیا اب وقت نہیں آیا کہ تم اپنے رب کو پہچان لو؟ اس پر ایک شخص کہے گا، اور ہمارا رب کون ہے؟ تو دجال جواب دے گا، میں“۔

(الفتن نعیم بن حماد: ج۱ص۳۲۸)

((الدجال لیس به خفاء، انه یجئ من قبل المشرق، فیدعواالی حق فیتبع))

”دجال کے معاملے میں کوئی پوشیدگی نہیں کہ وہ مشرق کی طرف سے آئے گا، ابتداء میں لوگوں کو حق کی دعوت دے گا اور لوگ اس کی اتباع کرنے لگیں گے“۔

(الطبرانی کذافی النهایة: ج۱ص۶۰)

کیا یہ وقت آن پہنچا ہے؟ اہل علم کو اس بات کی طرف توجہ کرنی چاہیے!

نوٹ: فریق اول کے اہم کرداروں کا کچھ احوال آئندہ کے ابواب میں مختلف عنوانات کے تحت آئے گا۔

﴿باب سوم﴾

یہود اور ابلیس کو لاحق خطرات اور اس ضمن میں مشترکہ مقاصد کے حصول کے لئے بیرونی کوششیں

ابلیس و یہود کے لئے دو بڑے خطرات:

ابلیس اور یہودیوں کو اپنے مقاصد کے حصول میں جن خطرات سے واسطہ پڑنے کا اندیشہ لاحق ہے، ان کا ذکر کرنا بھی بے محل اور بیکار نہ ہو گا۔ کیونکہ جب تک یہ خطرات موجود ہیں، ہر وقت ان کے سروں پر مصیبت اور ناکامی کی تلوار لٹکتی رہے گی۔ وہ خطرات یہ ہیں:

1۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واپس آجانے کا خطرہ۔

2۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے ظاہر ہو جانے کا خطرہ۔

لہٰذا ان دونوں خطرات نے ان دونوں کو یعنی ابلیس اور یہودیوں کو مشترکہ مقاصد کے ایک ناقابل تنسیخ اتحاد اور معاہدے میں باندھ دیا ہے کیونکہ احادیث مبارکہ سے یہ بات صراحتاً ثابت ہے کہ ان دونوں کو جس کے ذریعے عبرتناک شکست کا سامنا کرنا پڑے گا، وہ یہ ہی دو شخصیات ہیں۔

کیونکہ ابلیس جانتا ہے کہ اللہ کی سنتوں کا احاطہ کرنا آسان نہیں۔ وہ جانتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور اہل ایمان کو ایسی نصرتوں سے نوازا کہ اس کی ساری تدبیریں دھری کی دھری رہ گئیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

”اور ہم نے آپ سے پہلے بھی ان رسولوں کو ان کی قوم کی طرف بھیجا، وہ ان کے پاس دلیلیں لائے۔ پھر ہم نے مجرموں سے انتقام لیا اور ہم پر تو مومنوں کی مدد کرنا لازم ہے“۔

(الروم :۴۷)

یوں اس کی بظاہر جیتی ہوئی بازی ہار میں تبدیل ہو گئی (یہود بھی اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں)۔ اس کو یہ بھی اندازہ ہے کہ جب جب اس نے انسانوں پر قابو پالیا اور قریب تھا کہ اسے مکمل فتح نصیب ہو جائے تو کبھی اللہ تعالیٰ نے رسولوں اور نبیوں کو بھیج کر انسانوں کو گمراہ کرنے کی اس کی تدابیر کو ناکام بنادیا، کبھی ایسا ہوا کہ رسول اور نبی مغلوب ہونے لگے تو کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں اور اپنے لشکروں سے ان کی مدد فرمائی، کبھی ایسا ہوا کہ جب بھی وہ کامیابی کے بہت قریب پہنچ گیا اور اس نے اللہ کے انبیاء تک کو قتل کرنے میں کامیابی حاصل کرلی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بھیجا اور ان کے شہادت کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجا اور ان کو بھی قتل کرنے کی یہود کے ذریعے ناکام کوشش کی مگر اللہ رب العزت نے ان کو بچا کر ان کی جیت کو ہار میں بدل دیا۔

چنانچہ ابلیس اور یہود جانتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک طرف نہ صرف ”مسیح ابن مریم علیہ السلام“ کو مار ڈالنے کی ساری تدابیر ناکام کر دیں اور انہیں بچا کر وقتِ خاص کے لئے محفوظ کر دیا اور دوسری طرف اپنے منصوبے کو مکمل کرتے ہوئے روئے ارض پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ شاید ابلیس نے محسوس کر لیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس عظیم الشان قوت کے حامل ہیں کہ اس نے اسی میں عافیت سمجھی کہ ان کی حیات میں وہ دجال اکبر ظاہر نہ ہو، ورنہ اسے پورا یقین تھا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں قتل کر دیا جائے گا۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے یہ فرمایا تھا:

((وَإِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْكُمْ فَأَنَا حَجِيجٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ وَإِنْ يَخْرُجْ مِنْ بَعْدِي فَكُلُّ امْرِءٍ حَجِيجُ نَفْسِهِ وَاللَّهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ))

''اگر وہ میری موجودگی میں نکل آیا تو ہر مسلمان کی طرف سے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے میں موجود ہوں اور اگر اس کا خروج میرے بعد ہوا تو ہر مسلمان خود اپنا دفاع کرلے گا اور اللہ میری طرف سے ہر مسلمان کا محافظ ہے''۔

(سنن ابن ماجة: ۴۰٦۷، مسند احمد: ۱٦۹۷۱)

((فانه ان يخرج وانا فيكم يكفيكم الله بي وان يخرج بعد ان اموت يكفيكم الله الصالحين))

''اگر وہ میری موجودگی میں نکل آیا تو اللہ تعالیٰ میرے ذریعے تمہاری کفایت فرمائیں گے اور اگر وہ میرے بعد نکلا تو اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کے ذریعے تمہاری کفایت فرمائیں گے''۔

(النهاية: ص۱۱۲عن ام سلمة رضی الله عنها)

چنانچہ درج بالا دونوں خطرات کی موجودگی میں یہود اس بات کو ضروری سمجھتے ہیں کہ ہم پوری طاقت اور اولیت کے ساتھ ان مصیبتوں کے امکانات کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کی کوشش کریں اور اس طرح اپنی اولین ترجیحات میں درجِ ذیل کام شامل کریں:

☆ کائنات کی پہنائیوں میں عیسیٰ علیہ السلام کو ڈھونڈ کر انہیں قتل کرنا۔

☆ روئے ارض پر مہدی علیہ السلام کو ڈھونڈ کر انہیں قتل کرنا۔

یہودی ان دونوں ابلیسی مقاصد کے حصول کے لئے ایک عرصۂ دراز سے سعی و کوشش کررہے ہیں۔اس کے لئے انہوں نے قلیل المدت(Short Term)، درمیانی(Middle)اور طویل المدت(Long Term)منصوبے تیار کررکھے ہیں۔اور ان منصوبوں کی تکمیل کے لئے انہوں نے جہاں نہایت تجربہ کار سائنسدان، ڈاکٹرز اور ماہر معاشیات کو اس کام میں لگا رکھا ہے جو مختلف منصوبوں

پر انتہائی محنت سے کام کر رہے ہیں۔ وہاں انہوں نے بڑے بڑے تھنک ٹینکس بنا رکھے ہیں جن کے ذریعے مختلف قسم کے سروے اور جائزے لئے جاتے ہیں اور اس کی بنیادوں پر آئندہ کے لئے لائحہ عمل طے کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اس باب میں یہود نے ابلیس کی مدد سے جو کوششیں اور جدوجہد جاری رکھی ہوئی ہیں اس کا محور یہ ہے:

خلائی مشن کے نام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تلاش:

"خلائی مشن"(Space Mission) کے اہم مقاصد میں سے ایک مقصد یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ڈھونڈ کر انہیں گرفتار کر لینا یا قتل کر دینا ہے۔ اس باب میں اب تک انہیں غالب یقین تھا کہ ان کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو "مریخ"(Mars) میں محفوظ کر رکھا ہے۔ پچھلے کئی سالوں سے وہ اسی مقصد کے تحت پوری روئے زمین کے ہر برفیلی جگہ کو کھود چکے ہیں اور اب نظام شمسی کے سیاروں اور ذیلی سیاروں میں (پانی اور زندگی کی تلاش کے نام پر) یہی تلاش جاری ہے۔ ملاحظہ کیجئے

(1) B.Rux: Architects of the Underworld (Berkeley.California,Frog Ltd.)

(2) Anders Hansson: Mars & the Development of life,New York

(3) Arthur C.Clarke:The Snows of Olympus,London.

(4) Carl Sagan:Cosmos ,London,1981.

(5) Graham Hancock:The Mars Myster,Seal Books,Toronto,1999.

جدید سائنسی ایجادات کے ذریعے حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کو ناممکن بنانا:

جدید سائنس میں جنیوم(Genome)کی تحقیق یعنی جینٹکس(Genetics)اور بائیو میٹرکس (Biometrics)کے تعلق سے سارے کاموں کا بنیادی مقصد جو محسوس ہوتا ہے وہ حضرت مہدی علیہ السلام کو تلاش کرنا جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل میں سے ہوں گے:

((المهدی من عترتی من ولد فاطمة))

''مہدی میرے خاندان میں سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے''۔

(المستدرك على الصحيحين: رقم الحديث ۸۸۲۲۔ابوداؤد رقم الحديث ۴۲۸۵ واسناده صحيح)

((الْمَهْدِيُّ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ))

''مہدی ہم اہل بیت میں سے ہیں۔''

(مسند احمد: ج۲ص۱۱۶ رقم الحديث: ۶۱۰۔المستدرك على الصحيحين: ج۲۰ص۸۰ رقم الحديث ۸۸۲۰ هذا حديث صحيح على شرط مسلم، ولم يخرجاه)

چنانچہ ان تمام خاندانی سلسلوں کو مستقل Watch کرنا جن میں ان کے ظہور پائے جانے یا چھپے ہونے کا امکان ہو۔ مزید یہ کہ اس پوری نسل کے DNA/RNA کو Genetically Modified کرکے فاسد کردینا یا بگاڑ دینا۔ مثلاً انجکشن، خون، ٹیکہ یا دوا حتیٰ کہ غذا کے ذریعہ مثلاً ''خنزیر'' کو تمام بنی داؤد یا تمام سادات کے بچوں کا جز بنا دینا۔ حالیہ دنوں میں جس طرح BT Corn,BT Cotton,Roundup Ready,Golden Rice Soyabeans,Flayr Savr Tomato and Rainbow Papaya بنائے گئے ہیں۔ یہ سب اسی خفیہ مشن کا حصہ ہیں جن کو بہت آگے بڑھایا جاچکا ہے۔ لہٰذا وہ ساری مہمات جو کلی اور اجتماعی سطح کی ہیں مثلاً دنیا کے سارے بچوں کو ٹیکہ لگانا، دنیا کے سارے بچوں کو مختلف قسم کے ڈراپس پلانا(پولیو،ہیپاٹائٹس سی وغیرہ)بنیادی طور پر عمومی نوعیت کی معلوم ہوتی ہیں اوران کے خواص اور فوائد سے متعلق مشہور کی گئی ساری باتیں کوئی ضروری نہیں درست بھی ہو اور ہو بھی کیسے سکتی ہیں کہ کیا یہود مسلمانوں کے تو جان اور ایمان کے دشمن ہوں اور دوسری طرف وہ مسلمان بچوں کو بیماریوں سے حفاظت کا بندبست کریں؟

اسی طرح پورے روئے ارض کو اس طرح اپنے مقاصد کے لئے محفوظ کرنا کہ اس تشخص کا یا ان سے متعلق کا کوئی بھی فرد اگر روئے ارض پر کہیں بھی ظاہر ہو تو اس کو تلاش کرنا اور اپنے کائناتی حفاظتی انتظام کے تحت پورے روئے ارض کی فضاؤں میں موجود متعین اور رواں دواں Biometric Predators کے ذریعہ فی الفور ختم کر دیا جائے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّايَاتِ السُّودَ قَدْ جَاءَتْ مِنْ خُرَاسَانَ فَأْتُوهَا وَلَوْ حَبْوًا فَإِنَّ فِيهَا خَلِيفَةَ اللَّهِ الْمَهْدِيَّ))

"جب تم دیکھو کہ کالے جھنڈے خراسان کی طرف سے آئے ہیں تو ان میں شامل ہو جانا اگرچہ کولہوں کے بل چل کر آنا پڑے کیونکہ ان میں اللہ کے خلیفہ "مہدی" ہوں گے"۔

(مسند احمد ج:۵۴ص:۸۶۳۔ کنز العمال :۲۵۶۸۳۔ المستدرك على الصحيحين:ج۱۹ص۲۳۰رقم الحديث۱۷۶۸ هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ، ولم يخرجاه)

اس حدیث صحیحہ میں جو ذکر ہے کہ خراسان سے نکلنے والے اس لشکر میں "مہدی" ہوں گے تو اس سے مراد یہ ہے کہ یہ جماعت حضرت مہدی کی ہی ہو گی، اور عرب پہنچ کر حضرت مہدی کے ساتھ شامل ہو جائے گی، اور اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ حضرت مہدی خود بھی اس جماعت میں ہوں لیکن اس وقت تک لوگوں کو ان کے مہدی ہونے کا علم نہ اور بعد میں حرم شریف پہنچ کر ان کا ظہور ہو۔(واللہ اعلم)

غور کرنے کا مقام ہے کہ آج "خراسان" (یعنی افغانستان اور پاکستان کا قبائلی علاقہ) ہی وہ جگہ ہے جہاں سارے عرب سے اور خصوصاً سادات نسل کے لوگ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے سارے عرب سے سمٹ کر اس علاقے میں ہجرت کر کے آئے اور آج بھی اس علاقے میں اپنا تن من دھن سب کچھ لٹا رہے ہیں جہاں سے اللہ کے خلیفہ "مہدی" کو حرمین شریفین کی اللہ سے باغیوں سے آزادی اور خلافت علی منہاج النبوۃ کے قیام کے لئے جانا ہے۔ چنانچہ آج جہاں کہیں بھی خاص کر وزیرستان میں ان عرب مجاہدین کی موجودگی کا شائبہ تک بھی ہو جاتا ہے وہاں Hell Fire میزائل کے ذریعے آگ

وخون کی ہولی لمحہ بھر کھیل دی جاتی ہے اور جسموں کے چیتھڑے تک اڑ جاتے ہیں۔ لیکن خراسان سے نکلنے والا لشکر ان تمام مصائب و مشکلات کے باوجود رکنے والا نہیں۔ ان شاء اللہ!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَقْبَلَ فِتْيَةٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ فَلَمَّا رَآهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ وَتَغَيَّرَ لَوْنُهُ قَالَ فَقُلْتُ مَا نَزَالُ نَرَى فِي وَجْهِكَ شَيْئًا نَكْرَهُهُ فَقَالَ إِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ اخْتَارَ اللَّهُ لَنَا الْآخِرَةَ عَلَى الدُّنْيَا وَإِنَّ أَهْلَ بَيْتِي سَيَلْقَوْنَ بَعْدِي بَلَاءً وَتَشْرِيدًا وَتَطْرِيدًا حَتَّى يَأْتِيَ قَوْمٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَعَهُمْ رَايَاتٌ سُودٌ فَيَسْأَلُونَ الْخَيْرَ فَلَا يُعْطَوْنَهُ فَيُقَاتِلُونَ فَيُنْصَرُونَ فَيُعْطَوْنَ مَا سَأَلُوا فَلَا يَقْبَلُونَهُ حَتَّى يَدْفَعُوهَا إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي فَيَمْلَؤُهَا قِسْطًا كَمَا مَلَئُوهَا جَوْرًا فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَأْتِهِمْ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ))

”حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ (بن مسعود) سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف فرما تھے کہ بنی ہاشم کے کچھ نوجوان آئے جن کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سُرخ ہو گئیں اور چہرہ کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ ہم آپ کے چہرے پر ناپسندیدگی کے اثرات دیکھ رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل بیت کے لئے اللہ نے دنیا کے مقابلے میں آخرت کو پسند کیا ہے اور یقیناً میرے اہل بیت کو آزمائشوں، جلاوطنی اور بے بسی کا سامنا ہو گا۔ یہاں تک کہ مشرق سے کچھ لوگ آئیں گے جن کے جھنڈے کالے ہوں گے۔ چنانچہ وہ امارت (حکومت) کا سوال کریں گے لیکن یہ (بنو ہاشم) ان کو امارت نہیں دیں گے ، سو وہ جنگ کریں گے اور اس پر ان کی (غیبی) مدد کی جائے گی (اور وہ غلبہ پا لیں گے تو) بنو ہاشم ان کو امارت دیں گے لیکن وہ اس کو قبول نہیں کریں گے اور وہ میرے اہل بیت میں

سے ایک شخص (یعنی مہدی) کو امارت دے دیں گے جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جیسے وہ اس سے پہلے ناانصافی سے بھری ہوئی تھی۔ تو تم میں سے جو بھی اس وقت موجود ہو ان کے ساتھ شامل ہو جائے خواہ برف پر گھسٹ کر آنا پڑے"۔

(سنن ابن ماجة: ج۱۲ص۱۰۰رقم الحدیث: ۴۰۷۲۔ مصنف ابن شیبة: ج۸ص۶۹۷۔ المعجم الأوسط: ج۱۲ص۴۳۸رقم الحدیث: ۵۸۲۰)

مسلمانوں کے اندر خباثت کا عام کرنا:

تاریخ میں یہودی قوم اپنی نافرمانیوں اور افعالِ خبیثہ کی وجہ سے ایک مخصوص حادثے سے دوچار ہوئی ہے جس کا ذکر قرآن نے صراحت سے کیا ہے۔ یہ حادثہ اس قوم کے بہت سے اکابر روحانیین اور ربّیوں کا بندر اور خنزیر بنادیا جانا ہے۔

﴿مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ﴾
"(انجام کے اعتبار سے بدتر) وہ ہے جس پر اللہ نے لعنت کی اور اس پر غضب ناک ہوا اور انہیں بندر و خنزیر بنادیا (بسبب اس کے کہ) انہوں نے طاغوت کی اطاعت کی"۔

(المائدة: ۶۰)

﴿فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ﴾
"جب ان کو جس کام سے منع کیا گیا تھا، اس میں حد سے آگے نکل گئے تو ہم نے ان کو کہہ دیا تم ذلیل بندر بن جاؤ"۔

(الاعراف: ۱۶۶)

چنانچہ اس حوالے سے یہودیت کا ایک اور ذہن کارفرما ہے اور وہ ہے "اہل ایمان" کے متعلق۔ چنانچہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ اگر انہیں بھی Gneome اور جینٹک کوڈ معلوم ہو جائے تو وہ بھی اپنے دشمنوں اور بالخصوص اہل ایمان اور اہل اللہ کو اسی طرح بندر، کتا اور خنزیر میں

بدل ڈالیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو بدل ڈالا ہے۔جینٹک سائنس (Genetic Science)اور جینٹک انجینئرنگ(Genetic Engineering) ان کے اسی کوشش کا نتیجہ ہیں۔

واضح ہو کہ عصرِ حاضر میں جینٹک انجینئرنگ کا آغاز کرنے والا کوئی اور نہیں بلکہ یہودی روحانی سائنسداں اسٹینلی۔ایچ۔کوہن(Stanley H. Cohen)ہے۔جینٹک کوڈ (Genetic Code)اور جینوم (Genome)کی دریافت اسی سمت ایک قدم ہے۔جین تھیراپی(Gene Therapy)کے تحت بنیادی طور پر اسی مشن کو پورا کیا جارہا ہے۔بہت کم لوگوں کو اس کا علم ہے کہ ہیپاٹائٹس بی(Hepatitis B)نامی خود ساختہ اقدامی بیماری کے علاج کے لئے جو ٹیکہ دیا جاتا ہے اسے کیرون کمبی ویکس ایچ بی(Chiron's Recombivax HB)کہا جاتا ہے جو دراصل ایک جینٹک انجینئرڈ ویکسین (Genetically Engineered Vaccine) ہے۔ہیپاٹائٹس بی(Hepatitis B)کی حقیقت صرف اس بات سے معلوم ہو جائے گی کہ WHOکے مطابق یہ بیماری اسرائیل کو چھوڑ کر دنیا میں ہر جگہ پائی جاتی ہے۔دنیا میں اب تک 50 کروڑ لوگوں کو اس ٹیکہ دیا جاچکا ہے۔اسرائیل میں نہ بیماری پائی جاتی ہے اور نہ ہی اس کا ٹیکہ لگایا جاتا ہے۔اس کی ویکسینیشن مہمات ساری دنیا میں چلائی جارہی ہیں(لوگوں کا حافظہ اگر قوی ہو تو چند سال پہلے پاکستان میں بھی دو مشہور و معروف دینی خیراتی اور فلاحی اداروں نے گلی گلی، کوچہ کوچہ کیمپس لگا کر اس کے ٹیکے پوری قوم کے بچے بچے کو لگائے)۔

یہ تو آنے والا وقت بتائے گا کہ یہ علاج ہے نہ ہی علاج کا تجربہ بلکہ یہ تو اس مشن کے ہزاروں تجربوں میں سے ایک تجربہ ہے جس کے ذریعے اپنے دشمنوں(یعنی مسلمانوں)میں وہ خباثت پھیلائی جارہی جو کہ ان کے اندر بے حیائی کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ نہ صرف ان کے دین وایمان کو برباد کر دے تاکہ وہ بھی فطرت کے اس انتقام کا شکار ہو جائیں جس کا خمیازہ یہود بھگت چکے ہیں۔کیونکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ آخر زمانے میں بداعمالیوں اور بدکرداروں (یعنی شراب ،زناء اور گانے والیوں کی کثرت)کی وجہ سے لوگوں کا بندر اور خنزیر بنادیا جانا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَسْخٌ وَخَسْفٌ وَقَذْفٌ))
"قیامت کے قریب مسخ (بندر اور خنزیر بنایا جانا) اور خسف (دھنسایا جانا) اور قذف (پتھروں کی بارش کا) ہونا ہو گا"۔

(سنن ابن ماجہ ج ۱۲ص ۴۷ رقم الحدیث: ۴۹۴۰ واسنادہ صحیح)

((لَيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا يُعْزَفُ عَلَى رُؤُوسِهِمْ بِالْمَعَازِفِ وَالْمُغَنِّيَاتِ يَخْسِفُ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ وَيَجْعَلُ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ))
"میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے، اس کا نام بدل کر اور ان کے سروں پر گانے باجے بجائیں جائیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسادے گا اور ان میں سے کچھ کو بندر اور سور بنادے گا"۔

(ابن ماجۃ ج ۱۲ص ۲۶ رقم: ۴۰۱۰)

((عن عائشۃ قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یکون فی أمتی خسف ومسخ وقذف۔ قلت یا رسول اللّٰہ ، وھم یقولون لا الہ الا اللّٰہ؟ قال اذا ظھرت القیان ، وظھر الزنا ، وشرب الخمر ، ولبس الحریر ، کان ذا عند ذا))
"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں دھنسنے، مسخ ہونے اور پتھر برسنے والے عذاب ہوں گے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا وہ لا الہٰ الا اللہ بھی پڑھتے ہوں گے ؟ فرمایا (ہاں لیکن) جب ناچنے والی عورتوں کی کثرت ہو جائے گی اور زناء عام ہو جائے گا اور شراب کھلے عام پی جانے لگے گی اور ریشمی لباس پہنا جائے گا تو اس وقت یہ حشر ہو گا"۔

(الدر المنثور: ج ۳، ص ۴۷۰)

((یکون فی آخر ھذہ الامۃ خسف ومسخ وقذف ، قیل یا رسول اللّٰہ أنھلك وفینا الصالحون ؟ قال نعم !اذا کثر الخبث))

”اس امت میں آخری لوگوں میں زمین میں دھنسنے، شکلیں بگڑنے اور آسمانوں سے پتھر برسنے کے واقعات ہوں گے۔ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہانے) پوچھا کہ یارسول اللہ! کیا ہم میں نیک لوگوں کے ہوتے ہوئے ہلاک ہوجائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! جب خباثت (فسق وفجور) غالب آجائے گی تو لوگ ہلاک ہوں گے“۔

(کنز العمال ج۱۴ص۲۷۷ رقم الحدیث۳۸۷۱۷۔ مسند ابی یعلی رقم الحدیث۴۵۷۳)

رحمانی قوتوں سے مقابلہ کے لئے مہیب ترین قوت کا جمع کرنا:

یہود اور ابلیس کو اس بات کا بھی بخوبی علم ہے کہ جو ”معرکہ“ عنقریب ظہور پذیر ہونے والا ہے وہ زمین اور ماوراء زمین دونوں مقامات پر لڑا جائے گا یا یوں کہا جائے کہ صرف زمینی طاقتیں ہی اس میں کارفرماں نہیں ہوں گی، بلکہ آنے والے عظیم معرکہ میں جیسے ابلیس اور اس کے لشکروں کا بہت بڑا کردار ہوگا (جو کہ احادیث مبارکہ سے بھی واضح ہے) اسی طرح آسمان سے رحمانی قوتوں کا بھی نزول ہوگا جو کہ یہود اور ابلیس کے ”گریٹر اسرائیل“ کے منصوبہ، جس کو وہ دجال اکبر کے ذریعے پورا کرنے کی کوشش کریں گے، ناکامی اور ہزیمت سے دوچار کریں گے۔ لہٰذا احدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ جب دجال اکبر زمین کو روندتا ہوا اور اپنی دسترس میں لیتا ہوا مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پہنچے گا تو اس کا سابقہ ان ہی رحمانی قوتوں سے ہوگا:

((وَإِنِّي مُخْبِرُكُمْ عَنِّي إِنِّي أَنَا الْمَسِيحُ وَإِنِّي أُوشِكُ أَنْ يُؤْذَنَ لِي فِي الْخُرُوجِ فَأَخْرُجَ فَأَسِيرَ فِي الْأَرْضِ فَلَا أَدَعَ قَرْيَةً إِلَّا هَبَطْتُهَا فِي أَرْبَعِينَ لَيْلَةً غَيْرَ مَكَّةَ وَطَيْبَةَ فَهُمَا مُحَرَّمَتَانِ عَلَيَّ كِلْتَاهُمَا كُلَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَ وَاحِدَةً أَوْ وَاحِدًا مِنْهُمَا اسْتَقْبَلَنِي مَلَكٌ بِيَدِهِ السَّيْفُ صَلْتًا يَصُدُّنِي عَنْهَا وَإِنَّ عَلَى كُلِّ نَقْبٍ مِنْهَا مَلَائِكَةً يَحْرُسُونَهَا))

"(پھر دجال نے کہا کہ)اب میں تمہیں اپنے متعلق بتاتا ہوں ۔میں مسیح دجال ہوں ،عنقریب مجھے خروج کی اجازت مل جائے گی،میں نکل کر پوری زمین میں گھوموں گا اور مکہ اور (مدینہ)طیبہ کے علاوہ پوری زمین کو چالیس راتوں میں طے کرلوں گا اور کوئی بستی نہ چھوڑوں گا،البتہ مکہ اور (مدینہ)طیبہ مجھ پر حرام کر دیئے گئے ہیں،ان میں سے کسی ایک میں بھی اگر میں داخل ہونا چاہوں گا تو میرا استقبال ہاتھ میں تلوار سونتے ایک فرشتہ کرے گا اور مجھے اس میں داخل ہونے سے روکے گا اور اس کے ہر دروازے پر فرشتے موجود ہوں گے جو اس کی حفاظت کر رہے ہوں گے"۔

(صحیح مسلم:ج۱۴ص۱۷۸رقم الحدیث۵۲۳۵)

((فعند ذلك ينادى من السماء مناد أيها الناس ان الله عز وجل قد قطع عنكم مدة الجبارين والمنافقين وأشياعهم وأتباعهم وولاكم خير أمة محمد صلى الله عليه وسلم ،فالحقوا به بمكة فانه المهدى واسمه أحمد بن عبد الله.يخرج الأبدال من الشام وأشباههم ويخرج اليه النجباء من مصر وعصائب أهل المشرق وأشباههم حتى يأتوا مكة ، فيبايع له بين زمزم والمقام ثم يخرج متوجها الى الشام وجبريل على مقدمته وميكائيل على ساقته يفرح به أهل السماء وأهل الأرض والطير والوحوش والحيتان فى البحر))

"(ظہور مہدی کے) وقت آسمان سے ایک آواز لگانے والا آواز لگائے گا کہ اے لوگو!اللہ تعالیٰ نے جابر لوگوں،منافقوں اور ان کے اتحادیوں اور ہمنواؤں کا وقت ختم کر دیا ہے اور تمہارے اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے بہترین شخص کو امیر مقرر کیا ہے۔لہٰذا مکہ مکرمہ پہنچ کر اس کے ساتھ شامل ہو جاؤ،وہ مہدی ہیں اور ان کا نام احمد بن عبد اللہ ہے........(چنانچہ حضرت مہدی سے بیعت کے لئے)شام سے ابدال واولیاء اور مصر سے (دینی اعتبار سے)معزز افراد نکلیں گے اور مشرق سے قبائل آئیں گے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ پہنچ جائیں گے،اس کے بعد زمزم اور مقام ابراھیم کے درمیان ان کے ہاتھ پر بیعت

کریں گے پھر شام کی طرف کوچ کریں گے،اس موقع پر ان کے آگے والے لشکر میں حضرت جبریل علیہ السلام مامور ہوں گے اور حضرت میکائیل علیہ السلام پچھلے حصے پر ہوں گے۔ زمین و آسمان والے، چرند پرند اور سمندر میں مچھلیاں ان سے خوش ہوں گی"۔

(السنن الواردۃ فی الفتن: ج۵ص۱۰۹۲)

لہٰذا یہود نے ان رحمانی قوتوں سے مقابلہ کرنے کے لئے جن کو انہوں نے "ایلینس" (Aliens) یعنی شیطانی قوت کا نام دے رکھا ہے اور جس کا اظہار بڑے بڑے یہودی فلمی ڈائریکٹرز اپنی فلموں کے ذریعے اور یہودی مصنفین اپنی کتابوں میں دنیا کے سامنے پیش کرتے رہتے ہیں اور اس میں ان رحمانی قوتوں کو دنیا کے لئے ایک عظیم خطرے کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ یہود نے ابلیسی منصوبے کے مطابق ایسی قوت کے حصول اپنی ساری توانائیاں کھپا دیں جن کے ذریعے وہ (اپنے خیال کے مطابق) ان سے مقابلہ کر سکیں۔ لہٰذا اب وہ اُن اسلحوں اور ہتھیاروں کی تیاری میں مصروف جو اس عظیم معرکہ میں ان کے کام آسکیں۔

اس کی سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ دنیا کے تمام اہل علم سے زیادہ مغربی حکومتیں اور ان کے اہل علم جانتے ہیں کہ جو نیوکلر پاور (Nuclear Power) یعنی جوہری اسلحے محض (Deterrent) ہیں جن کا کوئی عملی اور اقدامی استعمال نہیں ہو سکتا۔ یہ جوہری اسلحے صرف اس لئے ہیں کہ ان کی موجودگی میں کوئی قوت ایسی ہی قوت رکھنے والی کسی طاقت کے خلاف کسی اقدام کی جرأت نہ کر سکے۔ باوجود اس بات کہ دنیا کو تباہ و برباد کرنے کے لئے درجن بھر ایٹم بم ہی کافی ہیں، کوئی بھی معقول انسان سوچ سکتا ہے کہ جو جوہری طاقت صرف Deterrent ہو اس کا اتنی بڑی مقدار میں حصول کسی بھی ملک کے لئے سراسر بے وقوفی اور پاگل پن ہے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ساری دنیا پر حکومت کرنے والے یہ ذہین لوگ واقعی بے وقوف اور پاگل ہیں جنہوں نے جوہری اسلحوں کا اتنا بڑا ذخیرہ جمع کر لیا تھا۔ نہیں! وہ قطعاً پاگل نہیں ہیں بلکہ ہم انہیں، ان کی جدوجہد کو، ان کے چیلنجوں، ان کے مقاصد اور منصوبوں کو حتیٰ کہ ان منہ سے ادا کئے جانے والے الفاظ کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ لگتا ایسا ہے کہ وہ تو قطعاً پاگل اور بے وقوف

نہیں بلکہ ہمارے قائدین یعنی حکمراں، علماء و شیوخ اور عصری علوم کے دانشور سمیت معاشرے کو چلانے والے صاحبِ اختیار لوگ شاید عقل و فہم اور احساسِ زیاں سے بھی عاری ہو چکے ہیں جو یہودیوں کی اس عالمگیر جنگ کو جس کو وہ عنقریب بھڑکانے والے ہیں، اس سے بالکل بے پرواہ اور اس کو سمجھنے سے یکسر قاصر ہیں۔

ناقابل تسخیر قوت کے حصول کے لئے سر توڑ کوششیں:

﴿فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْبِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾

''پھر تو ہر ایک (مجرمین) میں سے ہم نے اس کے گناہ کے وبال میں گرفتار کر لیا، ان میں سے بعض پر ہم پتھروں کی بارش کا مینہ برسایا اور ان میں بعض کو زوردار دھماکہ نے آ پکڑا اور ان میں سے بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور ان میں سے بعض کو ہم نے ڈبو دیا اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ ان پر ظلم کرے بلکہ یہی لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے''۔

(العنکبوت:۴۰)

ابلیس و یہود چونکہ جانتے ہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح درج بالا آیات میں ذکر کردہ قوتوں (یعنی پتھروں کی بارش، چنگھاڑ، زمین میں دھنسانا اور طوفان و سیلاب وغیرہ) کے ذریعے اپنے باغیوں اور نافرمانوں کا قلع قمع کیا اور اس کے ذریعے اہل ایمان کی مدد و نصرت کی۔ لہٰذا وہ سمجھتے ہیں کہ ان کا اصل مقابلہ اہل ایمان کی مدد کرنے والے ملائکہ اور اللہ کی دیگر فوجوں سے ہے اور یہ کہ سب سے بڑھ کر اللہ کے فرشتوں کے پاس کتنی مہیب قوت ہے اور کس کس طرح سے اور کب کب اللہ کے یہ ملائکہ کس کس قوت کا اور کیسا استعمال کرتے ہیں۔

چنانچہ "نوبل پرائز" (Noble Prize) نامی انعامی سلسلہ کی تاریخ اور طریقہ کار کا اگر کوئی شخص باریکی سے جائزہ لے تو اسے اس حقیقت تک رسائی میں دیر نہیں لگے گی کہ اس انعام کا حقدار صرف ایسی شخصیات قرار پاتی ہیں جو مذکورہ دونوں منصوبوں کی تکمیل میں معاونت کا کوئی کارنامہ انجام دیں۔

اسی لئے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہود حصولِ قوت کی جدوجہد کا موازنہ انسانی معاشرہ میں پائی جانی والی بشری قوتوں سے نہیں کرتے ہیں اور نہ ہی ان سے تقابل کے بعد وہ مطمئن ہوگئے ہیں بلکہ وہ زیادہ سے زیادہ قوت کا حصول کرنے کی کوشش کر رہے ہیں بالخصوص درجِ ذیل امور میں:

☆ یہود کو اندازہ ہے کہ پچھلی قوموں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ، اس کے ملائکہ اور کائنات میں پھیلی اللہ کی فوج نے ابلیس کی قوتوں کے خلاف کتنی مہیب "قوت ضرب" Fire/ Strike Power کا استعمال کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ملائکہ اور جنود السموات والارض کو کس طرح کے مہیب فائر / اسٹرائیک پاور دے رکھے ہیں، جن کا وہ استعمال کر سکتے ہیں۔ چنانچہ انہیں لگاتار اپنی قوت بڑھاتے رہنے کی ضرورت ہے۔

اسی جذبہ نے یورپ کی نشاۃ ثانیہ کے بعد یہودیوں کو ہتھیار سازی اور Fire/ Strike Power کے حصول اور اس میں مسلسل اضافہ کی طرف راغب کیا ہے۔ اسی جذبہ نے الفرڈ نوبل (Alfred Nobel) کو ڈائنامائیٹ اور پھر اس سے بھی خطرناک (Explosives) ایجاد کرنے کی طرف اکسایا۔ یہودیوں میں (High Explosives) کے حصول کی یہ دوڑ اتنی بے قابو اور وسیع الاطراف تھی اور اس کا انہوں نے پوری دنیا اور بالخصوص یورپ میں اتنا غیر انسانی استعمال کیا کہ جب الفرڈ نوبل کا انتقال ہوا تو ایک فرانسیسی اخبار نے یہ سرخی لگائی کہ "Le Marchand de la mort est mort" "موت کا سوداگر مر گیا"۔

اسی جذبہ نے البرٹ آئن اسٹائن (Albert Einstein) کو اسحاق نیوٹن (IsaacNewton) کے کام کو آگے بڑھانے کے لئے تیار کیا۔ آئن اسٹائن نے یہودیوں کو اس کلید

سے آگاہ کیا جس کو Energy-Mass Equation کہتے ہیں۔جو آگے چل کر دراصل بنیاد بنا ایٹم بم(Atom Bomb)اور ہائیڈروجن بم (Hydrogen Bomb)بنانے کا۔کائنات کی اس کلید کو حاصل کرنے کی طرف لاثانی پیش رفت کے لئے اسے 1921ء میں نوبل پرائز سے نوازا گیا۔

اسی جذبہ نے نیلس بوہر Niels Bohr کو (Bhor Theory of Atom and liquid model of the atomic nucleus) کی طرف راغب کیا جو گویا جوہری اسلحوں کے بنانے میں فیصلہ کن مدد اور رہنمائی تھی جس کے لئے اسے 1922ء میں نوبل پرائز دیا گیا۔

اسی جذبہ نے نیلس بوھر کے بیٹے آجے این بوھر (Aage N.Bhor)اور ایک دوسرے یہودی سائنسدان بن آر ماٹل سن Ben.R.Motteion)کو راضی کیا کہ وہ دونوں قومی جذبہ کے تحت بوڑھے نیلس بوہر کے ساتھ لاس الیموس(Los Alamos) کے تہہ خانے میں ایٹم بم تیار کریں۔بعد میں بیٹے نے اس جوہری قوت کی قوت کو بڑھانے میں نمایاں خدمات انجام دیئے جس کے لئے اسے 1975ء میں نوبل انعام سے نوازا گیا۔

☆ ان اسلحوں کے حصول کے بعد شاید یہود کو اس بات کا احساس ہوا کہ ڈائنامائیٹ اور جوہری اسلحوں سے حاصل قوتِ ضرب ان کے مقاصد کے لئے کافی نہیں۔کیونکہ انہیں اندازہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اوراس کے ملائکہ نے فرعون کے خلاف کیمیاوی اسلحوں (Chemical Weapons)،حیاتیاتی اسلحوں(Biological Weapons)اور لیزر اسلحوں(Laser Weapons)کا استعمال کیا تھا:

﴿فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ﴾

”پھر ہم نے (ان کے جرائم کے سبب)ان پر طوفان بھیجا اور ٹڈیاں اور گھن کا کیڑا اور مینڈک اور خون، کہ یہ سب کھلے کھلے معجزے تھے۔سو وہ پھر بھی تکبر کرتے رہے اور وہ لوگ کچھ تھے ہی جرائم پیشہ“۔

(الاعراف:۱۳۳)

فرعون کا نظام اور اس کی فوج دیکھتے ہی دیکھتے تباہ ہو کر رہ گئی تھی۔ اس لئے اگر اللہ تعالیٰ کے ملائکہ سے لڑنا ہے تو کیمیاوی، حیاتیاتی اور لیزر اسلحوں کی طاقت کا حصول بڑے پیانے پر کرنا ہو گا۔ چنانچہ یہودیوں نے کیمیاوی، حیاتیاتی اور لیزر اسلحوں پر کام کا آغاز کیا اور اب تک اس کی مہیب قوت اپنے پاس جمع کر لی ہے۔

☆ جب یہودی قوم نے جوہری اسلحوں کے بعد کیمیاوی، حیاتیاتی اور لیزر اسلحوں کے انبار جمع کر لئے تو اس پر بھی مطمئن نہ ہوئے کیونکہ انہیں اندازہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ نے اصحاب الایکہ، ثمود، عاد اور خاص قومِ نوح پر کائے نیٹک اسلحوں (Kinetic Weapons) کا استعمال کیا تھا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ملائکہ سے مقابلے کے لئے ضروری ہے کہ کائنے ٹک اسلحے (Kinetic Weapons) بھی حاصل کر لئے جائیں۔ چنانچہ یہودی اس میں مصروف ہو گئے اور 1945ء سے کائنے ٹک اسلحوں کے حصول کی بے مثال کوشش کی گئی اور 1980ء تک اس کی عظیم قوت انہوں نے جمع کر لی تھی۔

☆ جب یہودیوں نے کائنیٹک اسلحوں (Kinetic Weapons) کو بھی حاصل کر لیا تو اس پر بھی ان کی ہوس ختم نہ ہوئی۔ شاید انہوں نے محسوس کیا کہ روئے ارض پر انسانی قوتوں کے خلاف خواہ خلائی پلیٹ فارم (Space Platform) سے ہی کیوں نہ ہو کائنے ٹک اسلحوں (Kinetic Weapons) کو داغنے اور روئے ارض کے کسی بھی حصے کو تباہ کرنے کی قوت حاصل کر لینا کافی نہیں اور نہ یہ مطمئن ہو جانے والی بات ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ملائکہ آسمانی اور خارجی حملوں سے ان کا سب کچھ تباہ کر سکتے ہیں۔ اس لئے جب تک کائنیٹک اسلحوں کو داغنے کی ایسی قوت نہ حاصل کر لی جائے جو اندرونی کے ساتھ بیرونی حملوں کا نہ صرف مقابلہ کر سکے بلکہ ایسے ممکنہ خارجی حملوں سے پہلے "اقدامی کاروائی" (Pre-emptive Strike) کر کے خارجی خطروں کو تباہ کرنے کی اہل ہو، خطرہ پوری طرح بر قرار ہے۔ ابلیس کی اسی بات کو نہایت تفصیل سے آرتھر سی کلارک (Arthur C.Clarke) نے ہیمر

آف گاڈ(The Hammer of God,The Orbit Books)میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ بیسویں صدی کی آخری دہائی میں یہودیوں نے ایسی صلاحیت کے حصول میں اپنی طاقت جھونک دی۔

☆ یہود کو اس بات کا بھی بخوبی اندازہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ملائکہ اور جنود السموات والارض کے پاس غیر معمولی سرعت کے ساتھ "مکان"(Space)کو طے کرنے کی صلاحیت ہے اور کس طرح کمال سرعت کے ساتھ تاریخ میں متعدد بار اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ نے اہل ایمان کو بچالیا یا ابلیس اور اس کی فوجوں کو تباہ وبرباد کرکے رکھ دیا۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کس طرح اللہ تعالیٰ کے ملائکہ نبی الخاتم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو "اسریٰ" پر لے گئے:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ﴾

"پاک وہ ذات جو اپنے بندے کو لے گئی رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے پاس ہم نے برکت رکھی ہے۔ اس لئے کہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نشانیاں دکھائیں۔ یقیناوہ خوب ہی سننے اور دیکھنے والا ہے"۔

(بنی اسرائیل:۱)

کس طرح "براق" نے کتنی سرعت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسافت طے کرائی ۔ چنانچہ یہ بات سبب بنی اس عظیم مہم کا جس کے تحت یہودیوں کے اعلیٰ ترین دماغوں نے ایسی قوت کی دریافت اور اس کے حصول میں اپنے آپ کو کھپا دینے کا عزم کرلیا۔ چنانچہ اس تعلق سے سرفہرست نام البرٹ آئن اسٹائن کا ہے جسے پہلے روشنی(Light)کی رفتار کے برابر رفتار کی قوت حاصل کرنے کی فکر لاحق ہوئی اور پھر روشنی سے بھی زیادہ قوت کی تلاش کی۔

پھر اسی طاقت کا حصول یہودیوں کو تیز رفتار بری ،بحری ،فضائی اور خلائی گاڑیوں کے ایجاد کی طرف لے گیا۔ آواز سے تیز رفتار موٹریں(Supersonic Motor Car)(جس کا تجربہ 1997ء

میں کیا گیا اور جس کی رفتار 1228 کلو میٹر ہے) آواز سے تیز رفتار، دوگنی، تین گنی حتیٰ کہ اب تک سات گنا تیز رفتار جیٹ طیارے Seven Time Faster Than Sounds Jet) اکتوبر 1967 میں X-15 نامی راکٹ سے چلنے والے جہاز کا جسے نارتھ امیریکن ایوی ایشن(North American Aviation) نے بنایا تھا تجربہ کر لیا گیا۔ اس کی رفتار 8000 کلو میٹر فی گھنٹہ ہے۔ لاکھوں کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چلنے والے خلائی جہاز، ایک گھنٹے میں نیویارک سے آسٹریلیا براہ لندن چلنے والے مسافر ہوائی جہاز، لندن سے گرین لینڈ تین گھنٹے میں نیویارک پہنچ جانے والی ریل گاڑیاں یا تو بن چکی ہیں یا زیر تعمیر ہیں۔

اسی طرح یہود کو اس کا بھی اندازہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کے پاس بھاری سے بھاری شئے کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ لے جانے کے لئے کیسی قوتِ قاہرہ ہے۔ چنانچہ سینکڑوں اور ہزاروں ٹن وزنی اشیاء کو اٹھا کر ہوائی جہازوں اور خلائی جہازوں سے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کی صلاحیت حاصل کرنے کی سر توڑ کوشش جاری ہے۔

☆ یہود کو اس بات کا بھی احساس ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ملائکہ کے پاس بھاری سے بھاری شئے کو اٹھا کر ہزاروں میل دور پھینک دینے کی قوت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ملائکہ کروڑوں ٹن وزنی اشیاء کو کروڑوں میل دور پھینک دیتے ہیں۔ چنانچہ یہودی بھی اس مہم میں سرگرداں ہو گئے کہ بھاری سے بھاری شئے کو پھینکنے کی قوت حاصل ہو جائے۔ چنانچہ اس باب میں انہوں نے اتنی صلاحیت جمع کر لی ہے اور وہ ایک ایسے دیو قامت راکٹ کا استعمال کرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔ جو اپنے Payload کو پھینکنے کے لئے صرف پانچ منٹ میں اتنی برقی قوت کا استعمال کرتا ہے جتنی قوت سے وہ دو دن تک پورے نیویارک میں بجلی کی ضرورت پوری کی جا سکتی ہے۔ مزید مطالعے کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

(George Dyson: Project Orion: The True Story of the Atomic Spaceship, Henry & Co.2002)

☆ یہود یہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ سرعت ابلاغ(Fast Communication) اور وسعت ابلاغ (Wide spread Communication) کی کتنی عظیم الشان قوت رکھتے ہیں جس کا استعمال انہوں نے سابقہ لڑائیوں میں ابلیسی فوجوں کے خلاف دیکھا ہے۔لہٰذا ان سے لڑائی کے لئے ضروی ہے کہ سرعتِ ابلاغ اور وسعت ابلاغ کی عظیم سے عظیم تر قوت حاصل کی جائے۔مائکروفون ،لاؤڈ اسپیکر ،ریڈیو،ٹیلی ویژن،ٹیلی گراف، فیکس،لیپ ٹاپ،انٹر نیٹ کنورجنس(Convergence)نیٹ ورکنگ(Networking)بظاہر کچھ بھی ہوں........ لیکن بباطن دراصل یہودی جدوجہد کا نتیجہ ہیں۔چنانچہ ان کی کوشش ہے کہ اس قوت کا حصول ہی صرف کافی نہیں جو عام حالات میں قابل عمل ہوں بلکہ اس کی ایسی قوت درکار ہے جو (Nucler Blackout)اور(Kinetic Blackout)میں بھی کار آمد ہو۔لہٰذا بیسویں صدی کی آخری دہائیوں میں بطور خاص اس پر کام کیا۔چنانچہ Low Frequency(LF),Very High Frequency(VHF),Super High Frequency(SHF),Ultra High Frequency(UHF)and Extremely High Frequency(EHF)پر جن صلاحیتوں کو انہوں نے حصول کرلیا ہے وہ اسی کی غماز ہیں ۔انہیں امور میں نمایاں خدمات پر الفریو(Alferov)کرومر(Kroemor)اور کبلی(Kibly)کو2000ء میں نوبل انعام سے نوازا گیا۔

☆ یہود یہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کے پاس مشاہدہ اور نظر کی عظیم الشان قوت ہے جس کا استعمال ابلیس نے اپنی فوجوں کے خلاف دیکھا ہے۔اللہ تعالیٰ کے ملائکہ سے لڑائی کے لئے ضروری ہے کہ مشاہدہ اور نظر کی ایسی قوت اپنے قبضے میں ہو جو زمین کے اوپر،زیر زمین،زیر آب، فضاء اور خلاء میں نزدیک اور دور کی ہر چھوٹی اور بڑی چیز دیکھ سکے۔ایسی قوت نظر جو پورے روئے ارض پر ایک چیونٹی کے رینگنے کو دیکھ سکے،سمندروں میں چھوٹی چھوٹی شئے کے محل ووقوع اور حرکت پر نظر رکھ سکے،خلاء میں چھوٹے سے چھوٹے اور دور سے دور کی موجودات اور حادثات کو دیکھ سکے۔ابلیس کی تاکید کا ہی نتیجہ ہو گا کہ مذکورہ ان تمام صلاحیتوں اور قوتوں کو یہودیوں نے حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کی اور وہ اس قوت کو مزید آگے بڑھاتے جارہے ہیں۔

☆ جان کو جوکھوں میں ڈال کر کی جانے والی ان تمام کوششوں کے باوجود ان کو اس بات کا غم کھایا جارہا ہے کہ کیمیاوی (Chemical)اور حیاتیاتی (Biological)ہتھیاروں پر قدرت حاصل کرلینا اور انسانوں، جانوروں اور نباتات کو آناً فاناً ختم کر دینے کی صلاحیت حاصل کرلینا کافی نہیں۔

اس لئے کہ ایسی قوت بالعموم صرف مزاحم انسانوں اور بالخصوص اہل ایمان کے خلاف موثر ہو سکتی ہے چنانچہ اس بات سے غافل نہیں رہنا چاہیے کہ اللہ اور اس کے ملائکہ نے تاریخ میں متعدد بار بیماریوں اور وباؤں کو بطور ہتھیار اور بعض اوقات اللہ کے دشمنوں کو نیست و نابود کرنے کے لئے استعمال کیا ہے۔ اس لئے ایسی طاقت اور صلاحیت کا حصول اشد ضروری اور ناگزیر ہے جو اللہ کے ملائکہ کی جانب سے پیدا کی جانے والی ایسی بیماریوں اور وباؤں کی حقیقت اور ان کی جڑ تک فوراً پہنچ جائے اور اس کو قابو میں کرنے اور حسب ضرورت دواؤں اور علاج پر قادر ہوں۔ اپنے اختیار میں رہنے والی یہ صلاحیت ایسی ہو کہ وہ بیماریوں اور وباؤں کے پیدا ہونے کی وجوہات پر پوری گرفت رکھے بلکہ اس سے آگے بڑھ کر بیماریوں اور دواؤں کے پیدا ہونے سے قبل ہی ان راستوں کو محفوظ اور مامون بنادے۔

چنانچہ گزشتہ دنوں میں پوری دنیا کی سطح پر انسانوں، جانوروں اور نباتات میں بڑے پیمانے پر خود سے بیماریاں پیدا کرنے اور پھر ان پر قابو پانے کے بے شمار تجربے اسی قوت کے حصول کی جانب پیش قدمی ہے۔ یہودیوں کو شاید یہ بات اس درجہ خوف زدہ کر گئی ہے کہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ ”قدرت“ ان کی تاک میں بیٹھی ہوئی ہے اور ان پر کسی لمحے عتاب کا کوڑا برس سکتا ہے۔ چنانچہ وہ جلد از جلد اس خطرے کو قابو میں کرنے کی جی توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ اسٹنفو یونیورسٹی کے مشہور یہودی سائنسدان داں اسٹینلی این کوہن (Stanley N.Cohen) نے اسی احساس کا یوں بیان کیا:

"Nature {is} that lovley lady to whom we owe Polio,Leprosy, Smallpox, Syphilis, Tuberculosis, Cancer".

”قدرت وہ خوبصورت عورت ہے جس کے سبب ہم پولیو، جزام، چیچک، آتشک، تپ دق، کینسر کا شکار ہوتے ہیں“۔

جو لوگ یہودی تاریخ کی کتابوں سے ذرا سی بھی واقفیت رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ان کی کتابوں میں ''قدرت'' سے مراد اللہ اور اس کے ملائکہ ہیں اور ''ہم'' سے مراد یہودی قوم ہے۔ لہٰذا اس جملے کی معنویت، اس میں بیان کیا گیا کرب اور یہودی نفسیات میں موجود اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کے ذریعہ لائے جانے والے عذاب کا خوف خوب محسوس کیا جا سکتا ہے۔

یہودی ابلیسی تعاون کے ذریعے دجال اکبر کے ساتھ مل کر جن خطرناک اور بھیانک اسلحوں کا استعمال کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اس کی استعداد حاصل کرنے کی اندھا دھند کوشش کر رہے ہیں اور جن اسلحوں (Weapons) کا دجال اکبر کے ظہور کے قریب اور اس کے بعد ان کا استعمال شروع ہو جائے گا، اس کچھ تفصیل درج ذیل ہے تا کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اندازہ ہو سکے کہ ان کا دشمن ان کے خلاف کس قسم کے اسلحوں کا استعمال کا ارادہ رکھتا ہے اور یہ بھی جان لے کہ اس سے بچنے کی جائے پناہ بھی کس کے پاس ہے۔

ہمہ اقسام اسلحوں کی تیاری:

یہودی سائنسدانوں نے جن کی اکثریت عموماً جادوگروں پر مشتمل ہوتی ہے درجِ ذیل ہمہ اقسام کے اسلحے تیار کر لئے ہیں، جن میں سے کچھ کا استعمال خراسان (افغانستان، پاکستان کے علاقے وزیرستان) اور عراق جنگ میں وہ کر چکے ہیں:

گائیا اسلحے: (Gaia Weapons)

اس سسٹم میں بنیادی طور پر دو طرح کے اسلحوں کا استعمال ہوتا ہے

(۱) ٹیرا فارمنگ اسلحے (Terraforming Weapon System)، یہ وہ اسلحے ہیں جن کے ذریعہ گھنٹوں میں بنجر ملک زرخیز و شاداب بنائے جائیں گے۔

(۲) ٹیرا ڈی فارمنگ اسلحے (Terra-deforming Waepon System)، یہ وہ اسلحے ہیں جن کے ذریعہ گھنٹوں میں زرخیز ملک بنجر بنادئے جائیں گے۔ احادیث سے بھی اس بات کا اشارہ ملتا کہ دجال اکبر ان اسلحوں کا بے مہابا استعمال کرے گا۔ (اس کا ذکر اگلے ابواب میں آئے گا)

لاجسٹک اسلحے: (Logistic Weapons)

یہ وہ دیو ہیکل ترسیلی سسٹم یعنی جہاز ہیں جو بیک وقت ایک ایک لاکھ لوگوں کی نفری / فوج کی پوری ایک بٹالین کو مع بڑے اسلحوں (Heavy Weapons) کے روئے ارض پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کی مانند ایک جگہ سے دوسری جگہ یا زمین سے چاند پر یا مریخ پر لے جانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ انہیں دیو قامت Zeppelin بھی کہا جاسکتا ہے۔ لاجسٹک اسلحوں کی ایک دوسری قسم بھی ہے جنہیں Blimps کہا جاتا ہے۔ یہ وہ دیو ہیکل جہاز ہیں جو سراغ رسانی، ترسیلی اور حملے تینوں کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔

کاونٹر پرسنل اسلحے: (Counter Personnel Weapons)

عام طور یہ اسلحے اور ان کا استعمال آنکھوں سے نظر نہیں آتا لیکن انسانوں کے لئے ناقابل برداشت تکلیف کا باعث ہوتے ہیں۔ ان اسلحوں کا محل استعمال انسانی جسم ہیں۔ ان کے ذریعہ درج ذیل کام لئے جاتے ہیں:

☆ منٹوں میں لاکھوں لوگوں کے مجمع کو تہس نہس کر دینا۔

☆ ہزاروں ہزار لوگوں کو منٹوں میں مفلوج و معطل کر دینا۔

☆ آنکھوں سے نظر آنے والی برقی دیوار بنا کر کسی جگہ کو محفوظ بنا دینا تا کہ کوئی انسان وہاں نہ پہنچ سکے۔

☆منٹوں میں کسی مقام، عمارت یا علاقے کو اس کے مکینوں سے خالی کرا دینا۔

کاونٹر میٹریل اسلحے: (Counter Material Weapons)

عام طور سے یہ اسلحے اور ان کا استعمال بھی آنکھوں سے نظر آتا لیکن مادی اشیاء (Materials) بطور خاص معدنیات ہیں۔ ان اسلحوں سے درجِ ذیل کام لئے جاتے ہیں:

☆ منٹوں میں روئے ارض پر یا سمندر میں کسی مقام کو آنکھوں سے نظر نہ آنے والی دیوار لگا کر محفوظ کر لینا اور وہاں داخل ہونے والی کسی بھی گاڑی (Vehicle) کو ناکارہ بنا دینا۔

☆منٹوں میں فضاء اور خلاء میں کسی مقام کو آنکھوں سے نظر نہ آنے والی دیوار لگا کر محفوظ کر لینا اور وہاں داخل ہونے والی کسی بھی جہاز کو ناکارہ بنا دینا۔

کاونٹر کیپ ابیلٹی اسلحے: (Counter Capability Waepons)

عام طور پر یہ اسلحے بھی اور ان کا استعمال بھی آنکھوں سے نظر نہیں آتا لیکن کسی Facility اور System کو مفلوج اور ناکارہ بنا دیتے ہیں۔ ان اسلحوں سے درج ذیل کام لئے جاتے ہیں:

☆منٹوں میں کسی Facility اور System کو ناکارہ بنا دینا۔

☆منٹوں میں Weapon of Mass Destruction کے استعمال کی صلاحیت کو ناکام بنا دینا۔

چونکہ یہ اسلحے عام طور سے آنکھوں سے نظر نہیں آتے اس لئے ان کا استعمال انسانی نفسیات کو حیران کر دینے والا ہوتا ہے۔ ان کے استعمال کا ایک (Collateral Effect) یہ ہوتا ہے کہ انسان ہکا بکا ہو کر شدید خوف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

سائی بورگ اسلحے:(Cybrog Weapons)

ابلیس اور اس کے حلیف آنے والے عظیم معرکوں میں ان اسلحوں کا ناقابل یقین استعمال کریں گے۔یہ وہ اسلحے ہیں جنہیں یہ بنا چکے ہیں جو کہ لاکھوں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں یہ وہ فوج ہے جو غیر حیوانی،جماداتی شکل پر مشتمل ہے۔ان اسلحوں کو عرف عام میں ٹرمینیٹرس(Terminators) کہا جاتا ہے۔مثلاً ایسے چوہے،گھوس،سانپ،چمگادڑ،مگرمچھ،گدھ اور کتے نما اسلحے جو بیک وقت ذی روح ہوں گے اور مشین بھی۔وہ لڑیں گے،جاسوسی کریں گے،تصویریں کھینچیں گے،کمانڈ اور کنٹرول کریں گے،ضرورت پڑنے پر بلوں میں گھس جائیں گے،آگ میں کود جائیں گے،ہوا میں اڑیں گے،بے جان ہو جائیں گے،پھر زندہ(Active) ہو جائیں گے،آپ انہیں ماریں گے تو وہ مریں گے نہیں اور اگر مر جائیں گے تو ایک کی جگہ ویسے ویسے ہزار گھنٹوں میں آجائیں گے۔گو کہ ان تمام اسلحوں کو اور ان کے استعمال کو انتہائی خفیہ رکھا جاتا ہے مگر کچھ باتیں منظر عام پر آہی جاتی ہیں۔اس کی ایک مثال وہ رپورٹ ہے جو کہ روزنامہ جنگ کے ہفتہ روزہ رسالے ”اخبار جہاں“ میں یوں شائع ہوئی:

”سائنسدانوں نے سائی بورگ کیڑے بنانے کی سمت ایک بڑی پیش رفت کی ہے۔ان سے جاسوسی یا نگرانی کا کام لیا جائے گا۔ان میں بایو فیل سیل نصب کئے گئے ہیں جو ان کے اپنے جسم کی قدرتی کیمسٹری سے چلیں گے۔یہ بیٹریز اس وقت تک کام کرتی رہیں گی جب تک کیڑا زندہ کرے گا۔یہ کیڑا مسموم زہریلی فضا خطرناک یا آفت زدہ مقامات تک سینسر زلے جاسکیں گے۔امریکی فوج پہلے سے کوشاں تھی کہ ننھے کیڑوں سے جاسوسی کرائے۔امریکی فوج کے لئے تحقیق کرنے والے ادارے DARPA کے سائنسدان اس موضوع پر سرگرمی سے کام کر رہے تھے۔ابھی تک کیڑوں کے لئے شمسی توانائی سے چلنے والی یا روایتی بیٹریاں استعمال کی جارہی تھیں،لیکن یہ موئثر نہیں تھیں۔شہد کی مکھیوں کو بارودی سرنگوں یا بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کی تلاش میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔جب ان میں ننھے آلات نصب کر دیئے جاتے ہیں تو وہ یہ کام کر سکتی ہیں۔اب کیونکہ ان آلات کو

توانائی کیڑے کے جسم سے ملے گی تو یہ مسئلہ حل ہو گیا ہے۔یہ بریک تھرو کامیابی امریکا کی کیس ویسٹرن ریزرو یونیورسٹی کے سائنسدانوں نے حاصل کی۔اب ان کیڑوں کے لئے نہایت ہلکی بیڑی بنائی جائے گی جو ان کے اپنے جسم سے توانائی حاصل کرے گی۔یوں یہ اپنا کام آسانی سے ان آلات کی مدد سے کر سکیں گے جو ان میں نصب ہوں گے"۔

(اخبار جہاں، شمارہ 30 جنوری تا 5 فروری 2012ء)

یہ بات بھی اپنی جگہ حقیقت ہے کہ ایسے اسلحوں کے بارے میں معلومات اس وقت ہی سامنے آتی ہیں جب کہ ان کا پوری طرح استعمال کیا جارہا ہوتا ہے۔

غلام اسلحے:(Golem Weapons)

یہ اسلحے بھی لاکھوں کی تعداد میں یہ فوج غیر انسانی، نیم انسانی اور انسانی و حیوانی شکل کی افواج پر مشتمل ہو گی جو نہ قتل کرنے سے مرے گی جیسے انسان مرتے ہیں، نہ جلانے سے جلے گی، نہ بموں سے اڑانے سے اڑے گی اور اگر تھوڑی دیر کے لئے مر بھی جائے تو پھر زندہ ہو کر اٹھ کھڑی ہو گی۔گھنٹوں میں ایسی افواج لاکھوں کی تعداد میں لائی، ہٹائی اور بنائی جاسکتی ہے۔

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بدقسمتی ہے کہ اس کی قیادت اور اس کے قائدین یعنی حکمران، علماء و شیوخ اور عصری علوم کے دانشوران، قرآن وسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اور اس کے سبب سے پیدا ہونے والے کسی بھی بندۂ مومن کے اندر پیدا ہونی والی بصیرت اور فراست((اتَّقُوا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ))(جامع ترمذی)"مومن کی فراست سے ڈرو، کیونکہ وہ اللہ عزوجل کے نور سے دیکھتا ہے۔" سے اتنے عاری ہو چکے ہیں کہ وہ گزشتہ صدیوں اور بالخصوص بیسویں صدی کی ان تبدیلیوں سے پوری طرح بے خبر ہیں۔ان کی بے خبری کی انتہاء یہ ہے کہ وہ ان تبدیلیوں، کوششوں اور کامیابیوں کو جو امت کی تباہی و بربادی کا سبب بن رہی ہیں یا بننے والی ہیں، قدر اور رشک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔حیرت اس بات پر ہوتی ہے کہ یہودیوں کے ان منصوبوں اور کاموں کی خبر بہت

زیادہ خفیہ بھی نہیں کہ ہر زیرک انسان ان کی حقیقت کو جان نہ سکے۔بادی النظر میں اگرچہ یہ تمام باتیں باہم متضاد لگتی ہیں۔ لیکن اب ابلیسی لشکر کی تاریخی ناکامیوں کو سامنے رکھا جائے تو یہود کی ہر ممکنہ رخ سے کی جانے والی اس کی کوشش دراصل ان کے اندر چھپے خوف کی واضح عکاسی کرتی ہے۔ان کا خوف اپنی جگہ واقعی اور درست معلوم ہوتا ہے کہ نہ جانے کس راہ سے اور کب کوئی خرقِ عادت حادثہ رونما ہو جائے اور ان کی جیتی ہوئی بازی ہار میں بدل جائے لہٰذا اس لئے اس کی بنیادی کوشش خطرے کے ہر امکانی صورت کے سدباب کرنے کی ہوتی ہے۔ مگر:

﴿اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾

”آگاہو جاؤ! شیطان کے گروہ والے ہی خسارہ اٹھانے والے ہیں“۔

(المجادلۃ:۱۹)

لیکن یہ شیطانی لشکر کیسے ناکام ہوں گا یہ انشاءاللہ اگلے ابواب میں سمجھیں گے۔

﴿باب چہارم﴾
مقاصد کے حصول کے لئے اندرونی طور پر کوششیں

((اِنِّی لَأَرٰی مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُیُوتِکُمْ کَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ))
''بے شک میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے گھروں کی جگہوں میں فتنے ایسے گریں گے جیسے بارش کے قطرات گرتے ہیں''۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث۵۱۲۵۔صحیح مسلم رقم الحدیث۲۸۸۵)

یہودیوں نے ابلیس کے تعاون سے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے جہاں بیرونی طور پر ایک محاذ کھول رکھا ہے تو دوسری طرف امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمانی اور ایمانی وروحانی طور پر مفلوج کرنے کے لئے اندرونی طور محاذ ''فتنوں'' کی صورت میں کھول رکھا ہے۔اس کے لئے مختلف جہتوں اور طبقات میں اپنا ''ابلیسی جال'' بچھار کھا ہے ۔اس کے مختلف مظاہر درجِ ذیل بڑے بڑے فتنوں کی صورت میں امت کے اندر موجود ہیں:

1۔ ''حکم اللہ'' کو توڑ کر ابلیسی ایجنڈہ نافذ کرنے والے حکمرانوں کا فتنہ۔

2۔آئمۃ المضلین (گمراہ کرنے والے اماموں) کا فتنہ۔

3۔اسلامی بینکاری کے نام پر سودی نظام کے نفاذ کا فتنہ۔

4۔دجالی نظام تعلیم کے نفاذ کا فتنہ۔

5۔نفسانی خواہشات کے دلدادہ دانشوروں کا فتنہ۔

6۔مادر پدر آزاد دجالی میڈیا کا قیام کا فتنہ۔

ان تمام فتنوں کا مختصراً جائزے سے قبل یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ احادیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہے کہ دنیا میں وجود میں آنے والے ہر چھوٹے بڑے فتنے کا سبب دجال ہی ہو گا چنانچہ جو کوئی اس کے ظہور سے قبل کے فتنوں سے بچ گیا وہ دجال اکبر ظہور کے بعد کے فتنوں سے بھی بچ جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَمَا صُنِعَتْ فِتْنَةٌ مُنْذُ كَانَتِ الدُّنْيَا صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةٌ إِلَّا لِفِتْنَةِ الدَّجَّالِ))

''اور آج تک دنیا میں جو کوئی چھوٹا بڑا فتنہ رونما ہوتا ہے وہ دجال کے فتنے کی وجہ سے ہے''۔

(مسند احمد: ج۵ ص۳۸۹ رقم الحدیث: ۲۳۳۵۲۔ مجمع الزوائد: ج۷ ص۳۳۵ رجاله رجال الصحیح)

((لیس من فتنة صغیرة، ولا کبیرة الا تضع لفتنة الدجال فمن نجا من فتنة ما قبلها نجا منها))

''آج تک دنیا میں کوئی بھی چھوٹا بڑا فتنہ ظاہر نہیں ہوا مگر یہ کہ وہ دجال کے فتنے کی وجہ سے ہے، سو جو کوئی اس کے فتنے سے پہلے، فتنوں سے بچ گیا وہ دجال کے فتنوں سے بھی بچ جائے گا''۔

(مسند البزار: ج۷ ص۲۳۲ رقم الحدیث: ۲۸۰۷ رجاله رجال الصحیح)

''فتنہ چھوٹا ہو یا بڑا وہ دجال کے فتنے پر ہی منتج ہو گا۔ سو جو اس کے فتنے سے پہلے فتنوں سے بچ گیا وہ دجال کے فتنوں سے بھی بچ جائے گا''۔

(احادیث فی الفتن والحوادث ج: ا ص۲۵۶)

1۔ ”حکم اللہ“ کو توڑ کر ابلیسی ایجنڈہ نافذ کرنے والے حکمرانوں کا فتنہ

((لَيُنْتَقِضَنَّ عُرَى الإِسْلَامِ عُرْوَةً عُرْوَةً، فَكُلَّمَا انْتَقَضَتْ عُرْوَةٌ تَشَبَّثَ النَّاسُ بِالَّتِي تَلِيهَا، فَأَوَّلُهُنَّ نَقْضًا الْحُكْمُ، وَآخِرُهُنَّ الصَّلَاةُ))

”اسلام کی کڑیاں ایک ایک کر کے ٹوٹیں گی، چنانچہ جب ایک کڑی ٹوٹے گی تو لوگ اس کے بعد والی کڑی کو پکڑ لیں گے۔ ان میں سب سے پہلے جو کڑی ٹوٹے گی وہ ”الحکم“ کی کڑی ہو گی اور آخری کڑی نماز ہو گی“۔

(شعب الایمان: ج۱۱ص۲۶۱ رقم الحدیث۵۰۴۵۔ المعجم الکبیر: ج۷ص۱۰۳ رقم الحدیث۷۳۵۹)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روئے ارض پر جو خلافت کی صورت میں ”حکم اللہ“(نظام شریعت) کا قیام کیا تھا ابلیس نے اس کے قیام کے دوران بھی اس میں رکاوٹیں ڈالنے کی کوششیں کی، مگر کامیاب نہ ہوا اور ہر بار اس کو منہ کی کھانی پڑی۔ چنانچہ یہی ابلیس تھا کہ جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر رات کی تاریکی میں جب قریش غافل پڑے سو رہے تھے مکہ کی وادی میں دہائی لگائی کہ ”اے قریش! محمد تمہارے خلاف لشکر بنا رہا ہے“، اسی طرح دار الندوہ میں شیخ نجدی کی صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قتل کی تجویز دینے والا، بدر کے میدان میں اپنے لشکر کے ساتھ بنفس نفیس آنے والا اور قریش کو بھی یوں تسلی دینے والا کہ ﴿إِنِّي جَارٌ لَّكُمْ﴾ ”میں تمہارے ساتھ ہوں“، غزوۂ احد کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجروح ہو جانے پر آپ کی شہادت کی خبر اڑا کر مسلمانوں کے حوصلہ پست کرنے کی بات کرنے والا یہی ابلیس تھا، غرض یہ کہ ہر موقع پر اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد کی تکمیل میں رکاوٹ بننے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے رخصت فرمانے کے بعد ابلیس کی کوششوں کا محور کیا رہا اس کو سمجھنے سے پہلے ایک حدیث سامنے رہے:

((قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَکُونُ النُّبُوَّۃُ فِیکُمْ مَا شَاءَ اللّٰہُ أَنْ تَکُونَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا إِذَا شَاءَ أَنْ یَرْفَعَھَا ثُمَّ تَکُونُ خِلَافَۃٌ عَلَی مِنْہَاجِ النُّبُوَّۃِ فَتَکُونُ مَا شَاءَ اللّٰہُ أَنْ تَکُونَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا إِذَا شَاءَ اللّٰہُ أَنْ یَرْفَعَھَا ثُمَّ تَکُونُ مُلْکًا عَاضًّا فَیَکُونُ مَا شَاءَ اللّٰہُ أَنْ یَکُونَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا إِذَا شَاءَ أَنْ یَرْفَعَھَا ثُمَّ تَکُونُ مُلْکًا جَبْرِیَّۃً فَتَکُونُ مَا شَاءَ اللّٰہُ أَنْ تَکُونَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا إِذَا شَاءَ أَنْ یَرْفَعَھَا ثُمَّ تَکُونُ خِلَافَۃ عَلَی مِنْہَاجِ النُّبُوَّۃِ ثُمَّ سَکَتَ))

''تمہارے مابین نبوت موجود رہے گی،(آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ خود اپنی ذات کی جانب تھا) جب تک اللہ چاہے گا، پھر جب اللہ چاہے گا اسے اٹھالے گا۔ پھر نبوت کے طریقے پر خلافت قائم ہوگی جب تک اللہ چاہے گا، پھر جب اللہ چاہے گا اسے اٹھالے گا۔ پھر کاٹ کھانے والی (یعنی ظالم) ملوکیت آئے گی اور وہ بھی رہے گی جب تک اللہ چاہے گا، جب اللہ چاہے گا اسے بھی اٹھالے گا۔ پھر مجبوری کی ملوکیت (غالباً مراد ہے مغربی استعمار کی غلامی) کا دور آئے گا اور وہ بھی رہے گا جب تک اللہ چاہے گا، پھر جب اللہ چاہے گا اسے بھی اٹھالے گا. اور پھر دوبارہ نبوت کے طریقے پر خلافت قائم ہوگی!'' راوی کے قول کے مطابق اس کے بعد آپ نے خاموشی اختیار فرمالی''۔

(مسند احمد، ج:۳۷ص:۳۶۱ رقم الحدیث:۱۷۶۸۰)

چنانچہ دورِ نبوت کے بعد ابلیس نے خلافت راشدہ، جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ((ثُمَّ تَکُونُ خِلَافَۃٌ عَلَی مِنْہَاجِ النُّبُوَّۃِ)) سے تعبیر کیا تھا، کے دور صدیقی رضی اللہ عنہ میں داعیانِ نبوت، منکرین زکوۃ اور دیگر کفر وارتداد کے فتنوں کی صورت میں ''حکم اللہ'' میں دراڑ ڈالنے کی کوشش کی مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایمانی فراست نے اس کو کامیاب نہ ہونے دیا۔ چنانچہ ابلیس ،یہود اور اس کے دیگر اتحادی جب ان باتوں سے مایوس ہوگئے تو انہوں نے ایک بھیانک منصوبے کے تحت چیدہ چیدہ صحابہ کرام کو راستے سے ہٹانے کی سعی شروع کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کی شہادت رضی اللہ عنہ، حضرت حسن کی زہر کھانے سے شہادت اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو زہر دے کر شہید کرنے کی سازش، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان باہمی اختلاف کے دوران لڑائی کو ہوا دینے اور اس دوران بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم کی شہادت اسی منصوبے کا حصہ تھی۔

چنانچہ جب ابلیس اور اس کے اتحادی (یہودی اور سبائی) اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوئے تو انہوں نے اپنے ایک طویل منصوبے پر عمل درآمد شرع کر دیا۔ سب سے پہلے انہوں نے نامور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رخصت ہو جانے کے بعد ایسے حکمرانوں کو مسلمانوں پر حاکم بنانے میں کامیاب ہو گیا جنہوں نے ایک طرف مسلمانوں پر ظلم وستم کرنا شرع کر دیا اور دوسری طرف انہوں نے احکام الٰہی میں اپنی خواہشات نفس کو عمل دخل دینا شروع کر دیا اور یوں ابلیس "حکم اللہ" میں پہلی دراڑ ڈالنے میں کامیاب ہو گیا۔ چنانچہ نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور نواسۂ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اس دراڑ کو پر کرنے کے لئے میدان میں آئے اور اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ اسی طرح فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق یہ ((مُلْكاً عَاضًّاً)) "کاٹ کھانے والی بادشاہت" کا دور چلتا رہا اور سوائے ان علمائے سوء کے جو ان بادشاہوں کے حاشیہ نشین بنے رہے، چند علمائے حق کھڑے ہوتے رہے اور "حکم اللہ" میں پڑنے والی دراڑوں کو پر کرنے اور اس دین اللہ کو گرنے سے بچانے کی سعی اپنے لہو وجان سے کرتے رہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قائم کر کے گئے تھے۔

((مُلْكاً عَاضًّاً)) کے بعد ((مُلْكاً جَبْرِيَّة)) کا دور شرع ہوا۔ خلافت راشدہ کے بعد "حکم اللہ" یعنی دین اسلام اپنی اس صورت میں تو باقی نہیں رہا تھا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو چھوڑ کر گئے تھے مگر بیسوی صدی کے آغاز پر ابلیس اور اس کے تحالف میں بندھے یہودی بالآخر دین اللہ کی عمارت کو مکمل طور پر زمین بوس کرنے میں کامیاب ہو گئے جس کی سعی وہ تیرہ سو سالوں سے کر رہے تھے اور یوں سارے بلادِ اسلامی ان کے زیر تسلط چلے گئے۔ اس سے بڑھ کر بیسوی صدی کے وسط میں ابلیس

اور اس کے حلیف یہود نے اپنا "حکم "(.U.N.O) کے چارٹر کی صورت میں پورے روئے ارض پر قائم کر دیا اور اس کے ساتھ ساتھ ابلیس اور اس کے حلیفوں سے وفاداری کے عہد اٹھانے والوں کو اکثر بلاد اسلامیہ پر ایسے "کفر کے امام" اور "گمراہی کے سردار" کی صورت میں حاکم بنادیا گیا، جن کا حال یہ ہے کہ ان کے حلیہ تو مسلمانوں کے سے ہیں، باتیں بھی بڑی پر حکمت مگر دل شیطانوں کے سے اور بدبودار ،غیروں سے بڑھ کر رحم سے عاری، اور یہ سلسلہ تاحال جاری ہے اور اس کی سنگینی میں اضافہ ہوتا جارہا ہے اور کیفیت وہاں تک پہنچ گئی ہے جس سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبردار کر دیا تھا۔

((یکون علیکم امراء هم شر من المجوس))

"تم پر ایسے لوگ حاکم بنیں گے جو مجوسیوں (آتش پرستوں) سے بھی بدتر ہوں گے"۔

(عن ابن عباس رضی الله عنه رواه الطبرانی واسناده صحیح، مجمع الزوائد: الجزء الخامس ، رقم الحدیث ۱۸۹۳)

((وعن أبي بردة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان بعدى أئمة ان أطعتموهم أكفروكم وان عصيتموهم قتلوكم أئمة الكفر ورؤس الضلالة))

"حضرت ابی بردۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میرے بعد ایسے حکمران آئیں گے گویا کہ کفر کے امام اور گمراہوں کے سردار، جن کی اگر تم اطاعت کرو گے تو وہ تمہیں کافر بنادیں گے اور اگر ان کی بات نہ مانو گے تو تمہیں قتل کر دیں"۔

(مسند ابی یعلی والطبرانی، مجمع الزوائد ج:۵ص:۲۳۸، واسناده فیه کلام)

((وعن عبادة بن الصامت قال ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم الامراء فقال يكون عليكم أمراءان أطعتموهم أدخلوكم النار وان عصيتموهم قتلوكم))

"حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمرانوں کا ذکر کیا۔ پس فرمایا کہ آئندہ ایسے حکمران آئیں گے کہ اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو تم کو جہنم میں داخل کر دیں گے اور اگر ان کی بات نہ مانوں گے تو تمہیں قتل کر دیں گے"۔

(الطبرانی، مجمع الزوائد ج:۵ص:۲۳۸واسناده فيه كلام)

((لَسْتُ أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي جُوعًا يَقْتُلُهُمْ، وَلا عَدُوًّا يَجْتَاحُهُمْ، وَلَكِنِّي أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي أَئِمَّةً مُضِلِّينَ، إِنْ أَطَاعُوهُمْ فَتَنُوهُمْ، وَإِنْ عَصَوْهُمْ قَتَلُوهُمْ))

"مجھے اپنی امت پر اس بات کا خوف نہیں کہ وہ بھوک سے ہلاک ہو جائے گی اور نہ ہی اس بات سے کہ وہ دشمن کے......... لیکن مجھے اپنی امت پر ان گمراہ کرنے والے حکمرانوں کا ڈر ہے کہ جو ان کی اطاعت کرے گا اس کو وہ فتنوں میں مبتلاء کر دیں گے اور اگر ان کی نافرمانی کریں گے تو قتل کر دیں گے"۔

(المعجم الكبير للطبرانی:ج۷ص۱۶۲رقم الحديث۰ ۷۵۴۔مجمع الزوائد ج:۵ص:۲۳۹)

((أَلا إِنَّ رَحَى الاسْلامِ دَائِرَةٌ،فَدُورُوا مَعَ الْكِتَابِ حَيْثُ دَارَ،أَلا انَّ الْكِتَابَ وَالسُّلْطَانَ سَيَفْتَرِقَانِ،فَلا تُفَارِقُوا الْكِتَابَ،أَلا إِنَّهُ سَيَكُونُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ يَقْضُونَ لِأَنْفُسِهِمْ مَا لا يَقْضُونَ لَكُمْ،إِنْ عَصَيْتُمُوهُمْ قَتَلُوكُمْ، وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ أَضَلُّوكُم))

"اسلام کی چکی گردش میں ہے تو جدھر قرآن کا رخ ہو اسی طرف تم بھی گھوم جاؤ، ہوشیار رہو! قرآن اور اقتدار عنقریب الگ الگ ہو جائیں گے۔ (خبردار) قرآن کو نہ چھوڑنا، آئندہ

ایسے حکمران ہوں گے جو تمہارے بارے میں فیصلے کریں گے۔ اگر تم ان کی اطاعت کروگے تو تمہیں سیدھی راہ سے بھٹکادیں گے اور تم ان کی نافرمانی کروگے تو وہ تمہیں موت کے گھاٹ اتاردیں گے''۔

(المعجم الکبیر للطبرانی: ج۱۴ص۴۹۹رقم الحدیث۱۶۵۹۹۔ مجمع الزوائدج:۵ص:۲۳۸)

((يَكُونُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ أَوْ قَالَ يَخْرُجُ رِجَالٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ مَعَهُمْ أَسْيَاطٌ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ الْبَقَرِ يَغْدُونَ فِي سَخَطِ اللَّهِ وَيَرُوحُونَ فِي غَضَبِهِ))

''حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانے میں اس امت پر ایسے لوگ مسلط ہو جائیں گے جن کے پاس گائے کی دم جیسے کوڑے ہوں گے، وہ لوگ اللہ کے غصہ میں صبح کریں گے اور اللہ کے غضب میں شام کریں گے''۔

(مسند احمد ج۴۵ص۱۲۴رقم الحدیث۲۱۱۲۹، مجمع الزوائدج:۵ص:۲۳۴)

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ سَيَكُونُ بَعْدِي أَئِمَّةٌ يُعْطُونَ الْحِكْمَةَ عَلَى مَنَابِرِهِمْ، فَإِذَا نَزَلُوا نُزِعَتْ مِنْهُمْ قُلُوبُهُمْ وأَجْسَادُهُمْ شَرٌّ مِنَ الْجِيَفِ))

''حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد ایسے حکمران آئیں گے جو منبروں پر تو بڑے پُر حکمت وعظ کہیں گے اور جب منبروں سے اتریں گے تو ان کے جسم مردار جیسے ہوں گے''۔

(المعجم الکبیر للطبرانی: ج۱۹ص۳۶۰رقم الحدیث۸۷۵۔ مجمع الزوائدج:۵ص:۲۳۸)

((أَنَّ كَعْبَ بن عُجْرَةَ، قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ إِنَّهَا سَتَكُونُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ مِنْ بَعْدِي، يُعْطُونَ بِالْحِكْمَةِ عَلَى مَنَابِرَ، فَإِذَا نَزَلُوا اخْتَلَسَتْ مِنْهُمْ، وَقُلُوبُهُمْ أَنْتَنُ مِنَ الْجِيَفِ))

''حضرت کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ میرے بعد تم پر ایسے حکمران آئیں گے جو منبر پر بڑی پُر حکمت وعظ کریں گے اور جب منبروں سے اتریں گے تو ان سے حکمت چھین لی جائے گی، ان کے دل مردار سے زیادہ بدبودار ہوں گے''۔

(المعجم الکبیر للطبرانی: ج۱۴ص۲۳رقم الحدیث۱۵۶۸۸۔ مجمع الزوائدج:۵ص:۲۳۸، رجالہ ثقات)

جب یہ کیفیت پیدا ہو جائے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہدایت تھی کہ:

((قَالُوايَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْفَ نَصْنَعُ؟قَالَ كَمَا صَنَعَ أَصْحَابُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ،نُشِرُوا بِالْمَنَاشِيرِ، وَحُمِلُوا عَلَى الْخَشَبِ،مَوْتٌ فِي طَاعَةِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ حَيَاةٍ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ))

''صحابی نے دریافت کیا کہ (ایسے موقع پر) یارسول اللہ پھر ہم کیا کریں؟ فرمایا: ''وہی کرو جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے کیا، وہ لوگ آروں سے چیرے گئے، سولیوں پر لٹکائے گئے، خدا کی نافرمانی میں زندہ رہنے سے بدرجہا بہتر ہے کہ آدمی اللہ کے احکام کی پیروی کرتے ہوئے جان دے دے''۔

(المعجم الکبیر للطبرانی: ج۱۴ص۴۹۹رقم الحدیث۱۶۵۹۹۔ مجمع الزوائدج:۵ص:۲۳۸)

بحر حال! '' حکم اللہ ''کو توڑ کر U.N.O. اور اس سے بڑھ کر New World Order کے ابلیسی ایجنڈے کا نفاذ ابلیس کے داخلی محاذ کا سب سے بڑا فتنہ ہے۔

2۔آئمۃ المضلین (گمراہ کرنے والے اماموں) کا فتنہ

((وَمَنْ أَتَى السُّلْطَانَ افْتُتِنَ))

''جو حکمران کے سامنے حاضر ہو گا وہ فتنے میں مبتلاء ہو جائے گا''۔

(ابوداؤد رقم الحدیث۲۴۶۷۔جامع ترمذی رقم الحدیث۲۱۸۲)

((اِنَّهَا سَتَكُونُ أُمَرَاءُ يَكْذِبُونَ وَيَظْلِمُونَ فَمَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنَّا وَلَسْتُ مِنْهُمْ وَلَا يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَهُوَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَسَيَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ))

''عنقریب ایسے حکمران آئیں گے جو جھوٹ بولیں گے اور ظلم کریں گے سو جس نے ان کے جھوٹ کی تصدیق کی اور ان کے ظلم میں ان کی معاونت کی تو وہ ہم (مسلمانوں) میں سے نہیں اور نہ میں ان میں سے ہوں اور وہ میرے حوض کوثر پر میرے قریب نہیں آسکیں گے، اور جس نے ان حکمرانوں کے جھوٹ کی تصدیق کی اور نہ ان کے ظلم میں ان کی مدد کی تو وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور جلد وہ میرے پاس حوضِ کوثر آئے گا''۔

(مسند احمد ج:۴۷ص:۲۴۳ رقم الحدیث:۲۲۱۷۴)

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ ثقہ راویوں کی وساطت سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری امت میں سے کچھ لوگ دین میں تفقہ (سمجھ بوجھ) حاصل کریں گے، قرآن پڑھیں گے اور کہیں گے ہم امراء (حکام) کے ہاں جاتے ہیں تا کہ ان کی دنیا سے بھی کچھ لے لیں اور اپنے دین کو بھی بچا رکھیں، حالانکہ یہ کسی طرح بھی ممکن نہیں، جس طرح ببول کے درخت سے کانٹوں کے سوا کچھ نہیں ملتا، اسی طرح ان امراء کی قربت سے بھی خطاؤں کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا''۔

((اذا رأیت العالم یخالط السلطان مخالطة کثیرة فاعلم انه لص))

''اگر تم کسی عالم کو حاکم سے بہت زیادہ میل ملاپ رکھتے دیکھو، تو جان لو کہ وہ چور ہے''۔

(مسند الفردوس لدیلمی، عن ابی هریرة رضی الله عنه)

یوں تو ((مُلْکاً عَاضّاً)) میں ایسے علمائے سوء کی ایک کثیر تعداد موجود تھی کہ جو ایسے حکمرانوں کو سند جواز عنایت کرتے جنہوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو معطل کر دیا تھا اور اپنی مرضی اور خواہشات کے مطابق اللہ کی زمین پر حکومت کرنے لگے تھے اور اس کے برعکس جب بھی ''علمائے حق'' اس کے خلاف کھڑے ہوئے اور عملاً میدان میں آئے تو تاریخ کا یہ باب تو اور بھی زیادہ المناک ہے کہ ان علمائے حق کے خلاف ہمیشہ حکمران اور علمائے وقت کا طبقہ یک جان اور یک زبان رہے ہیں (الا ماشاء اللہ) اور ان دونوں طبقوں کی نظر میں ہمیشہ یہ ''علماء حق'' ناپسندیدہ اور معتوب رہے ہیں اور علمائے سوء کے اس بھیانک طرز عمل کے باعث بیشتر علمائے حق کی زندگی اپنوں سے ہی الجھنے میں گزر گئی۔

چنانچہ جب بھی علماء حق میں سے کوئی اٹھا اور اس نے ''نظام وقت'' کی نکیر کی اور اسے اسلام کی طرف بلایا یا اسلام کی خلاف ورزی کرنے سے روکا تو ان کی سب سے زیادہ مخالفت اور نظام وقت کی سب سے زیادہ حمایت اور پاسداری علمائے سوء نے کی۔ پوری اسلامی تاریخ میں ''علمائے حق'' کے سامنے نظام وقت کے ٹھہرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اگر یہ علمائے سوء کا طبقہ نظام وقت کا پشت بان نہ ہو جاتا۔ علمائے حق کو جب بھی اذیتوں سے گزرنا پڑا اس کا سبب نہ ہی عامۃ الناس میں علمائے حق سے بے تعلقی یا عدم التفات کو دخل رہا اور نہ ہی ہر موقعہ پر نظام وقت کے اصل حکمران کی قوت و طاقت کو کوئی دخل رہا بلکہ بیک وقت عامۃ الناس کو خاموش کرنے یا مضطرب (Confuse) کرنے اور وقت کے نظام کو ''معقولی'' دلائل فراہم کرنے اور ان کے مظالم یا انحراف کو ''سندِ جواز'' عطا کرنے میں اسی علماء سوء کے طبقے کا بنیادی کردار رہا ہے۔

تاریخ میں چاہے امام مالک رحمہ اللہ ہوں جن کو مدینہ منورہ کی گلیوں میں اونٹ کے اوپر منہ کالا کر کے گھمایا جا رہا ہو اور کوڑے لگائے جا رہے ہوں یا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو حکمران کی بات نہ ماننے پر جیل میں ڈال دیا گیا ہو اور پھر زہر کے اثر کی وجہ سے ان کی موت جیل میں واقع ہو گئی ہو، چاہے امام احمد

بن حنبل رحمہ اللہ اکیلے ہی جیل خانے میں کوڑے کھا رہے ہوں اور تمام اہل علم نے ظالم حکمران کے آگے سر جھکا دئے ہوں یا امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ہوں جن کو عمر کے آخری ایام امت کی خیر خواہی میں جیل کی صعوبتوں میں ہی گزارنے پڑے ہوں اور ان کا جنازہ بھی جیل سے اٹھا ہو، اسی طرح صلیبیوں سے جنگ کرنے والا صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ ہوں یا مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی شخصیت، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ یا سید احمد شہید رحمہ اللہ اور شاہ اسماعیل رحمہ اللہ یا شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ، ہمارے اسلاف میں سے جو بھی اللہ کے دین کو زندہ کرنے کے لئے اٹھا اور اس نے وقت کے ظالم حکمران کو چیلنج کیا تو تاریخ دان اور اہل علم جانتے ہیں کہ سب سے بڑھ کر علمائے سوء نے ان کی سب سے زیادہ مخالفت کی اور ان سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے ان کو قابلِ گردن زنی قرار دیا۔

لیکن خلافت کے انہدام کے بعد جبکہ اکثر بلاد اسلامیہ پر ابلیسی تحالف میں بندھے ”کفر کے اماموں اور گمراہی کے سرداروں“ کا تسلط ہے۔ آج بھی ملت اسلامیہ میں جب بھی اللہ کے کچھ بندے ان حکمرانوں کے سامنے کلمۂ حق کہنے کھڑے ہوتے ہیں اور ان کے کفر و ارتداد کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرتے ہیں تو ہمیشہ یہ حکمران اپنے اقتدار کو بچانے کے لئے اُن علماء سوء کی خدمات حاصل کرتے ہیں جن کے چہرے مسلمانوں سے مشابہت رکھتے ہیں اور جن کے ہاتھوں میں اسلام کے بڑے اونچے اونچے عَلَم (جھنڈے) بھی ہیں، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان ”علمائے وقت“ نے جن کو ”درباری علماء“ بھی کہا جاسکتا ہے، ان بندگانِ خدا کو جو کہ درحقیقت ”علمائے حق“ کہلانے کے حقدار ہوتے ہیں، ”گمراہ“ قرار دیتے ہوئے ان کے خلاف ”خارجی اور باغی“ ہونے کا فتویٰ صادر کرتے ہیں۔ چنانچہ آج انہی کے باطل فتاویٰ کی بنیاد پر ان علمائے حق اور ان کے پیروی کرنے والے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں اور اان کی اکثریت اسی قید و بند میں اپنی جانیں دے رہی ہے۔

لگتا ہے جس چیز کا اندیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا وہ وقت آچکا ہے۔ ”دین اللہ“ کی وہ عمارت جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قائم کر گئے تھے کم و بیش سو سال ہوئے گری پڑی ہے اور پوری دنیا میں ابلیس، دجال اور یہودیوں کا نیو ورلڈ آرڈر (New World Order) نافذ ہے گویا پورے

روئے ارض پر ابلیس کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔ یوں ابلیس کے داخلی محاذ کا دوسرا بڑا مظہر امت کے اندر ''آئمة المضلین'' کے تسلط کا ہے۔ چنانچہ گزشتہ ڈھائی سو سالوں میں مغربی استعمار اور مستشرقین کے حملوں نے اسلام اور امت مسلمہ کو ایسی تباہی سے دوچار نہیں کیا جیسی تباہی داخلی محاذ کے اس مرحلے میں ''حکم اللہ'' کے ٹوٹنے کے بعد ان آئمة المضلین کے ہاتھوں ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ قرآن جو کہ عمل کی کتاب تھی وہ صرف پڑھنے کی کتاب رہ گئی، اسلام جو کہ نافذ ہونے کے لئے آیا تھا اس کا صرف نام رہ گیا اور علماء جو کہ شریعت الٰہی کے محافظ بنائے گئے تھے وہ فتنوں کے نکلنے کا منبع بن گئے ہیں:

((یوشك أن یأتي علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمه، ولا یبقی من القرآن الا رسمه، مساجدهم عامرة وهي خراب من الهدی ، علماؤهم شر من تحت أدیم السماء من عندهم تخرج الفتنة وفیهم تعود))

''عنقریب لوگوں پر ایسا وقت آنے والا ہے کہ اسلام میں سے صرف اس کا نام باقی رہ جائے گا اور قرآن میں سے صرف اس کے الفاظ باقی رہ جائیں گے، ان کی مسجدیں بظاہر آباد ہوں گی مگر حقیقت میں ہدایت سے خالی ہوں گی، ان کے علماء آسمان کے نیچے کی مخلوق میں سے سب سے بدتر ہوں گے، فتنے ان میں سے نکلیں گے اور ان ہی میں لوٹ جائیں گے''۔

(البیهقي في شعب الایمان ج۴ص۳۲۳رقم الحدیث:۱۸۵۸)

((لَا تَبْكُوا عَلَى الدِّينِ إِذَا وَلِيَهُ أَهْلُهُ وَلَكِنْ ابْكُوا عَلَيْهِ إِذَا وَلِيَهُ غَيْرُ أَهْلِهِ))

''جب دین کے پیشوا لائق لوگ ہوں تو مت روؤ، ہاں اس وقت روؤ جب دین کے پیشوا نااہل لوگ ہوں''۔

(مسند احمد: ج۴۸ص۷۷رقم الحدیث: ۲۲۴۸۲۔ مستدرك حاكم: ج۱۹ص۴۷۵رقم الحدیث: ۸۷۷۱)

کل تک جو پر جوش خطیب اور شعلہ بیان مقرر تھے وہ آج ان فتنوں کے آگے بہتے ہوئے اور اس سے آلودہ ہوتے نظر آرہے ہیں جس کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں اشارہ کیا تھا:

((وأشقى الناس فيها كل خطيب مسقع))

"فتنوں کے زمانے میں لوگوں میں سب سے زیادہ بد نصیب وہ خطیب ہو گا جو بلند آواز سے فصیح و بلیغ خطبہ دے گا"۔

(الفتن لنعیم بن حماد: ج۱ص۱۵۰)

جب یہ لوگ فتنوں کا شکار ہو جائیں تو ان کی حیثیت تو ان جہنم کی طرف بلانے والے داعیوں کی سی ہو جائے گی جن کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((دُعَاةٌ اِلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ اِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا فَقَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا))

"جہنم کے دروازوں کی جانب بلانے والے داعی ہونگے۔ جس نے ان کی اس دعوت کو قبول کر لیا یہ اس کو جہنم میں کرا دینگے۔(حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا) میں نے پوچھا ۔یارسول اللہ آپ ہمیں ان کی نشانی بتا دیجئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ہم ہی میں سے ہونگے اور ہماری زبان میں بات کرتے ہونگے"۔

((عن علی قال کنا جلوسا عند النبی صلی الله علیه وسلم وهو نائم،فذکرنا الدجال ، فاستیقظ محمرا وجهه فقال غیر الدجال أخوف عندی علیکم من الدجال أئمة مضلون))

" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیند فرما رہے تھے۔ ہم نے دجال کا ذکر چھیڑا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ فرمایا دجال کے

علاوہ مجھے دجال سے زیادہ تمہارے بارے میں جس چیز کا خوف ہے وہ گمراہ کرنے والے قائدین ہیں"۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج۸ص ۶۵۳۔ مسند ابی یعلی ج اص ۴۴۹ رقم الحدیث: ۴۴۵)

((أَيُّ شَيْءٍ اَخْوَفُ عَلٰی اُمَّتِكَ مِنَ الدَّجَّالِ؟ قَالَ: الأَئِمَّةَ الْمُضِلِّيْنَ))

"(کسی نے پوچھا) دجال سے بھی زیادہ آپ کو اپنی امت پر کس چیز کا ڈر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گمراہ کرنے والے اماموں کا"۔

(مسند احمد ج:۵ص:۱۴۵)

غور کرنے کا مقام ہے کہ باوجود اس کے کہ احادیث مبارکہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک "دجال اکبر" کو سب سے بڑا فتنہ قرار دیا گیا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بھی زیادہ اپنی امت کے حوالے سے جس چیز کے بارے میں سب سے زیادہ خوف لاحق تھا وہ ایسے" گمراہ کرنے والے اماموں کا فتنہ "جو بظاہر مسلمانوں میں ہوں گے اور ظاہراً اپنے آپ کو بڑا دیندار اور پاکباز ظاہر کریں گے (جیسا کہ بعض احادیث مبارکہ سے ثابت ہے) لیکن عملاً وہ نہ صرف خود ابلیس ،دجال اکبر اور یہودیوں کے ہر اول دستہ کا کردار ادا کریں گے بلکہ عامۃ المسلمین کو بھی" دجال اکبر"،جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

((مسیح الضلالۃ))

(ابن حبان فی صحیحہ الاحسان :ج۸ص۲۸۶۔مصنف ابن ابی شیبۃ کذا فی احوال الموتی وامور الاخرۃ ص۵۴۷)

قرار دیا تھا، اسکا پیروکار بنانے میں بھی اہم کردار ادا کریں گے۔

۳۔ اسلامی بینکاری کے نام پر سودی نظام کے نفاذ کا فتنہ

﴿فَبِظُلۡمٍ مِّنَ الَّذِيۡنَ هَادُوۡا حَرَّمۡنَا عَلَيۡهِمۡ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتۡ لَهُمۡ وَبِصَدِّهِمۡ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ كَثِيۡرًا وَّاَخۡذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدۡ نُهُوۡا عَنۡهُ وَاَكۡلِهِمۡ اَمۡوَالَ النَّاسِ بِالۡبَاطِلِ وَاَعۡتَدۡنَا لِلۡكٰفِرِيۡنَ مِنۡهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا﴾

"تو ان لوگوں کے ظلم کی وجہ سے جو کہ یہودی ہوئے ہم نے حرام کر دی تھی ان پر بعض پاکیزہ چیزیں بھی، اس بناء پر کہ وہ لوگوں کی اکثریت کو اللہ کے راستے سے روکتے تھے اور کھاتے تھے وہ سود حالانکہ اس سے ان کو منع کیا گیا تھا اور لوگوں کے (انفاق کئے ہوئے) مال کو باطل طریقے سے کھاتے تھے۔ اور ان میں سے انکار کرنے والوں کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

(المائدۃ: ٦٠ تا ٦١)

((لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بَنِي اِسْرَائِيلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتَّى اِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ))

"میری امت پر بھی لازماً وہ تمام حالات وارد ہو کر رہیں گے جو بنی اسرائیل پر واقع ہوئے بالکل ایسے ہو بہو جیسے ایک جوتی دوسری جوتی سے مشابہ ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے گا تو میری امت میں سے کوئی شخص کھڑا ہو گا اور ایسا کرے گا۔"

(جامع ترمذی ج٩ص٢٣٥رقم الحدیث٢٥٦٥)

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّ كَثِيۡرًا مِّنَ الۡاَحۡبَارِ وَالرُّهۡبَانِ لَيَاۡكُلُوۡنَ اَمۡوَالَ النَّاسِ بِالۡبَاطِلِ وَيَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَالَّذِيۡنَ يَكۡنِزُوۡنَ الذَّهَبَ وَالۡفِضَّةَ وَلَا يُنۡفِقُوۡنَهَا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ فَبَشِّرۡهُمۡ بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ ۙ يَّوۡمَ يُحۡمٰى عَلَيۡهَا فِىۡ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكۡوٰى بِهَا جِبَاهُهُمۡ وَجُنُوۡبُهُمۡ وَظُهُوۡرُهُمۡ هٰذَا مَا كَنَزۡتُمۡ لِاَنۡفُسِكُمۡ فَذُوۡقُوۡا مَا كُنۡتُمۡ تَكۡنِزُوۡنَ﴾

''اے ایمان والو! بے شک علماء اور درویشوں کی اکثریت لوگوں کے (انفاق کئے ہوئے) مال کو باطل طریقے سے کھاتی ہے اور روکتی ہے لوگوں کو اللہ کے راستے سے۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جو (لوگوں کے انفاق کئے ہوئے) سونا چاندی کو جمع کرتے ہیں اور خرچ نہیں کرتے اس کو اللہ کی راہ میں۔ پس خوشخبری ہے ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب کی۔''

(سورۃالتوبہ:۳۴تا۳۵)

چنانچہ جو کام علمائے یہود نے اللہ کی شریعت کے ساتھ کیا تھا کہ اس کے واضح اور قطعی احکامات — خاص کر لوگوں کے معاشی معاملات میں— کو اپنی حیلہ سازی کے ذریعے اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے بدل دیا کرتے تھے، وہی کام آج علمائے وقت (یعنی علمائے سوء) کر رہے ہیں کہ شریعت کے واضح احکامات کو اپنی تلبیسی چالوں اور ہیرا پھیری کے ذریعے بدل رہے ہیں۔ اسی بات سے خبردار کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

((عن أبي هريرة رضى الله عنه أن النبى صلى الله عليه وسلم قال لاترتكبوا ماارتكب اليهود فتستحلوا محارم الله بأدنى الحيل واسناده ممايصححه الترمذى))

''حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس غلطی کا ارتکاب نہ کرنا جس غلطی کا ارتکاب یہود نے کیا کہ تم معمولی بہانوں سے اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کرنے لگو''۔

(حاشية ابن قيم رحمه الله :ج۹ص۲۴۴)

ابلیس لعین اور یہودی مل کر جس معاشی منصوبہ بندی کے جال میں ''سود'' کے ذریعے پوری دنیا خصوصاً مسلمانوں کو پھنسانے کے لئے گزشتہ کئی صدیوں سے محنت کر رہے تھے تا کہ دجال اکبر کے آنے کی راہ ہموار ہو سکے۔ چنانچہ ''سود کا آغاز بڑا خوشنما اور اختتام بربادی ہے'' لہٰذا پوری دنیا کو معاشی طور پر کنگال اور بدحال کرنے اور لوگوں کو فقر وفاقہ ((كاد الفقر ان يكون كفراً))(شعب

الایمان:ج۵ص۲۶۷)"قریب ہے کہ فقر و فاقہ کفر تک لے جائے"میں مبتلا کرنے کے لئے، یہودیوں نے سود کے سر چشموں یعنی بینک (Bank) کو قائم کیا۔

این بنوک، این فکر چالاک یہود

چنانچہ ان بینکوں کے قیام سے شاید ہی دنیا کا کوئی بھی ایسا فرد نہ ہو جو سود کے اثرات سے آلودہ نہ ہوا ہو، لیکن چونکہ عامۃ المسلمین کی وہ اکثریت جس میں کچھ نہ کچھ دینی حمیت باقی تھی، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بیان کردہ سود کی شناعت و حرمت کی وجہ سے وہ ان بینکوں کے سودی قرضوں اور ابلیسی چالوں میں براہ راست (Directly) مبتلاء نہ ہوئی تھی۔ چنانچہ اس کے لئے ضروری تھا کہ جس طرح ابن ماجہ کی حدیث کے مطابق "قرب قیامت لوگ شراب کو نام بدل کر حلال کرلیں گے"۔ اسی طرح سود کو بھی اسلامی لبادے پہنا کر عامۃ المسلمین کو اس کا شکار کرنے کے لئے بھی ابلیس اور یہود نے بھی علمائے وقت کا سہارا ڈھونڈا، اور ایسا لگتا ہے کہ شاید ان کو اپنے مقصد میں کافی حد تک کامیابی نصیب ہوگئی ہے۔

چنانچہ آج وقت کے ابلیسی و دجالی ورلڈ آرڈر کے زیرِ سایہ اور زیر کفالت Islam+Interest کے ملغوبہ کے ساتھ " نام نہاد اسلامی معیشت"کا قیام عمل میں لاکر ایسا فتنہ کھڑا کیا گیا ہے جو امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثریت کو"دجال کے فتنے"میں جھونک کر ہی دم لے گا اور یہ کام اسلامی معیشت کے نام نہاد اسلامی مفکرین و محققین بخوبی انجام دے رہے ہیں۔ چنانچہ اسلامی بینکاری کے نام پر سودی نظام کے نفاذ کا فتنہ ابلیس کے داخلی محاذ کا ایک اہم فتنہ ہے۔

4۔ دجالی نظام تعلیم کے نفاذ کا فتنہ

ابلیس اور یہودیوں نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر برصغیر اور عالم عرب میں آج سے ڈیڑھ دو سو سال قبل ہی"دجالی نظام تعلیم"کو مغربی علوم کے نام پر اس کے نفاذ کے لئے اپنی کوششوں کا

آغاز کر دیا تھا۔1835ء میں لارڈ میکالے نے حکومت برطانیہ کے طرف سے عامۃ المسلمین کی غیرت و حمیت کو مٹانے اور ان کو اپنا (یعنی دجالی تہذیب کا) ہم نوا بنانے کے لئے پورے ہندوستان میں ایک سروے کیا اور پھر اپنی رپورٹ میں یہ تجویز دی:

"محدود وسائل کے پیش نظر ہمارے لئے یہ ممکن نہیں کہ برصغیر کے عوام کو اپنی مغربی تعلیم (یا صحیح تر الفاظ میں مغربی تہذیب) سے آراستہ کر سکیں۔فی الحال ہمیں اپنی توجہ ایک ایسے طبقے کی تیاری پر لگانی چاہیے جو ہماری حکومت اور لاکھوں عوام کے درمیان ہمارے "ترجمان" کا کردار ادا کرے۔یہ طبقہ ایسے افراد پر مشتمل ہو جو رنگ و خون میں تو ہندوستانی ہو مگر اطوار، خیالات، اخلاق اور افکار میں مکمل طور پر انگریز ہوں۔ہم اس طبقے کو یہ کام سپرد کر دیں گے کہ وہ اپنے ملک کی زبانوں میں تبدیلی پیدا کرے، علاقائی زبانوں کو مغربی طرز حیات سے مستعار لی گئی سائنسی اصطلاحات سے مزین کرے اور پھر باقی عوام کو "ڈگریوں" کے ذریعے یہ "علم" منتقل کرنے کی خدمت انجام دے"۔

ابلیس اور یہود نے سیکولر اور ملحدانہ افکار پر مشتمل مغربی نظام تعلیم کے نفاذ کا جو محاذ کھولا تھا، آج چہار اطراف نگاہ اٹھا کر دیکھئے! وہ اس محاذ پر بھی کامیابی کے شادیانے بجا رہے ہیں۔آج کے مسلمان بچے جب مغربی علوم کی درسگاہوں سے نکلتے ہیں تو ان کی سوچ، فکر، اخلاق، کردار اور اچھے اور برے کی پہچان کی بنیاد اس علم پر نہیں ہوتی جو اللہ نے ان کے لئے نازل کیا تھا بلکہ وہ مکمل طور پر مغربی افکار و نظریات کے حامل غلامانہ ذہنیت لے کر نکلتے ہیں۔چنانچہ آج اس غلامانہ ذہنیت نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر کیا فسادِ عظیم برپا کیا ہے انشاءاللہ آگے کے عنوانات میں اس کا تفصیل سے ذکر آئے گا۔

5۔نفسانی خواہشات کے دلدادہ دانشوروں کا فتنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ سَنَوَاتٌ خَدَّاعَاتُ يُصَدَّقُ فِيهَا الْكَاذِبُ وَيُكَذَّبُ فِيهَا الصَّادِقُ وَيُؤْتَمَنُ فِيهَا الْخَائِنُ وَيُخَوَّنُ فِيهَا الْأَمِينُ وَيَنْطِقُ فِيهَا الرُّوَيْبِضَةُ قِيلَ وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ قَالَ الرَّجُلُ التَّافِهُ فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ))

"لوگوں پر ایسے دھوکے باز سال آئیں گے جس میں جھوٹے شخص کی تصدیق کی جائے گی اور سچے شخص کی تکذیب کی جائے گی، امین کو خائن اور خائن کو امین قرار دیا جائے گا اور رویبضہ گفتگو کریں گے۔ پوچھا گیا کہ رویبضہ کون ہیں؟ فرمایا کہ بیوقوف جو مسلمانوں کے معاملات میں گفتگو کریں گے"۔

(سنن ابن ماجۃ ج۱۲ص۴۴رقم الحدیث۴۰۲۶)

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَمَامَ الدَّجَّالِ سِنِينَ خَدَّاعَةً يُكَذَّبُ فِيهَا الصَّادِقُ وَيُصَدَّقُ فِيهَا الْكَاذِبُ وَيُخَوَّنُ فِيهَا الْأَمِينُ وَيُؤْتَمَنُ فِيهَا الْخَائِنُ وَيَتَكَلَّمُ فِيهَا الرُّوَيْبِضَةُ قِيلَ وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ قَالَ الْفُوَيْسِقُ يَتَكَلَّمُ فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ))

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال سے پہلے کچھ دھوکے اور فریب کے سال ہوں گے، جن میں جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا، امین کو خائن اور خائن کو امین قرار دیا جائے گا اور اس میں "رویبضہ" کلام کرے گا۔ پوچھا گیا کہ رویبضہ کیا چیز ہے؟ فرمایا: فاسق و فاجر آدمی مسلمانوں کے عام معاملات میں گفتگو کرے گا"۔

(مسند احمد: ج۲۶ص۱۲۸، ۲۰۳۶۸)

عصری علوم سے آراستہ وہ مفکر اور دانشوران جن کی نظر میں کامیابی اور ترقی کا دارومدار مغربی تہذیب و اقدار کی پیروی میں ہے اور وہ مغربی تہذیب و اقدار کو اپنے لئے فقید المثال نمونہ قرار دیتے ہیں۔ اس سوچ میں دراصل وہ نفسانی خواہشات کی پیروی شامل ہے (جس کا اشارہ ابتداً حدیث میں

آیا) جس میں ان کے نزدیک مذہبی حدود و قیود اور اسلاف کے طریقے سے آزاد ہو کر اپنے لئے ایک ایسا طریقہ اور نظام زندگی وضع کرنا ہے، جس میں شراب کی حرمت، شرعی پردہ کی پابندی، سود کی شناعت، نکاح کا بندھن، محرم رشتوں کا تقدس وغیرہ جیسے دقیانوسی اور فرسودہ نظریات کی گنجائش نہ ہو تاکہ ہم اس میں اپنی نفسانی و شہوانی لذات کا حصول پوری آزادی اور کھلے ماحول میں کرسکیں۔

خلافت کی شکست وریخت کے آخری مراحل اور اس کے مکمل انہدام کے بعد اس گروہ کو اپنے مذکورہ مقصد کے لئے اُس مغربی تہذیب و اقدار میں جائے پناہ نظر آئی جس کو ابلیس اور یہودیوں نے بڑی ہی محنت شاقہ سے گزشتہ ڈھائی تین صدیوں میں اپنے "دو عظیم مقاصد" کے حصول کے لئے ڈھالا تھا۔ چنانچہ جب ان خواہشاتِ نفسانی کے پیروکاروں نے اس تہذیب و اقدار میں پناہ لی تو لا محالہ انہیں بھی ابلیس اور یہود کے اس تحالف و اتحاد میں علمی و لاعلمی، طوعاً و کرہاً ہر صورت جڑنا پڑا جس میں وہ صدہا صدیوں سے جڑے ہوئے ہیں۔

اس اتحاد میں جڑنے کا نتیجہ یہ ہے کہ آج صدی ڈیڑھ صدی کے بعد ایک ایسی (Elite Class) نسل تیار ہو گئی ہے جو ایک طرف شراب پینے، زنا کرنے، موسیقی سننے، ناچ گانے کی محافل منعقد کرانے کی دلدادہ، نکاح کا بندھن اس کے لئے ایک قید، شرعی پردہ کے احکامات اس کے لئے بوجھ، سود اس کے لئے اکلِ حلال، گزرے ہوئے نیک اور صالح مسلمانوں پر لعن طعن اس کا بہترین مشغلہ، تو دوسری طرف اللہ اور اس کے رسول سے سچی محبت کرنے والوں کے لئے دل نفرت اور بغض سے بھرے ہوئے ہیں۔

آج اس فتنہ کا سب سے بڑا مظہر مسلم امہ کے اخبارات سے تعلق رکھنے والے لکھاری، صحافی، کالم نگار (سوائے چند ایک کے) اور خاص کر TV Talk Shows سے منسلک اینکروں اور تجزیہ کاروں وہ طبقہ، جن کا ذاتی اخلاقی کردار یہاں ذکر کرنے کے لائق بھی نہیں، ان کی پوری کوشش و سعی کا محور ابلیس کے ایجنڈے کے مطابق حدود اللہ کا مذاق اڑانے، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تضحیک کرنے، سود اور شراب کی حرمت پر انگلیاں اٹھانے، نکاح کے بغیر کسی بھی جنسی تعلق کو بے ضرر سمجھنے، ہم

جنس پرستی کے قائل ،رجم کو وحشیانہ فعل قرار دینے،ہر خیر و بھلائی اور شر کے من جانب اللہ ہونے(یعنی تقدیر)کے انکاری ،دجال کے خروج ،امام مہدی کے ظہور اور نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے نزول کے بارے میں اپنی مجتہدانہ رائے کے ذریعہ لوگوں کے عقائد کو متزلزل کرنے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے ہر جہاد کرنے والے امین کو خائن اور ابلیسی تحالف میں بندھے ہر اُس خائن شخص یا گروہ کو امین ظاہر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو اس ابلیس کے لشکر کے ہر اول دستے کا کردار ادا کر رہے ہیں۔شاید ان ہی بد اخلاق اور بد کردار لوگوں کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

((وَإِنَّهُ سَيَكُونُ مِنْ بَعْدِكُمْ قَوْمٌ يُكَذِّبُونَ بِالرَّجْمِ وَبِالدَّجَّالِ وَبِالشَّفَاعَةِ وَبِعَذَابِ الْقَبْرِ وَبِقَوْمٍ يُخْرَجُونَ مِنَ النَّارِ بَعْدَمَا امْتَحَشُوا))

”عنقریب تمہارے بعد ایک قوم آئے گی جو رجم،دجال،شفاعت،عذاب قبر اور جہنم سے ایک جماعت کے نکلنے کو،جن کے چہرے جھلس چکے ہوں گے،جھٹلائیں گے“۔

(مسند احمد:ج١ص١٥٥رقم الحدیث١٥١)

((يا ابن مسعود ، ان من أعلام الساعة وأشراطها أن تظهر المعازف والكبر ، وشرب الخمور يا ابن مسعود ، ان من أعلام الساعة وأشراطها أن يكثر أولاد الزنا))

”حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:اے ابن مسعود!قیامت کی کچھ علامات اور نشانیاں ہیں .ایک علامت یہ ہے کہ گانا بجانا عام ہو جائے گا اور شراب عام ہو جائے گی اور اے ابن مسعود!قیامت کی ایک علامت یہ ہے کہ پولیس کی کثرت ہو گی طعن و تشنیع کرنے والے اور عیب جو بڑھ جائیں گے۔اے ابن مسعود!قیامت کی ایک علامت یہ ہے کہ زنا کی اولاد کی کثرت ہو جائے گی“۔

﴿المعجم الاوسط للطبرانی ج۱۱ص۸۲، رقم الحدیث۵۰۱۸ ،کنز العمال ج۱۴ص۲۲۵، رقم الحدیث۳۸۴۹۵)

((عن حذیفة بن الیمان رضی اللہ عنه قال قال رسول الله صلی اللہ علیه وسلم من اقتراب الساعة اثنتان وسبعون خصلة.واتخذ القینات والمعازف، وشربت الخمور فی الطرق .ولعن آخر هذه الأمة أولها ، فلیرتقبوا عند ذلك ریحاً حمراء وخسفاً ومسخاً وقذفاً وآیات))

”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:بہتر چیزیں قیامت کی علامت ہیں(ان میں سے چند یہ ہیں)۔گانے والی عورتیں داشتائیں رکھی جائیں گی،آلاتِ موسیقی رکھے جائیں گے،سرِراہ شرابیں اڑائی جائیں گی........اور امت کا پچھلا حصہ پہلے لوگوں پر لعن طعن کرے گا(اور جب یہ ہو جائے)تو انتظار کرو سرخ آندھیوں کا شکلیں بگڑنے (یعنی بندر اور خنزیر بننے)کا اور آسمان سے پتھروں کی بارش کا“۔

(الدرالمنثور:ج۹ص۱۷٦)

((یکون فی آخر هذه الامة خسف ومسخ وقذف ، قیل یا رسول الله أنهلك وفینا الصالحون؟ قال نعم ! اذا کثر الخبث))

”اس امت میں آخری لوگوں میں زمین میں دھنسنے ،شکلیں بگڑنے اور آسمانوں سے پتھر برسنے کے واقعات ہوں گے۔(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہانے)پوچھا کہ یارسول اللہ!کیا ہم میں نیک لوگوں کے ہوتے ہوئے ہلاک ہوجائیں گے؟آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں!جب خباثت(فسق وفجور)غالب آجائے گی تو لوگ ہلاک ہوں گے“۔

(کنز العمال ج۱۴ص۲۷۷رقم الحدیث۳۸۷۱۷۔مسند ابی یعلی رقم الحدیث ۴۵۵۳)

((أُولَئِكَ زَنَادِقَةُ هَذِهِ الأُمَّةِ فِي زَمَانِهِمْ يَكُونُ ظُلْمُ السُّلْطَانِ، فَيَنَالُهُمْ مِنْ ظُلْمٍ وَحَيْفٍ وَأَثَرَةٍ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ طَاعُونًا فَيُفْنِي عَامَّتَهُمْ، ثُمَّ يَكُونُ الْخَسْفُ فَمَا أَقَلَّ مَا يَنْجُو مِنْهُمْ، الْمُؤْمِنُ يَوْمَئِذٍ قَلِيلٌ فَرَحُهُ، شَدِيدٌ غَمُّهُ، ثُمَّ يَكُونُ الْمَسْخُ فَيَمْسَخُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَامَّةَ أُولَئِكَ قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ، ثُمَّ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ عَلَى أَثَرِ ذَلِكَ قَرِيبًا، ثُمَّ بَكَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَكَيْنَا أَنَّ فِيهِمُ الْمُتَعَبِّدَ، وَمِنْهُمُ الْمُجْتَهِدَ))

"(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "تقدیر کا انکار کرنے والوں" کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا کہ) وہ اس امت کے زندیق ہیں اور ان کے زمانے میں ظلم و ستم کی حکمرانی اور حسرت و ندامت کا دور دورہ ہو گا پھر اللہ تعالیٰ ان پر طاعون کو مسلط کر دیں گے جس سے ان کی اکثریت ہلاک ہو جائے گی پھر ان کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا اور بہت کم لوگ بچ سکیں گے۔ اس وقت مومن کے لئے خوشیاں کم اور غم زیادہ ہوں گے، پھر چہروں کو مسخ کر کے اکثر لوگوں کے چہرے بندر اور خنزیر کی طرح کر دیئے جائیں گے پھر اس کے قریبی زمانے میں ہی "دجال کا خروج" ہو گا۔ یہ کہہ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روتا دیکھ کر ہم بھی رونے لگے، پھر ہم نے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا کہ ان بدبخت لوگوں پر مجھے رحم آرہا ہے کیونکہ ان میں بعض میانہ رو ہوں گے اور بعض اپنی رائے پر عمل پیرا ہوں گے"۔

(الطبرانی فی الکبیر رقم الحدیث: ۲۱۵۱۔ کنز العمال رقم الحدیث: ۱۵۹۶)

چنانچہ مغرب سے مرعوب نفسانی خواہشات کے دلدادہ دانشوروں اور مفکروں کا بھی فتنہ ابلیس کے داخلی محاذ کا ایک بڑا فتنہ ہے۔

6۔ مادر پدر آزاد دجالی میڈیا کا قیام

﴿فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ﴾

''تو جب (فرعون کے) جادوگروں نے اپنا فن پیش کیا تو لوگوں کی ''آنکھوں'' پر جادو کر دیا اور ان پر دہشت طاری کر دی اور وہ لے کر آئے بہت بڑا جادو''۔

(الاعراف:۱۱۶)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے درمیان جو خیر و شر کی کشمکش جاری تھی اس کا ذکر قرآن میں سب سے زیادہ آیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر دور میں یہی کشمکش جاری رہتی ہے۔ شیطان کی چالیں وہی رہتی ہیں، صرف چہرے اور آلات بدل جاتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں فرعون نے عوام کو اپنا محکوم اور اپنے سے مرعوب رکھنے کے لئے جادگر رکھے ہوئے تھے جو لوگوں کو نظروں کا دھوکہ دے کر ایک طرف لوگوں کو تفریح کا سامان کرتے تھے اور دوسری طرف فرعون کی طاقت سے بھی مرعوب رکھتے تھے۔

۱۸۹۷ء میں سوئٹزرلینڈ کے شہر ''باسل'' میں تین سو یہودی دانشوروں، مفکروں، فلسفیوں نے تھیوڈور ہرٹزل کی قیادت میں جمع ہو کر پوری دنیا پر دجال کی حکمرانی کا منصوبہ تیار کیا تھا۔ یہ منصوبہ انیس پروٹوکولز کی صورت میں پوری دنیا کے سامنے عرصہ ہوا آچکا ہے۔ اس میں جہاں اور چیزوں کے قبضے میں لینے پر زور دیا گیا تھا، وہیں میڈیا کے بارے میں یہ طے ہوا تھا:

''ہم میڈیا کے سرکش گھوڑے پر سوار ہو کر اس کی باگ کو اپنے قبضے میں رکھیں گے۔ ہم اپنے دشمنوں کے قبضے میں کوئی ایسا مؤثر اور طاقتور اخبار نہیں رہنے دیں گے کہ وہ اپنی رائے کو مؤثر ڈھنگ سے ظاہر کر سکیں، اور نہ ہم ان کو اس قابل چھوڑ دیں گے کہ ہماری نگاہوں سے گزرے بغیر کوئی خبر لوگوں تک پہنچ سکے۔ ہم ایسا قانون بنائیں گے کہ کسی ناشر اور پریس والے کے لئے یہ ناممکن ہو گا کہ وہ پیشگی اجازت لئے بغیر کوئی چیز چھاپ سکے .... ہمارے قبضے میں ایسے اخبارات و رسائل ہوں گے جو مختلف گروہوں اور جماعتوں کی تائید و حمایت حاصل کریں گے۔ خواہ یہ جماعتیں جمہوریت کی داعی ہوں یا انقلاب کی حامی۔

حتیٰ کہ ہم ایسے اخبارات کی بھی سرپرستی کریں گے جو انتشار و بے راہ روی، جنسی و اخلاق انار کی، استبدادی حکومتوں اور مطلق العنان حکمرانوں کی مدافعت اور حمایت کریں گے........ہم ایسے اسلوب سے خبروں کو پیش کریں گے کہ قومیں اور حکومتیں ان کو قبول کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ ہم یہودی، ایسے دانشوروں، ایڈیٹروں اور نامہ نگاروں کی حوصلہ افزائی کریں گے جو بدکردار ہوں اور خطرناک مجرمانہ ریکارڈ رکھتے ہوں گے........ہم ذرائع ابلاغ کو خبر رساں ایجنسیوں کے ذریعے کنٹرول کریں گے۔ ہم دنیا کو جس رنگ کی تصویر دکھانا چاہیں گے وہ پوری دنیا کو دیکھنا ہو گی"۔

(بحوالہ امام مہدی کے دوست اور دشمن از مولانا عاصم عمر)

حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو ابلیس اور یہودی قوم اپنے اس مقصد میں پوری طرح کامیاب ہو چکے ہیں اور انہوں نے پوری دنیا کے انسانوں کے عقل اور ذہن کو پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ ماؤف کر کے ان کو اُس "سحر" (جادو) میں جکڑ لیا ہے جو حق و باطل میں تمیز کرنے کے اس بنیادی عنصر کو ہی انسان کے اندر سے ختم کر دیتا ہے جو کہ اللہ رب العالمین نے ہر انسان کی "فطرت" میں رکھا ہے۔اس سے پہلے کہ ہم اس فتنے کے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیانک اثرات کا جائزہ لیں، یہ بات واضح ہے کہ معاشرے میں لوگ عموماً دو قسم کے ہوتے ہیں:

اوّل........وہ لوگ جن کے شب و روز عیش و مستی میں ہی گزرتے ہیں اور ان کی زندگی بغیر کسی اصول و اخلاق کے غفلت اور لاپرواہی میں ہی گزرتی ہے۔

دوم........دوسرے وہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو پہلے گروہ کی برعکس اپنے ذہن ہی کے اخذ کردہ سہی مگر کسی اصول و اخلاق کے مطابق زندگی گزارتے ہیں اور صحیح و غلط میں تمیز کرنے کے اس کے اپنے کچھ نہ کچھ معیارات ہوتے ہیں۔

چنانچہ ابلیسی تحالف نے ان دونوں طبقوں کو اپنے "سحر" میں جکڑنے کے لئے اس محاذ پر دو ناموں سے ذیلی محاذ کھولیں ہیں:

(۱) تفریح کے نام پر" الشھوات "(Entertainment)

(۲) خبروں کے نام پر" الشبہات "(News)

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یخرب العلم الشھوات والشبہات''
"دو چیزیں علم کو برباد کر دیتی ہیں، ایک شہوات اور دوسری شبہات"۔
(الفوائد)

(۱) تفریح کے نام پر" الشھوات "(Entertainment)

انسانی معاشرہ جن بنیادوں پر قائم رہتا ہے اس میں "حیاء وعفت" ایک بنیادی رکن ہے اور جس قوم کے اندر سے یہ صفت اٹھ جاتی ہے وہ اپنی موت آپ مر جاتی ہے اور اس کے افراد بکریوں کے اس اندھے ریوڑ کی مانند ہو جاتے ہیں جس کو جو جہاں چاہے ہکا کر لے جائے۔ چنانچہ پرنٹ میڈیا اور خاص کر الیکٹرانک میڈیا پر "تفریح" کے نام پر یہودیوں نے ٹیلی ویژن، ریڈیو، انٹرنیٹ اور موبائلز پر حیاء سوز اور اخلاق باختہ مواد پر مشتمل جو تباہی و بربادی کا سامان مہیا کیا گیا ہے، اس نے پورے انسانی معاشرے کی بنیادیں ہلا کر رکھ دی ہیں۔ ہالی وڈ (Holy Wood)، لولی وڈ، بولی وڈ دراصل یہود کی وہ جادو کی "چھڑیاں" (Wood) ہیں جن کے ذریعے سے نہ صرف بے حیائی اور فحاشی کا نہ رکنے والا طوفان برپا کیا گیا۔ اسی طرح اگر کوئی کھلی آنکھ رکھتا ہے تو وہ ذرا ان میں بننے والی فلمیں، اشتہارات کا غور سے مشاہدہ کرے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ دجال اکبر اور اس کے لشکر کی صفات کو غور سے پڑھے تو اس پر یہ بات کھل جائے گی کہ کس طرح ابلیسی و دجالی نظریات کو لوگوں کے عقائد کا حصہ بنایا جا رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لِكُلِّ دِينٍ خُلُقٌ وَخُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ))

"ہر دین کا ایک اخلاق ہوتا ہے اور اسلام کا اخلاق حیاء ہے"۔

(موطا امام مالك:ج۵ص۳۸۸رقم الحديث:۱۴۰۶)

چنانچہ مغربی معاشرے سے جہاں پہلے ہی "حیاء و عفت" کا جنازہ نکل چکا ہے اب امت محمد یہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر سے بھی اس کی باقی ماندہ حیاء و عفت کے آثار مٹتے نظر آرہے ہیں۔ ظاہر سی بات ہے جب حیاء اٹھ جائے تو ایمان بھی اٹھ جاتا ہے۔

((الحياء والايمان قرناجميعافاذا رفع أحدهما رفع الآخر))

"حیاء اور ایمان ساتھ ساتھ ہیں، ان میں سے اگر ایک بھی اٹھ جائے تو دوسرا خود بخود اٹھ جاتا ہے"۔

(المستدرك على الصحيحين:ج۱ص۶۲رقم الحديث:۵۷۔ كنز العمال۵۷۵۶)

اور جب یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو معاشرے سے ہر خیر رخصت ہو جاتی ہے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ))

"جب تم میں حیاء نہ رہے تو جو چاہو کرو"۔

(صحيح البخاري:ج۱۱ص۳۰۲رقم الحديث:۳۲۲۴)

سید قطب شہید رحمہ اللہ کے الفاظ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں:

"آج انسانیت ایک بڑے قحبہ خانے میں زندگی بسر کر رہی ہے۔ آج کی صحافت، فلموں، فیشن ہاؤسوں، حسن کے مقابلوں، رقص گاہوں، شراب خانوں اور ریڈیو کو دیکھو۔ عریاں جسم کے لئے مجنونانہ بھوک، خواہشات کو بھڑکانے والے لباس و اطوار اور ادب، فن اور ذرائع ابلاغ میں مریضانہ خیالات و اشارات کو دیکھو......... پھر اس اخلاقی پستی اور سماجی انار کی

کو دیکھو جو ہر شخص، ہر خاندان، ہر نظام اور ہر انسانی جمعیت کے لئے تباہی و بربادی کا باعث ہے۔ ان سب چیزوں کو دیکھنے کے بعد بہ آسانی یہ فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ اس جاہلیت کے زیر سایہ انسانیت ایک خطرناک انجام کی طرف بڑھ رہی ہے۔ نوع انسانی اپنی انسانیت کو کھا رہی ہے اور اس کی آدمیت تحلیل ہو کر فناء ہو رہی ہے۔ وہ حیوانیت اور حیوانیت کو بھڑکانے والی چیزوں کی طرف بری طرح لپک رہی ہے تاکہ ان کی پست دنیا میں شامل ہو جائے۔ نہیں، نہیں! حیوانات ان سے زیادہ نظیف، زیادہ شریف اور زیادہ پاکیزہ ہوتے ہیں، وہ ایک منظم "فطرت" کے تحت زندگی گزراتے ہیں۔ اُن کی یہ "فطرت" نہ متغیر ہوتی ہے اور نہ اس میں سڑاند پیدا ہوتی ہے جیسی سڑاند انسانی خواہشات میں پیدا ہوتی ہے جبکہ انسان خدائی عقیدے کی رسی اور عقیدے کے نظام سے کٹ کر الگ ہو جائے اور اس جاہلیت کی طرف واپس چلا جائے جس سے اللہ نے اس کو نجات بخشی تھی"۔

(بحوالہ تفسیر فی ظلال القرآن)

شاید ایسے لوگوں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سیکون نشوا من امتی یولدن فی النعم ویغذون به همتهم الوان الطعام والوان الثیاب یتشد قون بالقول اولئك شرار امتی))

"میری امت میں کچھ لوگ ہوں گے جو نعمتوں میں پروان چڑھیں گے اور وہ کھاتے پیتے رہیں گے، ان کا مقصد زندگی میں رنگارنگ کھانے اور طرح طرح کے لباس پہننا ہو گا۔ وہ سنوار سنوار کر باتیں کریں گے۔ وہ میری امت کے شریر ترین لوگ ہوں گے"۔

(کتاب الزهد لابن أبي عاصم: ج۱ص۳۹۴۔ مجمع الزوائد ج۱۰ص۲۵۰)

(۲) خبروں کے نام پر "الشبہات" پیدا کرنا (News)

نیوز چینل کے نام پر جو ابلیسی جال پوری دنیا میں یہودیوں نے بچھایا ہے اس نے اچھے خاصے ذہین اور فہیم انسانوں کو مخبوط الحواس بنادیا ہے۔ آج صحیح و غلط اور حق و باطل میں فرق کرنے کا معیار یہ نیوز چینل اور ان پر نشر کئے جانے والے Talk Shows بن گئے ہیں۔ جس کو یہ حق کہیں وہ کائنات کا سب سے بڑا حق ٹھہرتا ہے اور جس کو باطل کہیں اس سے بڑھ کر کوئی باطل نہیں ہوتا، جس کو یہ انسانیت (یعنی یہود) کا دشمن قرار دیکر دہشت گرد قرار دیں وہ اس سے بڑا کوئی دہشت گرد نہیں ہوتا، جس کو یہ فساد فی الارض کا موجب قرار دیں وہ سب سے بڑا فسادی ٹھہرتا ہے اور جس کو یہ اصلاح قرار دیں وہ کرنے والا سب سے بڑا مصلح ٹھہرتا ہے۔ پھر وہی ہوتا ہے جیسا کہ انبیا کرام کے ساتھ ہوا جب وہ فساد کو ختم کرنے اور زمین پر ''اصلاح'' کو قائم کرنے آتے تھے مگر وقت کے سردار اور ان کے جادوگر ان کو فسادی قرار دیتے تھے، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوا تھا کہ فرعون جس نے ﴿انا ربکم الاعلیٰ﴾ (النازعات) ''میں سب سے بڑا رب ہوں''۔ کا دعویٰ کر رکھا تھا وہ اصلاح کرنے والا ٹھہرا اور موسیٰ علیہ السلام معاذ اللہ سب سے بڑے فسادی اور اس بنیاد پر قابل گردن زنی ٹھہرے۔

﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ﴾

''اور فرعون نے کہا کہ مجھے چھوڑو کہ میں موسیٰ (علیہ السلام) کو قتل کرڈالوں اور اسے چاہیے کہ اپنے رب کو مدد کے لئے پکارے۔ مجھے تو ڈر ہے کہ یہ کہیں تمہارے نظام زندگی کو بدل ڈالے یا زمین پر کوئی فساد برپا کردے''۔

(المؤمن:٢٦)

خود ان فساد کرنے والوں کا یہ دعویٰ ہوتا ہے کہ:

﴿قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ﴾

''فرعون نے کہا کہ میں تو تمہیں وہی راہ بتلا رہا ہوں جو خود دیکھ رہا ہوں اور میں تو تمہیں بھلائی کے راستہ ہی بتلا رہا ہوں''۔

(المؤمن:۲۹)

اس کے علاوہ ان نیوز چینل پر چلنے والے Talk Shows اور ان پر ہونے والے تجزیوں اور مکالموں، چاہے وہ دینی معاملات میں ہی کیوں نہ ہوں، کے ذریعے کیا جانے والا سحر سر چڑھ کر بول رہا ہے جس کے اثرات سے دیندار اور بے دین کوئی محفوظ نہیں۔ تباہی پر بربادی یہ کہ علمائے وقت کا جو بظاہر ایک دوسرے کے مخالف ہی کیوں نہ ہوں، ان نیوز چینل پر آکر ابلیس، دجال اکبر اور یہود کے لئے جو انہوں نے سب سے بڑی خدمت انجام دی ہے اس کے نتائج امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بڑے بھیانک طور پر سامنے آرہے ہیں۔ عامۃ المسلمین ان پر نشر ہونے والے بے ہنگم تجزیوں اور نامکمل مکالموں کو ''دیکھ'' کر ان کے اندر دینی معاملات میں ''شک اور شبہ'' کی وہ بیماری پیدا ہو رہی ہے جس کی بنیاد پر وہ حق اور باطل کے اپنے طور پر فیصلے کرکے گمراہی کے وہ دروازے کھول رہے ہیں جو ان کو بالآخر فتنۂ دجال کا شکار کر دے گا۔ اب ذرا درجِ ذیل احادیث کے ایک ایک لفظ کو غور سے پڑھیے:

((عن حذیفه رضی الله عنه قال ان اخوف ما اتخوف علیکم أن تؤثروا ماترون علیٰ تعلمون وأن تضلوا وانتم لاتشعرون))

''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارے بارے میں، میں جس چیز کا خوف سب سے زیادہ محسوس کرتا ہوں وہ یہ کہ تم اپنے علم کے مقابلے میں اس بات کو ترجیح دو گے جس کو تم ''دیکھ'' رہے ہو گے اور تم گمراہ ہو جاؤ گے اور تمہیں پتا بھی نہیں چلے گا''۔

(مصنف ابن ابی شیبه جلد:۷ص:۵۰۳)

دجال بھی یہی کرے گا کہ لوگوں کی آنکھوں پر پردہ ڈال دے گا:

((ثم یدعو برجل فیما یرون فیامر به فیقتل، ثم یقطع اعضائه کل عضو علی حدة، فیفرق بینها حتی یراه الناس، ثم یجمع بینها ،ثم یضربه بعصاه فاذا هو قائم، فیقول: انا الله احیی و امیت، وذلك سحر یسحر به اعین الناس))

''پھر (وہ دجال) لوگوں کے ''دیکھتے ہی دیکھتے'' ایک شخص کو بلا کر اس کو قتل کرنے کا حکم دے گا، پھر اس کا ایک ایک عضو کاٹ کر علیحدہ کر دے گا یہاں تک کہ لوگ بھی اس کو ''دیکھ'' لیں گے، پھر اس کو جمع کر کے اس پر اپنی لاٹھی مارے گا تو وہ اچانک کھڑا ہو جائے گا پھر دجال کہے گا کہ میں ہی خدا ہوں، موت و زندگی دیتا ہوں، یہ ایک ''جادو'' ہو گا جو لوگوں کی ''آنکھوں'' پر چھا جائے گا''۔

(الطبرانی کذفی النہایۃ: ص۱۴۹)

﴿باب پنجم﴾
نجات کے قرینے

احادیث مبارکہ سے اب یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ دجال اکبر کے ظہور کے وقت جس فتنے کا ظہور ہونا ہے اس سے ماقبل بھی اس کے مشابہ فتنے ظاہر ہوں گے، توجو ان کے تھپیڑوں سے بچ گیا وہ ان شاء اللہ اس بڑے فتنے کے ظہور کے وقت بھی اللہ کی رحمت سے محفوظ و مامون رہے گا۔اس کے برخلاف جو ان فتنوں کی موجوں میں بہہ گیا تو وہ اس بڑے فتنے کے ظہور کے وقت دوڑتے ہوئے اس کی طرف چلا جائے گا۔لہٰذا ضروری ہے کہ ان خطوط کو قرآن کریم و سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے واضح ہونے چاہیے جو دجال اکبر کے ظہوراور اس سے ماقبل کے فتنوں سے بچنے کا ذریعہ بنیں۔اس حوالے سے چند اہم امور درج ذیل ہیں جو انشاء اللہ اس میں معاون ثابت ہوں گے:

1۔ فتنوں کے بارے میں علم حاصل کرنا:

((حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُولُ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنْ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي))

"حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے بارے میں سوال کیا کرتے اور میں شر کے بارے میں سوال پوچھتا، اس خوف سے کہ کہیں یہ شر مجھے نہ آ پکڑے"۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۳۳۸۔صحیح مسلم رقم الحدیث: ۳۴۳۴)

((بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا أَوْ يُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنْ الدُّنْيَا))

”نیک اعمال میں سبقت کرو کیونکہ ایسے فتنے ہوں گے جیسے تاریک رات کے ٹکڑوں کی مانند کہ آدمی صبح کو مومن ہو گا اور شام کو کافر، شام کو مومن ہو گا اور صبح کو کافر۔ آدمی اپنے دین کو دنیا کے تھوڑے سے نفع کے خاطر بیچ دے گا“۔

(صحیح مسلم: ج۱ص۱۱۰۔ صحیح ابن حبان: ج۱۰ص۹۶)

جو اپنے ایمان کی سلامتی چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ ان فتنوں کے بارے میں آگاہی حاصل کرے کہیں ایسا نہ ہو کہ ان فتنوں میں آدمی اپنا ایمان بھی گنوا دے اور اس کو خبر بھی نہ ہو۔ فتنوں سے آگاہی کا سب سے بڑا ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ فرمودات ہیں جن کو کھول کر بیان کرنے اور حرز جاں بنانے کی آج ہر مسلمان کو ضرورت ہے کیونکہ مساجد کے منبر و محراب تو ان فتنوں کے بارے میں خاموش ہیں، خاص کر دجال اکبر کے فتنے کے بارے میں (سوائے اس کے، جس کو اللہ توفیق دے)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَخْرُجُ الدَّجَّالُ حَتَّى يَذْهَلَ النَّاسُ عَنْ ذِكْرِهِ وَحَتَّى تَتْرُكَ الأَئِمَّةُ ذِكْرَهُ عَلَى الْمَنَابِرِ))

”دجال کا خروج نہ ہو گا یہاں تک کہ لوگ اس کا ذکر بھول جائیں گے (یعنی اس سے بے خوف ہو جائیں گے) اور مساجد کے آئمہ منبروں پر اس کا تذکرہ چھوڑ دیں گے“۔

(مسند احمد: ج۳۴ص۳ رقم الحدیث: ۱۶۰۳۷)

لہٰذا ان فتنوں سے سے بچنے کے لئے ان فتنوں سے آگاہی حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ:

”حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرمایا: یہ فتنے ایسے لمبے ہو جائے گے جیسے گائے کی زبان لمبی ہو جاتی ہے۔ ان فتنوں میں اکثر لوگ تباہ ہو جائیں گے البتہ وہ لوگ بچ جائیں گے جو پہلے سے ان فتنوں کو پہچانتے ہوں گے“۔

(احادیث حذیفہ فی الفتن: ج۱ص۹۴)

((ثَلَاثٌ إِذَا خَرَجْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَالدَّجَّالُ وَدَابَّةُ الأَرْضِ))

"تین چیزیں ایسی ہیں کہ جب وہ ظاہر ہو جائیں گی تو کسی ایمان لانے والے کا ایمان فائدہ نہ دے گا یا کسی ایماندار نے نیک اعمال شروع کئے تو وہ کچھ فائدہ نہ دیں گے۔ وہ تین چیزیں ہیں(۱)سورج کا مغرب سے طلوع ہونا(۲)دجال اور(۳)دابۃ الارض۔"

(صحیح مسلم: رقم الحدیث۲۲۷۔ مسند احمد رقم الحدیث:۹۳۷۶)

2۔ دین اللہ کی معرفت حاصل کرنا

((قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ النَّاسَ دَخَلُوا فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا وَسَيَخْرُجُونَ مِنْهُ أَفْوَاجًا))

"(حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ فوج در فوج دین اللہ میں داخل ہوئے تھے اور عنقریب فوج در فوج اس سے نکل جائیں گے"۔

(مسند احمد: ج۲۹ص۲۱۸ رقم الحدیث:۱۴۱۶۹)

جس طرح انسان کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو جاتا ہے اسی طرح کچھ افعال و اقوال ایسے ہوتے ہیں جن کے ارتکاب سے انسان لاشعوری طور پر اسلام کی سرحدوں کو توڑ کر اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ جس طرح وضو کے کچھ نواقض ہوتے ہیں جن سے وضو باقی نہیں رہتا بالکل اسی طرح کچھ نواقض اسلام کے بھی ہیں جن سے آدمی کا کلمہ ٹوٹ جاتا ہے۔

لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ دین اللہ کی صحیح معرفت حاصل کی جائے یعنی ہر مسلمان ان امور کو جانے جن پر اس کے اسلام کا دارومدار ہے (اس کچھ تفصیل آگے آئے گی) کیونکہ آخر زمانے میں لوگوں کی اکثریت ان تقاضوں کو نہ جاننے کی وجہ سے فوج در فوج دین سے نکل جائے گی اور ان کو پتہ

بھی نہیں چلے گا چنانچہ یہ اللہ رب العالمین کا بھی حکم ہے کہ ہر مسلمان کلمہ طیبہ کے تقاضوں کو جانے اور ان پر عمل کرے۔

﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

"پس تم یہ جانوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی الٰہ نہیں"۔

(سورۃ محمد:۱۹)

((سَيُصِيبُ أُمَّتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ بَلاءٌ شَدِيدٌ مِنْ سُلْطَانِهِمْ، لا ينجو منه الا رجُلٌ عرف دين الله))

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کو آخری زمانے میں حکمرانوں کی طرف سے سخت مصیبت کا سامنا ہو گا، اس میں صرف وہ شخص نجات پاسکے گا جس نے اللہ کے دین کو ٹھیک ٹھیک پہچانا"۔

(جامع العلوم الحکم: ج۱ص۲، اسناده فيه كلام)

3۔ کسب حلال کے ساتھ طیب اشیاء، غذاء اور طیب علاج کو فروغ دینا

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ﴾

"اے لوگو! کھاؤ زمین میں سے حلال اور پاکیزہ چیزیں اور مت کرو اتباع شیطان کے نقش قدم کی۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے"۔

(البقرۃ:۱۶۸)

یہود نے ابلیس کی مدد سے جو اندرونی محاذ کھول رکھا ہے اس کے لئے دوسری کوششوں کے علاوہ ایسی کیمیائی، حیاتیاتی اور جراثیمی غذاؤں اور دواؤں کا بے مہابا استعمال امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر پھیلا دینا جس سے دو مقاصد حاصل کئے جا سکیں:

(۱) مسلمانوں کی اجساد کو برباد کر دینا۔

(۲) مسلمانوں کے ایمان / ارواح کو برباد کر دینا۔

چنانچہ ان دونوں مقاصد کے حصول کے لئے تین طرح کی اشیاء یا غذاؤں اور دواؤں کو امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر پھیلا دیا گیا ہے یا ایسے حالات پیدا کر دیئے گئے ہیں کہ ان کو ضروریات زندگی میں شامل کر دیا گیا ہے:

☆ ایسے اشیاء یا غذاؤں اور دواؤں کا امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر عام کر دینا جو ان کے "اجساد" کو برباد کر دے۔

☆ ایسے اشیاء یا غذاؤں اور دواؤں کا امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر عام کر دینا جو ان کے "ارواح یا ایمان" کو برباد کر دے۔

☆ ایسے اشیاء یا غذاؤں اور دواؤں کا امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر عام کر دینا جو ان کے "اجساد اور ارواح یا ایمان" دونوں کو برباد کر دے۔

چنانچہ ایک بندۂ مومن کو کسب حلال کے ساتھ ایسی اشیاء یا غذاؤں اور دواؤں سے بچنا چاہیے۔ چنانچہ ان کی کچھ نشاندہی اور ان سے بچنے کے سلسلے میں کچھ نکات درجِ ذیل ہیں:

☆ جینیٹک طریقے سے تبدیل شدہ(Genetically Modified)اناج، مچھلیوں، مویشیوں ، پھلوں، سبزیوں وغیرہ سے کلی اجتناب کریں، نہ اس کام میں شامل ہوں اور نہ اس طرح پیدا کردہ اشیاء کا بالواسطہ یا بلاواسطہ استعمال کریں۔

☆ مصنوعی مویشی پروری (Artificail Animal Husbandry)، مصنوعی ماہی پروری (Artifical Fishrey)اور خاص کر مصنوعی مرغ پروری(Artificial Poultry Farming)سے کلی اجتناب کریں۔اسی طرح مصنوعی مرغ پروری سے پیدا شدہ انڈوں، چوزوں، برائلرز، مرغوں اور مرغیوں کو کھانے سے پرہیز کریں۔

☆ مصنوعی کیمیاوی کھاد سے سبزیوں کو اگانے اور ایسی سبزیوں کے کھانے سے سخت پرہیز کریں۔اسی طرح ہائی ٹیک کاشتکاری(Hi-Tech Cultivation) سے کلی اجتناب کریں۔

☆ بازار میں اشیاء فروخت کرنے والوں مثلاً اناج، پھل، سبزی، گوشت، انڈا بیچنے والوں کو راضی کریں اور انہیں تاکید کریں کہ آپ ان سے پرہیز کرتے ہیں تاکہ کچھ عرصے بعد ہی سہی وہ تاجرانہ طور پر آپ کی طلب کا لحاظ کرنے لگیں گے۔

☆ ہوا، پانی اور مٹی کی ہائی ٹیک(Commercialization)روئے زمین پر فساد عظیم ہے۔چنانچہ اس کو روکنے کی حسب استطاعت کوشش کرنی چاہیے یا کم از کم اس سے اجتناب کرنا چاہیے اور بالواسطہ یا بلاواسطہ اس میں شریک کار نہیں ہونا چاہیے۔

☆ بوتلوں میں بند پینے کا پانی، اور ڈبوں میں بند سانس لینے کی ہوا، اور اس کی تجارت۔

☆ مقامی طور پر پیدا اشیاء مثلاً سبزیوں، اناجوں، حتیٰ کہ جنگلی غذاؤں کو ترجیح دیں۔بڑی تجارتی کاشتکاری(Large Commercail Cultivation)اور ہائی ٹیک کاشتکاری سے حاصل اشیاء سے کلی اجتناب کرنے کی کوشش کریں۔

☆ جو لوگ ہائی ٹیک بیج (High-Tech Seed) اور Hybrid قسموں کی چیزوں کا استعمال کر رہے ہیں وہ دراصل صریح ہلاکت کی طرف جا رہے ہیں جس سے اجتناب انتہائی ضروری ہے۔

☆ دودھ، شہد، پھل، جنگلی پھل، روٹی، ستو، ابلے اناج، پالتوں جانوروں کا بھنا یا ابلا ہوا گوشت، ابلی ہوئی سبزیاں، دیسی مرغا یا مرغی اور ان کے انڈے حتیٰ کہ پتیوں، ڈنٹھلوں اور گھاس کی روٹی کا زیادہ سے زیادہ استعمال کی عادت ڈالیں۔

☆ ڈبہ بند تمام نیم تیار (Semi-Prepared Food) سے حتی الامکان اجتناب کریں۔

☆ تمام زود غذاؤں (Fast Food) سے حتی الامکان اجتناب کریں۔

☆ ہر طرح کے مشروبات (Cold Drinks) سے کلی، فوری اور سختی سے اجتناب کریں۔ اس کے بجائے قدیمی اور روایتی شربت اور دیگر گھریلو مشروبات کو رواج دیں۔

☆ ایسی دواؤں، انجکشن، ٹیکہ دیئے اور ڈراپ پلانے جانے سے کلی اجتناب کریں جن کے لئے ''باقاعدہ مہم'' (Sweeping Drive) چلائی جاتی ہوں۔ اب تک جو خرابیاں پیدا کر دی گئی ہیں ان کی موجودگی میں ایسا اجتناب کرنے سے ابتداً کچھ نقصانات تو شاید ہوں گے لیکن بالآخر بڑے نقصان سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے گا۔

☆ ایسنس (Essence) کے ہر طرح کے استعمال اور ذائقہ کے لئے تمام اشیاء (Flavour) سے کلی اجتناب کریں۔

☆ گھر یا مقامی طور پر اور معتمد علیہ نانبائیوں کے ذریعہ تیار کردہ بسکٹوں کے علاوہ ہر طرح کے پیک بسکٹوں، چاکلیٹوں اور کنفکشنری سے کلی اجتناب کریں۔

☆ ڈبہ بند دودھ ،جمائے ہوئے دودھ (Condenced Milk)، سفوف خشک دودھ (Milk Powder) سے کلی اجتناب کریں۔

☆ دودھ ،دہی، گھی، پنیر وغیرہ کی ضرورت گھروں یا پڑوس یا محلے میں ہی پوری کرلی جائیں تو بہتر ہے۔

☆ ڈبہ بند شہد سے کلی اجتناب کریں الا یہ کہ اطمینان ہو۔

پھولوں یا مشک سے بنایا گیا ''پاک ''عطر لگائیں ورنہ ہر قسم کے مصنوعی اور کیمیاوی خوشبو سے کلی اجتناب کریں۔ مشرق وسطیٰ سے درآمد کردہ مغربی خوشبوؤں سے حتی الامکان اجتناب کریں کیونکہ ایسے عطر کا نہ لگانا ''نجس'' ہونے سے بہتر ہے۔

☆ زیبائش کے تمام عصری اشیاء (Cosmetics Items) سے کلی اجتناب کریں اور اس کی جگہ زیبائش کے روایتی اور دیسی طریقوں رواج دیں۔

☆ لکڑی، چمڑے اور سوتی یا ریشمی کپڑوں سے بنے گھریلو کھلونوں کے علاوہ عصری تمام کھلونوں سے خاص کر چائنا کے بنے ہوئے کھلونوں سے مسلمان بچوں کو کلی اور فوری طور پر بچایا جائے۔ کیمیائی مادوں سے تیار کردہ یہ کھلونے دراصل کیمیاوی، حیاتیاتی اور جراثیمی ہتھیار ہیں جن سے آئندہ کی پوری مسلم نسل کو شدید خطرات پیدا ہو گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب بچوں میں وہ امراض دیکھنے میں آرہے ہیں جو ڈاکٹروں کی سمجھ سے بھی بالاتر ہو جاتے ہیں۔

☆ جو لوگ غذا یا غذائی اجناس کی حفاظت کیلئے فریج (Fridge) اور ڈیپ فریزر (Deep Freezer) کا استعمال کرتے ہیں وہ اس کا استعمال کم کرتے ہوئے جلد از جلد اس سے چھٹکارا پالیں۔ غذا کی حفاظت کیلئے متبادل، قدیمی اور قدرتی طریقوں کو جانیں اور ان کا استعمال کریں۔

☆ معالجوں کے طریقوں سے مثلاً ایکس رے (X-Ray)، سی ٹی اسکین (CT Scan)، پیٹ (PET)، ایم آر آئی (MRI) سے حتی الامکان اجتناب کریں اور صرف انتہائی ضرورت پر ان کا استعمال کریں۔ مسلمان طبیبوں کو ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی دینی ذمہ داری سمجھتے ہوئے ایسے طریقے وضع کریں یا ماضی میں پائی جانے والی صلاحیتوں مثلاً "نباضی" کو بڑھائیں تا کہ ان کی مدد سے ان مضر طریقوں سے بچا جاسکے۔

درج بالا امور سے جتنا جلد ممکن ہو کلی، فوری اور سختی سے اجتناب کرنے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ عصرِ حاضر میں یہ تمام راستے دراصل جنگ کے راستے ہیں اور یہ اشیاء نہیں بلکہ ابلیس اور یہود کے وہ جراثیمی، حیاتیاتی اور کیمیاوی اسلحے ہیں۔اب کسی قوم کے خاتمہ کے لئے ٹینکوں سے حملے اور ہوائی جہازوں سے بمباری نہیں ہوگی بلکہ دوا، ٹیکہ، انجکشن، غذا، پھل، سبزی، اناج، بیج، چاکلیٹ، دودھ اور مشروبات بھیجی، پھلائی اور رائج کی جائیں گی اور دیکھتے ہی دیکھتے قوم تباہ و برباد ہو جائے گی۔

چنانچہ درج بالا غیر فطری اشیاء یا غذاء اور دواؤں سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کرنا اور ان سے بچنے کی اپنے اندر صلاحیت پیدا کرنے اور زیادہ سے زیادہ "فطری" طور پر بنائی گئی اشیاء یا غذاؤں اور دواؤں کے استعمال کے فروغ کی ضرورت ہے ورنہ بصورت دیگر اُس "طغیٰ" کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے جو امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "دجال اکبر" کے فتنے میں با آسانی کھینچ کر لے جائے گا جس نے بنی اسرائیل کو با آسانی "سامری جادوگر" کے "سحر" میں مبتلا کر دیا تھا۔ ارشادِ خداوندی ہے:

﴿كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى﴾

"تم ہماری دی ہوئی طیب چیزیں کھاؤ اور اس معاملے میں حد سے آگے نہ بڑھو، ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا اور جس پر میرا غضب نازل ہوا وہ یقیناً تباہ ہو گیا"۔

(طٰہٰ:۸۱)

4۔ آنے والے حالات کے لئے خود کو ذہنی اور جسمانی طور پر تیار کرنا

آنے والے دنوں میں جس قدر بھیانک اور شدید جنگوں سے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ واسلم کو واسطہ پڑنے والا ہے اور جن کو "الملحمۃ العظمٰی" اور "الملحۃ الکبریٰ" احادیث مبارکہ میں کہا گیا ہے۔اس مرحلے میں نہ صرف نا قابل بیان حد تک آزمائش کے دور آنے والے ہیں بلکہ اس میں نا قابل بیان حد تک غیر طبعی و غیر عادی ہلاکتیں بڑھ جانے والی ہے۔اس میں آزمائش سے کامیاب نکلنے اور امت کو عام ہلاکت سے بچانے کے لئے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درجِ ذیل امور کا اہتمام کرنا چاہیے:

☆ مسلم جسد کو زیادہ سے زیادہ شدائد اور تکالیف برداشت کرنے کا عادی ابھی سے بنائیں تاکہ جب زمینی حقائق فی الواقع شدید ہو جائیں جو کہ عنقریب ہو جانے والے ہیں تو مسلمانوں کی جسمانی اور ذہنی مدافعت کی قوت بہت متاثر نہ ہو۔روکھا سوکھا کھانا ابھی سے کھائیں۔کنویں،ندی اور تالاب کا Unfiltered قدرتی پانی (گندا اور غلیظ پانی نہیں) پینے کی عادت ڈالیں۔جدید سہولتوں کے بغیر جینے کی عادت ڈالیں۔تاکہ جسم و ذہن عادی (Resistant) ہو جائیں۔

☆ ادویہ بصورت غذا یعنی غذائی ادویہ کی معلومات اور تجربہ کو تازہ کریں اور ان کو زیر استعمال لائیں۔خواتین اور بچوں کو ان کی معلومات فراہم کریں اور ان کو ان کا عادی بنائیں کہ خود ان تدابیر کو اختیار کریں۔

☆ امت عنقریب اس ہلاکت (Casualties) کا اندازہ نہیں کر سکتی جو بڑے شہروں (Mega Cities & Metros) میں رہنے کی وجہ سے ان پر وارد ہونے والی ہے۔لہٰذا اپنے آپ کو لگژریز (Luxries) کا عادی بنانے کے بجائے اپنے آپ کو ان چیزوں کا عادی بنائے کہ کل کو اگر ایمان بچانے کے لئے جنگلوں اور پہاڑوں کی طرف ہجرت کرنی پڑ جائے تو کہیں یہ تن آسانیاں پاؤں کی بیڑیاں نہ بن جائیں۔لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ وَفِي كُلٍّ خَيْرٌ احْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ))

"طاقتور مومن بہتر ہے اور اللہ کو محبوب ہے کمزور مومن سے اور بھلائی تو دونوں میں ہے، بس تم اس چیز کی حرص کرو جو تمہیں نفع دے"۔

(السنن الکبری: ج٦ص١٦٠رقم الحدیث:١٠٤٥٧۔ سنن ابن ماجہ: ج١ص٧٨رقم الحدیث:٧٦)

((عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ جَهْدًا يَكُونُ بَيْنَ يَدَيِ الدَّجَّالِ فَقَالُوا أَيُّ الْمَالِ خَيْرٌ يَوْمَئِذٍ قَالَ غُلَامٌ شَدِيدٌ يَسْقِي أَهْلَهُ الْمَاءَ وَأَمَّا الطَّعَامُ فَلَيْسَ قَالُوا فَمَا طَعَامُ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَئِذٍ قَالَ التَّسْبِيحُ وَالتَّقْدِيسُ وَالتَّحْمِيدُ وَالتَّهْلِيلُ))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل از دجال پیش آنے والے شدائد کا ذکر فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا اس دن کون سامال بہترین ہو گا؟ فرمایا وہ طاقتور غلام جو اپنے گھر والوں کو پانی لا کر پلا سکے۔ باقی کھانا، تو وہ ہو گا نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ پھر مومنین کی غذا کیا ہو گی؟ فرمایا سبحان اللہ، اللہ اکبر، الحمد اللہ اور لا الٰہ الا اللہ"۔

(مسند احمد ج٤٩ص٤٨٦رقم الحدیث:٢٣٣٣٠)

5۔ مسلمان عورتوں کے لئے لمحۂ فکریہ

مسلم خواتین کو بھی چاہیے کہ وہ عیش کوشی اور آرام طلبی کی زندگی سے چھٹکارا پانے کی کوشش کریں کیونکہ آئندہ آنے والے دور میں نہ جانے کن کن حالات سے سابقہ پڑ جائے چنانچہ اپنے آپ کو ابھی سے مقدور حد تک تیار کریں۔ گھر کے کام کاج زیادہ سے زیادہ خود کرنے کی کوشش کریں ۔ نوکروں اور خادماؤں پر انحصار کرنے سے بچیں۔ ایسی نزاکت پسندی سے اپنے آپ کو بچائیں جو انسان

کو کاہل اور سست بنادیتی ہے بلکہ وہ جذبہ اور ہمت اپنے اندر پیدا کریں جو صحابیات رضی اللہ عنھن کے اندر تھا۔اس کے لئے ان کی سیرت کو اچھی طرح جاننے کی کوشش کریں کیونکہ:

((عن عمران بن سليم الكلاعى قال. ويل للمسمنات وطوبیٰ للفقراء ألبسوا نسائكم الخفاف المنعلة وعلموهن المشى فى بيوتهن فانه يوشك ان يحوجن الى ذلك))

”حضرت عمران ابن سلیم کلاعی سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا. موٹی عورتوں کے لئے مصیبت ہے اور خوشخبری ہے غریب عورتوں کے لئے ہے۔اپنی عورتوں کو سول والے جوتے پہناؤاور ان کو ان کے گھر کے اندر چلنا سکھلاؤ کیونکہ وہ وقت قریب ہے کہ ان عورتوں کو اس (چلنے) کی ضرورت پیش آئے“۔

(الفتن نعيم بن حماد:ج۲ص۴۵۱)

اس کے ساتھ قابل غور بات یہ ہے کہ ایک مسلمان عورت کے لئے دین و دنیا کے ساری ذمہ داری کا میدان صرف اس کا گھر ہے۔وہ گھر کے اندر ایسے فرد کی تیاری میں بنیادی کردار ادا کریں جو گھر سے باہر کی زندگی میں دین و حمیت کی خاطر اللہ کی راہ میں جہاد میں اپنا مال وجان قربان کرنے والا ہو۔چنانچہ آج مسلمان عورت ہر اس فکر اور تحریک سے دور رہے جو دین کے نام پر ہی سہی، کھینچ کھینچ کر ان کو گھروں سے باہر نکلنے پر آمادہ کر رہی ہو۔آج مسلمان معاشرے میں ان عورتوں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے جو دین کے نام پر شعوراً یا غیر شعوری طور پر مسلمان عورت کو گھروں سے باہر نکالنے کی خدمت انجام دے رہی ہیں۔چنانچہ ایسی عورتوں کے فتنۂ دجال اکبر میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((وَأَكْثَرُ تَبَعِهِ الْيَهُودُ وَالنِّسَاءُ))

”اس دجال کی پیروی کرنے والوں میں اکثر یہودی اور عورتیں ہوں گی“

(مسند احمدج۳۶ص۳۲۶رقم الحديث:۱۷۲۲۶)

((فَيَكُونُ أَكْثَرَ مَنْ يَخْرُجُ إِلَيْهِ النِّسَاءُ حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَرْجِعُ إِلَى حَمِيمِهِ وَإِلَى أُمِّهِ وَابْنَتِهِ وَأُخْتِهِ وَعَمَّتِهِ فَيُوثِقُهَا رِبَاطًا مَخَافَةَ أَنْ تَخْرُجَ إِلَيْهِ))

''اس (دجال) کے پاس عورتیں سب سے زیادہ جانے والی ہوں گی، یہاں تک کہ ایک آدمی اپنی بیوی، ماں، بیٹی، بہن اور پھوپھی کے پاس آکر ان کو رسی سے باندھے گا اس ڈر سے کہ کہیں وہ دجال کے پاس نہ چلی جائیں''۔

(مسند احمد ج۱۱ص۱۳۵رقم الحدیث:۵۰۹۹)

6۔ مساجد کا اصل حالت میں احیاء کرنا

ابلیس کی یہ ہمیشہ خواہش رہی ہے کہ وہ عبادات یا وہ مقامات یا وہ نشانیاں جو کہ ''شعائر اللہ'' کا درجہ رکھتی ہیں ان کو یا تو بالکل ختم کر دیا جائے یا کم از کم ان کے اندر سے وہ روح ختم کر دی جائے جو مسلمانوں کے اندر ایک نئی روح بیدار کرنے کا سبب بنتی ہیں اور ابلیس کے عظیم مقاصد کی تکمیل میں وہ ہمیشہ آڑے آجاتی ہیں، تو ضرورت اس بات کی ہی کہ ان شعائر اللہ کو ان کی اصلی حالت میں بحال کرنے کی کوشش کی جائے:

((عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَتَبَاهَى النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ))

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ لوگ مسجدوں (کے بنانے میں) ایک دوسرے کو دکھاوانہ کرنے لگیں۔''

(سنن ابی داؤد: ج۲ص۳۵رقم الحدیث ۳۹۷۔ صحیح ابن خزیمہ ج:۵ص:۱۲۸رقم الحدیث۱۲۵۹۔ صحیح ابن حبان ج:۷ص۲۳۱)

((وَقَالَ أَنَسٌ يَتَبَاهَوْنَ بِهَا ثُمَّ لَا يَعْمُرُونَهَا إِلَّا قَلِيلًا))

''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ ان مسجدوں کے بارے میں باہم فخر کریں گے پھر وہ انہیں آباد نہ کریں گے مگر کم ہی''۔

(صحیح البخاری: ج۲ص۲۳۱)

((وصورت المساجد وطوّلت المنائر))

''(قرب قیامت) مساجد میں نقش و نگار کئے جائیں گے اور اونچے اونچے مینار بنائیں جائیں گے''۔

(الدر المنثور: ج۹ص۱۷۶)

((عن ابی الدرداء رضی اللہ عنه قال اذا زخرفتم مساجدکم وحلیتم مصاحفکم فالدمار علیکم))

''حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا ''جب تم اپنی مساجد کو سجانے لگوگے اور اپنے قرآن (زیور وغیرہ) سے آراستہ کرنے لگوگے تو تمہارے اوپر ہلاکت مسلط ہو جائے گی''۔

(راوہ الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول عن ابی الدرداء ووقفه ابن المبارك فی الزهد وابن ابی الدنیا فی المصاحف عن ابی الدرداء)

چنانچہ اس وقت ضروری ہے کہ مساجد کو اپنی اصل روح کے مطابق بحال کیا جائے۔ شاید لوگ یہ دلیل دیں کہ ہمارے گھر تو اتنے اونچے، شاندار اور زینت سے آراستہ ہوں اور مساجد بالکل سادہ، نیچی اور تزئین و آرائش سے محروم ہوں، یہ کیسے ممکن ہے؟ پہلی بات یہ کہ مساجد جتنی سادہ اور غیر مزین ہوں گی ان میں خشوع و خضوع زیادہ ہو گا، اس بات کا تجربہ ان سادہ اور قدیم مساجد میں کیا جا سکتا ہے جو کہ آج صرف شاذ و نادر رہ گئی ہیں۔ دوسری بات یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کا اونچے اونچے گھر بنانا پسند نہیں کیا تھا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَقَالَ يُؤْجَرُ الرَّجُلُ فِي نَفَقَتِهِ كُلِّهَا إِلَّا التُّرَابَ أَوْ قَالَ فِي الْبِنَاءِ))

''آدمی کے ہر خرچ کا اسے اجر دیا جاتا ہے سوائے مٹی کے، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے عمارت ہے''۔

(سنن ابن ماجۃ ج۱۲ص۱۹۷رقم الحدیث ۴۱۵۳۔ سنن الترمذی ج۹ص۲۳رقم الحدیث ۲۴۰۷ واسنادہ حسن صحیح)

((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّفَقَةُ كُلُّهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا الْبِنَاءَ فَلَا خَيْرَ فِيهِ))

''ہر طرح کا خرچ کرنا اللہ کے راستے میں ہے، سوائے عمارت کے کہ اس میں کوئی خیر نہیں''۔

(سنن الترمذی ج۹ص۲۲رقم الحدیث ۲۴۰۶ واسنادہ غریب)

((عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدٍ شَرًّا خَضَّرَ لَهُ فِي اللَّبِنِ وَالطِّينِ حَتَّى يَبْنِيَ))

''اللہ تعالی جب کسی بندے کے ساتھ شر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے لئے مزین کر دیتے ہیں اینٹ اور گارے کو یہاں تک کہ وہ اس کو بناتا ہے''۔

(المعجم الکبیر للطبرانی: ج۲ص۲۵۷رقم الحدیث: ۱۷۳۵۔ مجمع الزوائد: ج۴ص ۶۹ واسنادہ صحیح)

((اذا أراد اللّٰہ بعبد ھوانا أنفق مالہ فی البنیان))

''اللہ تعالیٰ جب کسی اپنے بندے کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں تو اس کا مال عمارتوں کی تعمیر اور اینٹ گارے پر خرچ کرا دیتے ہیں''۔

(مجمع الزوائد: ج۴ص۶۹۔ المعجم الاوسط: ج۸ص۳۸۱رقم الحدیث: ۸۹۳۹)

((وما انفق المومن من نفقه فان خلفها على الله والله ضامن الا ما كان فى بنيان اومعصية))
''مومن جو کچھ خرچ کرتا ہے اس کا اجر اللہ پر ہے سوائے عمارات اور گناہ پر خرچ کئے ہوئے کے''۔

(الترغیب والترھیب:ج۳ص۱۳رقم الحدیث:۲۸۸۴)

((عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَرَرْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَرِيقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِينَةِ فَرَأَى قُبَّةً مِنْ لَّبِنٍ فَقَالَ لِمَنْ هَذِهِ فَقُلْتُ لِفُلَانٍ فَقَالَ أَمَا إِنَّ كُلَّ بِنَاءٍ هَدٌّ عَلَى صَاحِبِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَا كَانَ فِي مَسْجِدٍ أَوْ فِي بِنَاءِ مَسْجِدٍ . ثُمَّ مَرَّ فَلَمْ يَلْقَهَا فَقَالَ مَا فَعَلَتْ الْقُبَّةُ قُلْتُ بَلَغَ صَاحِبَهَا مَا قُلْتَ فَهَدَمَهَا قَالَ فَقَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ))
''حضرت انس سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے کے راستوں میں سے ایک راستے سے گزرا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے(عمارت کے اوپر) اینٹوں کا بنا ہوا قبہ دیکھا تو فرمایا کہ یہ کس کا ہے؟ میں نے کہا کہ فلاں کا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر عمارت اپنے مالک کے لئے وبال ہو گی سوائے مسجد کے یا فرمایا مسجد بنا نے کے(اور انہوں نے اپنے گھر کی عمارت پر قبہ بنایا ہوا ہے)........پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ قبہ نہ پایا تو فرمایا کہ قبے کا کیا بنا؟ میں نے کہا کہ کہ اس کے مالک کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پہنچی تو اس نے اسے گرا دیا۔ صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اس پر رحم کرے''۔

(مسند احمد ج۲۶ص۳۷۰ رقم الحدیث۱۲۸۲۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ ہر تعمیر کی جانے والی عمارت اپنے مالک کے لئے وبال بنے گی، چہ جائے کہ اس پر قبے بنائے جائیں۔ ایک عمارت کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ

وسلم نے مستثنیٰ قرار دیا جو کہ بنانے والوں کے لئے حسرت اور وبال کا باعث نہ بنے گی، وہ مساجد ہیں لیکن ان کی تعمیر اور تزئین وآرائش ایسی نہ ہو جیسا کہ عیسائی اپنے گرجاؤں اور کلیساؤں بڑے بڑے نقش و نگار، منبروں اور میناروں سے کرتے ہیں:

((وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتْ الْيَهُودُ))
''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم ضرور بالضرور مساجد کی تزئین کروگے جیسا کہ یہود ونصاریٰ کیا کرتے تھے''۔

(صحیح البخاری: ج۲ص۲۳۱)

((تزخرف المساجد كما تزخرف الكنائس والبيع وتطول المنابر وتكثر الصفوف مع متباغضة))
''(قرب قیامت) مساجد کو اس طرح آراستہ کیا جائے گا جیسے کلیساؤں اور گرجا گھروں کو آراستہ کیا جاتا ہے، منبروں / میناروں کو اونچا کیا جائے گا، صفیں زیادہ ہوں گی مگر دلوں میں بغض وعداوت بھری ہوئی ہوگی''۔

(رواہ ابن مردویہ عن سلمان)

مساجد کو صاف ستھرا رکھنا اور اس میں خوشبو کا اہتمام کرنا الگ بات ہے جیسا کہ:

((عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبِنَاءِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّورِ وَأَنْ تُنَظَّفَ وَتُطَيَّبَ))
''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محلوں میں مساجد بنانے، انہیں پاک وصاف رکھنے اور خوشبودار رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا''۔

(سنن الترمذی: ج۲ص۴۶۹رقم الحدیث: ۵۴۲)

لیکن خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر کردہ مسجد کا احوال یہ تھا کہ سو ہاتھ لمبی مسجد کے تین دروازے تھے، دیواریں کچی اینٹوں کی تھیں ، ستونوں کی جگہ کھجور کے تنے ہیں، چھت پر کھجور کی شاخیں اور پتے ڈالے گئے تھے، فرش پر باریک کنکریاں بچھی تھیں، چھت ایسی تھی کہ جو بارش کے پانی کو بھی پوری طرح روکنے سے قاصر تھی۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

((فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِي الْمَاءِ وَالطِّينِ قَالَ حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّينِ فِي جَبْهَتِهِ))

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی اور مٹی میں سجدہ کرتے دیکھا یہاں تک کہ میں نے کیچڑ کا نشان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر دیکھا''۔

(صحیح مسلم: ج۶ص۸۷رقم الحدیث: ۱۹۹۵)

رسول اللہ کی تعمیر کردہ مسجد دورِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں جوں کی توں رہی، دورِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں اس کے رقبے میں صرف توسیع ہوئی مال کی فروانی ہونے کے باوجود باقی طرز تعمیر بالکل دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جیسا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو کہ بقول حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہ فتنوں کے آگے بند یا دروازہ تھے، انہوں نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر کے وقت فرمایا تھا:

((أَكِنَّ النَّاسَ مِنْ الْمَطَرِ وَإِيَّاكَ أَنْ تُحَمِّرَ أَوْ تُصَفِّرَ فَتَفْتِنَ النَّاسَ))

''بس لوگوں کو بارش سے محفوظ کر دو اور اس بات سے بچو کہ اسے سرخ یا زرد کر کے لوگوں کو فتنے میں ڈال دو''۔

(صحیح البخاری: ج۲ص۲۳۱)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کے رقبے میں اضافہ کے ساتھ ساتھ اس کے ستون اور دیواریں قیمتی پتھر سے تعمیر کیں اور چھت پکی اینٹوں سے بنوائی مگر اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس اندازِ تعمیر کو ناپسند کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے انکار کیا:

''ثُمَّ كَانَ عُثْمَان وَالْمَال فِي زَمَانه أَكْثَر فَحَسَّنَهُ بِمَا لَا يَقْتَضِي الزَّخْرَفَة ، وَمَعَ ذَلِكَ فَقَدْ أَنْكَرَ بَعْض الصَّحَابَة عَلَيْهِ''

''پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور آیا، ان کے زمانے میں مال زیادہ ہو گیا، ان کے لئے اتنا ہی کافی تھا جو اگرچہ جو نمود و نمائش کو نہ پہنچتا تھا لیکن اس کے باوجود بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان (کے اس کام) کا انکار کیا''۔

(فتح الباری لابن حجر ج۲ص۱۷۶ رقم۴۲۷)

یہ تو تھا دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا حال اور پھر یہ کہ قرب قیامت جب لوگوں میں گناہوں کی کثرت ہو جائے گی تو ان کی مساجد انتہائی مزین ہو جائیں گی اور ایسا خروج دجال اکبر کے ما قبل ہو گا۔

((عن ابن عباس رضی الله عنه قال ما کثرت ذنوب قوم الا زخرفت مساجدها ، وما زخرفت مساجدها الا عند خروج الدجال))

''حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا''جب کسی قوم کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں تو ان کی مساجد بہت زیادہ خوبصورت بنائی جاتی ہیں ، اور خوبصورت مساجد دجال کے خروج کے وقت ہی بنائی جائیں گی''۔

(السنن الواردة الفتن ج:۱،ص:۴۸۹ رقم:۴۱۸ واسناده فيه كلام)

7۔ جہاد فی سبیل اللہ کو زندہ کرنا

((عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ عَلَى مَنْ نَاوَأَهُمْ حَتَّى يُقَاتِلَ آخِرُهُمُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ))

''حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر لوگوں سے قتال کرتا رہے گا اور اپنے سے کنارہ کشی کرنے (یعنی اپنے مخالفین اور مدد سے ہاتھ کھینچنے) والوں پر غالب رہے گا تا آنکہ انہیں ان کا آخری گروہ مسیح دجال سے قتال کرے گا''۔

(ابوداؤد ج٦ص٤٨٧رقم الحدیث:٢١٢٥۔مسند احمد:ج٤٠ص٣٦٩رقم الحدیث:١٩٠٤٩)

درج بالا حدیث سے چار (٤) امور بالکل واضح ہیں:

1۔اول یہ بات تو قطعی طور پر ثابت ہے کہ ''جہاد'' اپنے اصطلاحی معنوں کے ساتھ بقول امام ابن حجر رحمہ اللہ کہ:

''وَشَرْعًا بَذْلُ الْجَهْدِ فِي قِتَالِ الْكُفَّار''

''اصطلاحِ شریعت میں کفار سے لڑنے میں اپنی پوری طاقت کو استعمال کرنے کا نام جہاد ہے''۔

(الفتح الباری ج٨ص٣٦٥)

اسلام کا وہ ابدی اور دائمی رکن ہے جو تا قیام قیامت بلا کسی تعطل کے جاری وساری رہے گا۔

((بنی الاسلام علی ثلاثة. والجهاد ماض الی یوم القیامة،مذ بعث الله محمدا صلی الله علیه وسلم الی آخر عصابة من المسلمین لا ینقض ذلك جور جائر ولاعدل عادل))

”اسلام کی بنیاد تین چیزوں پر رکھی گئی ہے.........(ان میں سے ایک یہ ہے کہ) جہاد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قیامت تک اس کے آخری گروہ تک جاری رہے گا، اس کو کسی ظالم کا ظلم اور کسی عادل کا عدل ختم نہیں کر سکتا“۔

(المعجم الأوسط للطبرانی ج۱۰ ص۴۸۸ رقم الحدیث: ۴۹۳۱، سنن ابی داؤد ج۷ ص۶۳ رقم الحدیث ۲۱۷۰، سنن البیھقی ج۹ ص۱۵۶، رقم ۱۷۵۷۴)

جہاد فی سبیل اللہ وہ عبادت اور اسلام کا اہم ترین رکن ہے جو کہ اللہ کی نازل کردہ شریعت کے نفاذ کے لئے کیا جاتا ہے یا اس کے نفاذ کی صورت میں اس کے اور دوسرے علاقوں تک Extand کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔

2۔ دوم جو گروہ بھی اس جہاد کے ابدی حکم سے کسی بھی حیلے بہانے سے کنارہ کشی اختیار کرے گا چاہے اس کی فرضیت سے انکار کی صورت میں ہو یا کسی بھی زمانے میں اس کے ناممکن (Infesable) ہونے کا قائل ہو یا پھر عملی طور پر اس سے غافل ہو یا پھر اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جہاد کرنے کے لئے اپنا مال و جان قربان کرنے والوں سے بغض ہو یا ان کے مخالفین کا ساتھ دینے کی صورت میں ہو، اس کے مقدر میں آخر کار سوائے ذلت و رسوائی کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔

((ما ترك قوم الجهاد الا عمهم الله بالعذاب))

”کبھی کسی قوم نے جہاد نہیں چھوڑا، مگر یہ اللہ تعالیٰ نے (بطور سزا) اُن پر عام عذاب مسلط کر دیا“۔

(المعجم الاوسط للطبرانی ج۹ ص۳۴ رقم الحدیث ۳۹۸۱۔ مجمع الزوائد ج۵ ص۲۸۴)

((بُعِثْتُ بَيْنَ يَدَیِ السَّاعَةِ بِالسَّيْفِ حَتَّى يُعْبَدَ اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَجُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي وَجُعِلَ الذُّلُّ وَالصَّغَارُ عَلَى مَنْ خَالَفَ أَمْرِي وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ))

”مجھے قیامت تک کے لئے ”تلوار“ کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے، یہاں تک کہ اللہ وحدہٗ لا شریک کی عبادت کی جانے لگے اور میرا رزق میرے نیزے کے سائے تلے رکھ دیا گیا ہے۔ اور جس نے میرے (اس) امر کی مخالفت کی، اُس کے لئے ذلت اور پستی رکھ دی گئی اور جس نے (میرے اس طریقے کو چھوڑ کر) کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو اُنہی میں (شمار) ہو گا۔“

(مسند احمد ج ۱۱ ص ۴۴۶ رقم الحدیث ۵۴۰۹)

((اِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِينَةِ وَأَخَذْتُمْ أَذْنَابَ الْبَقَرِ وَرَضِيتُمْ بِالزَّرْعِ وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهُ حَتَّى تَرْجِعُوا اِلَى دِينِكُمْ))

”جب تم سودی کاروبار کرنے لگ جاؤ گے اور بیلوں کی دم کو پکڑے کھیتی باڑی میں مشغول ہو جاؤں گے اور جہاد کو چھوڑ دوں گے تو اللہ تم پر ذلت مسلط کر دے گا اور اسے اس وقت تک دور نہیں کرے گا، یہاں تک کہ تم اپنے ”دین“ (یعنی جہاد فی سبیل اللہ) کی طرف لوٹ آؤ۔“

(سنن ابی داؤد ج ۹ ص ۳۲۵ رقم الحدیث ۳۰۰۳ واسنادہ صحیح)

3۔ سوم یہ کہ ابلیس اور یہود کی ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے کہ ایسا کوئی بھی گروہ بلادِ اسلامیہ میں پیدا نہ ہو جو خالص اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ”جہاد فی سبیل اللہ“ کا راستہ اپنا سکے کیونکہ دجال اکبر اور یہودیوں کی منصوبہ بندی کو ناکام بنانے والی واحد چیز یہ ”جہاد فی سبیل اللہ“ ہی ہے۔ چنانچہ ان کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمانوں میں ایسے گروہ یا جماعتوں کو فروغ ملے جو کہ مغربی اصطلاح میں ”تعمیری“ (Constructive) ہو نہ کہ ”تخریبی“ (Destructive) ہو۔ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسے گروہ پیدا کئے جائیں یا ایسے گروہ تلاش کئے جائیں جو یہ خدمت شعوراً یا غیر شعوری طور پر انجام دے سکیں، اس صورت میں کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف فکری و علمی بحث و مباحثہ کرنے لگے۔ تعلیمی ترقی کے لئے کوشاں ہو جائے۔ اسلام کو بس مغربی تہذیب سے زیادہ سود مند اور

کارآمد ثابت کرنے کی کوشش کرے۔ "تحقیق اور ریسرچ" کے نام پر علمی اداروں، تحقیقی اداروں اور فنی اداروں کے قیام کی طرف متوجہ ہو جائے۔

یہ سارے امور یہودیت کی اصطلاح میں "تعمیری" (Constructive) ہیں۔ ان سے بلاواسطہ یا بالواسطہ یہودیت کو استحکام نصیب ہوتا ہے، اور بالفرض ان کے "دو عظیم مقاصد" کے حصول میں اگر ان سے کچھ خطرات بھی ابھریں تو ان کو کنٹرول کرنے پر وہ پوری طرح قادر ہیں۔ یہودیت کے نزدیک "تخریبی" (Destructive) عمل سے مراد "جہاد فی سبیل اللہ" ہے۔ جہاد وہ عمل ہے جس سے ابلیس اور یہودی بدحواس ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تعمیری امور کو کنٹرول کرنے کے لئے ان کے پاس میکانزم موجود ہے مگر جہاد کو کنٹرول کرنے کے لیے ان کے پاس کوئی میکانزم موجود نہیں اور وہ یہ بھی جانتے ہیں یہ جہاد ہی جو کہ ان کے خاتمہ کا سبب بنے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا:

((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُونَ الْيَهُودَ فَيَقْتُلُهُمُ الْمُسْلِمُونَ حَتَّى يَخْتَبِئَ الْيَهُودِيُّ وَرَاءَ الْحَجَرِ أَوِ الشَّجَرَةِ فَيَقُولُ الْحَجَرُ أَوِ الشَّجَرُ يَا مُسْلِمُ يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا يَهُودِيٌّ خَلْفِي فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ إِلَّا الْغَرْقَدَ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْيَهُودِ))

"قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک مسلمان (دجال کا ساتھ دینے والے) یہودیوں سے قتال نہ کرلیں، چنانچہ مسلمان یہودیوں کو قتل کریں گے حتیٰ کہ اگر کوئی یہودی کسی پتھر یا درخت کی آڑ میں چھپنا چاہے تو وہ پتھر اور درخت پکار کر کہے گا اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہے پس تو اس کو قتل کر، سوائے غرقد کے وہ یہودیوں کا درخت ہے"۔

(مسند احمد: ج۱۹ص۲۷رقم الحدیث: ۹۰۲۹)

((أنا عبد الله ورسوله وروحه وكلمته عيسى بن مريم اختاروا بين احدى ثلاث بين أن يبعث الله تعالى على الدجال وعلى جنوده عذابا من السماء أو يخسف بهم الأرض أو يسلط عليهم سلاحكم ويكف سلاحهم؟فيقولون هذه يا

رسول اللہ أشفی لصدورنا وأنفسنا قال فیومئذ یری الیھودی العظیمالطویل الأکول الشروب لا تکل یدہ سیفه من الرعدۃ فینزلون الیھم ویذوب الدجال حین یری ابن مریم کما یذوب الرصاص حتی یأتیه أو یدرکه عیسی فیقتله))

"(حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نزول کے بعد مسلمانوں کے پوچھنے پر کہیں گے کہ) میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول، اس کی روح اور کلمہ عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ تمہیں تین باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے جو چاہے منتخب کرلو۔(۱) دجال اور اس کے لشکر پر اللہ تعالیٰ آسمان سے کوئی عذاب بھیج دے۔(۲) ان سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے۔(۳) تمہارا اسلحہ ان پر مسلط کرکے ان کے اسلحہ سے تمہیں بچالے۔ مسلمان عرض کریں گے یارسول اللہ! یہی تیسری صورت ہمارے دلوں کے لئے زیادہ باعثِ شفاء ہے۔ پھر تم اس دن دیکھو گے کہ ایک لمبا تڑنگا خوب کھاتا پیتا یہودی بھی ہیبت کی وجہ سے اپنے ہاتھ میں تلوار نہ اٹھا سکے گا اور مسلمان "پہاڑ" سے اتر کر ان پر غالب آجائیں گے اور دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی سیسہ کی طرح پگھلنا شروع ہوجائے گا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام باب لُد پر اس کو جالیں گے اور قتل کرڈالیں گے"۔

(المصنف لعبد الرزاق ج۱۱ص۳۹۸رقم الحدیث: ۲۰۸۳۴کذافی النھایة ص۱۲۱۔الفتن لنعیم بن حماد: ج۲ص۵۷۴رقم الحدیث۱۶۰۲)

4۔ چہارم یہ کہ فتنوں کے زمانے میں اور خاص کر دجال اکبر کے فتنے سے بچنے کے دو ہی راستے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی اور تیسرا راستہ نہیں:

☆جہاد فی سبیل اللہ:

قربِ قیامت جب حالات ایسے ہوں کہ فتنوں کی بارش ہو رہی ہو اور اس کے تھپیڑے ہر کسی کو اپنی لپیٹ میں لے رہے ہوں تو اس موقع پر صرف وہ ہی اپنے ایمان کی حفاظت کرسکے گا جو دجال اکبر،

اس کے حلیفوں اور ان کے غلاموں کے جو ''مسیح الضلالۃ'' کے خروج کا راستہ ہموار کر رہے ہیں، کے خلاف ہونے والے جہاد فی سبیل اللہ میں وہ اس حدیث کے مصداق کہ:

((جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ))

''مشرکین کے ساتھ جہاد کرو اپنے مالوں، جانوں اور زبان سے''۔

(مسند احمد: ج۲۴ص۲۴۴رقم الحدیث:۱۱۷۹۸)

کسی نہ کسی صورت جڑ جائے۔ اولین صورت یہ کہ عملی طور پر جہاد میں شرکت کی جائے اور جب تک اس کی کوئی فوری صورت ممکن نہ ہو تو پھر جہاد فی سبیل اللہ کرنے والوں کی اپنے مال سے مدد کی جائے اور زبان سے ان کا دفاع کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خير الناس فی الفتن رجل آخذ بعنان فرسه أو قال برسن فرسه خلف أعداء الله يخيفهم ويخيفونه))

''فتنوں کے دور بہترین شخص وہ ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام (یا فرمایا) اپنے گھوڑے کی نکیل پکڑے اللہ کے دشمنوں کے پیچھے ہو، وہ اللہ کے دشمنوں کو خوف زدہ کرتا ہو اور وہ اس کو ڈراتے ہوں''۔

لیکن جب یہ صورت ممکن نہ ہو تو پھر.........؟؟

(مستدرك للحاكم على الصحيحين ج:۱۹ص:۲۴۶رقم الحديث:۸۴۹۹ هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه ووافقه الذهبي رحمه الله)

☆ہجرت فی سبیل اللہ:

دوسرا درجہ یہ ہے کہ اگر وہ اس چیز کی سکت نہ رکھتا ہو تو اپنے دین کو بچانے کی خاطر ان پہاڑی علاقوں کی طرف ہجرت کر جائے جہاں اللہ کے برگزیدہ بندوں کی عملداری ہو۔

((خیر الناس فی الفتن..........أو رجل معتزل فی بادیته یؤدی حق الله تعالی الذی علیه))

”فتنوں کے دور بہترین شخص وہ ہے ....جو اپنی چراگاہ میں گوشہ نشین ہو جائے، اس پر جو اللہ کا حق (زکوٰۃ وغیرہ) ہے اس کو ادا کرتا ہو“۔

(مستدرك حاكم على الصحيحين ج:۱۹ص:۲۲۴۶ رقم الحديث:۸۴۹۹ هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه ووافقه الذهبي رحمه الله)

((یوشك أن یکون خیر مال المسلم غنم یتبع بها شعف الجبال ، مواقع القطر ، یفر بدینه من الفتن))

”ایسا وقت قریب ہے کہ مسلمان کا بہترین مال وہ بکریاں ہوں گی جن کو لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور (دور دراز کے) بارانی علاقوں میں دین کو بچانے کی کا خاطر فتنوں سے بھاگ جائے“۔

(مصنف ابن ابي شيبه ج:۸ص:۵۹۲، رقم الحديث:۳۷۱۱۲)

((احب شیئ الی الله تعالیٰ الغرباء قیل ومن الغرباء قال الفرارون بدینهم یبعثهم الله مع عیسیٰ بن مریم علیهما السلام))

”اللہ کے سب سے محبوب لوگ غرباء ہوں گے۔ پوچھا گیا کہ غرباء کون ہیں؟ فرمایا” جو اپنے دین کو بچانے کے لئے فتنوں سے دور بھاگ جانے والے۔ اللہ تعالیٰ ان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ شامل فرمائے گا“۔

(كتاب الزهد الكبير ج:۲ص۱۱۶)

((لَيَفِرَّنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَّالِ فِي الْجِبَالِ))

”لوگ دجال سے بھاگ کر پہاڑوں میں پناہ لینے پر مجبور ہو جائیں گے“۔

(صحيح مسلم ج۱۴ص۱۸۲ رقم الحديث:۵۲۳۸)

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ "جہاد فی سبیل اللہ "کو دوبارہ زندہ کیا جائے جو کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کا ضامن ہے چنانچہ جو شخص بھی اس سے کنارہ کش رہا اور اپنی دنیا کے دھندوں اور جھگڑوں میں مگن رہا، تو اس کے دین میں نقص واقع ہو جائے گا اور قیامت کے دن اس حال میں اٹھے گا کہ:

((مَنْ لَقِيَ اللَّهَ بِغَيْرِ أَثَرٍ مِنْ جِهَادٍ لَقِيَ اللَّهَ وَفِيهِ ثُلْمَةٌ))

"جو شخص اللہ تعالیٰ کے حضور اس حال میں حاضر ہوا کہ اس کے جسم پر جہاد کا کوئی اثر نہ ہو گا تو وہ گویا اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے ایمان میں رخنہ ہو گا"۔

(جامع ترمذی:ج٦ص٢٣٠، رقم الحدیث:١٥٨٩)

دوسری حدیث میں فرمایا:

((مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهِ نَفْسَهُ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ))

"جو شخص اس حال میں مرا کہ نہ تو اس نے جہاد کیا اور نہ ہی جہاد کا ارادہ کیا تو وہ ایک طرح کی منافقت پر مرا"۔

(صحیح مسلم:ج١٠ص١٩، رقم الحدیث:٣٥٣٣)

معاذ اللہ! ایسے ہی لوگ دجال کو پہچاننے کے باوجود اس کے ساتھ کھڑے نظر آئیں گے:

((اذا خرج الدجال کان الناس ثلاث فرق ....وفرقة تشایعه ....وأكثر من یشایعه من المصلین أصحاب العیال یقولون انا لنعرف ضلالته ولكن لا نستطیع ترك عیالنا ، فمن فعل ذلك كان منه))

"جب دجال آئے گا تو لوگ تین جماعتوں میں تقسیم ہو جائیں گے.........(اس میں سے) ایک جماعت اس کے ساتھ شامل ہو جائے گی۔ یہ نماز پڑھنے والے اس کی حمایت کریں گے۔ یہ اکثر وہ لوگ ہوں گے جو بال بچوں والے ہوں گے، وہ کہیں گے کہ ہم اچھی طرح اس

(دجال) کی گمراہی کے بارے میں جانتے ہیں لیکن ہم (اس سے بچنے کے لئے یا لڑنے کے لئے) اپنے گھر بار کو نہیں چھوڑ سکتے۔ سو جس نے ایسا کیا وہ بھی اس کے ساتھ شامل ہو گا۔"

(السنن الواردة فی الفتن ج:٦ص:١١٧٨واسناده صحيح)

((قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليصبحن الدجال أقوم يقولون انا لنصبحه وانا لنعلم أنه كافر ولكنا نصحبه نأكل من الطعام ونرعى من الشجر فاذا نزل غضب الله تعالىٰ عليهم كلهم))

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال نکلے گا تو کچھ ایسے لوگ اس کے ساتھ شامل ہو جائیں گے جو یہ کہتے ہوں گے کہ "ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ (دجال) کافر ہے۔ بس ہم تو اس کے اتحادی اس لئے بنے ہیں کہ اس کے کھانے میں سے کھائیں اور اس کے درختوں (یعنی باغات) میں اپنے مویشی چرائیں، چنانچہ جب اللہ کا غضب نازل ہو گا تو ان سب پر نازل ہو گا۔"

(الفتن لنعيم بن حماد:ج٢ص٥٤٧، رقم الحديث:١٥٣٥)

ہاں! جو اس دجال اکبر اور اس کے لشکر کے خلاف جہاد کے میدان میں ڈٹ گیا اس کے رزق کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ خود لے لے گا:

((عن عمران بن حدير عن أبي مجلزقال اذاخرج الدجال كان الناس ثلاث فرق........فرقه تقاتله........فمن استحرز منه فى رأس جبل أربعين ليلة أتاه رزقه))

"جب دجال آئے گا تو لوگ تین جماعتوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ایک جماعت اس دجال سے قتال کرے گی۔ چنانچہ جو شخص اس دجال کے خلاف چالیس راتیں پہاڑ کی چوٹی پر ڈٹا رہا، اس کو (اللہ کی جانب سے) رزق ملتا رہے گا۔"

(السنن الواردة فی الفتن ج:٦ص:١١٧٨واسناده صحيح)

جو کوئی دجال اکبر یا اس کے لشکر کے ہاتھوں مارا گیا اس کا درجہ کیا ہو گا؟؟

((عن عبد اللّٰہ بن عمرو قال أفضل الشهداء ثم اللّٰہ تعالیٰ شهداء البحر وشهداء اعماق أنطاكية وشهداء الدجال))

''حضرت عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل شہداء بحری جہاد کے شہداء اور اعماقِ انطاکیہ کے شہداء اور دجال کے خلاف لڑتے ہوئے مارے جانے والے شہداء ہیں''۔

(الفتن نعیم بن حماد ج: ۲ص: ۴۹۳ واسناده فيه كلام)

''جو دجال کے یا اس کے لوگوں کے ہاتھوں شہید ہوں گے ان کی قبریں تاریک اور گھٹا ٹوپ راتوں میں چمک رہی ہوں گی۔''

(الفتن نعیم بن حماد)

8۔ شریعت اسلامی کی بحالی

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمٌ مِنْ إِمَامٍ عَادِلٍ أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّينَ سَنَةً، وَحَدٌّ يُقَامُ فِي الأَرْضِ بِحَقِّهِ أَزْكَى فِيهَا مِنْ مَطَرٍ أَرْبَعِينَ عَامًا))

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام عادل کا ایک دن افضل ہے ستر سال کی عبادت سے اور زمین پر ایک حد کا قیام چالیس سالوں کی بارش سے زیادہ خوشحالی کا باعث ہے''۔

(الطبرانی فی الکبیر ج۱۰ ص۳۱ رقم الحدیث: ۱۱۷۶۴، مجمع الزوائد ج:۵ ص:۱۹۷، وفیہ سعد ابو غیلان الشیبانی ولم اعرفه وبقية رجاله ثقات)

جب امام عادل کی جگہ "کفر کے امام" اور "گمراہوں کے سردار" لے لیں اور اللہ کی حدود کے نفاذ کے بجائے ان کا استہزا کیا جارہا ہو اور کفر کی حدوں کو نافذ کیا جارہا ہو تو کیا زمین و آسمان سے رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہو گا یا پھر ان سے عذاب اور مصائب کا ظہور، اور جب زمین پر اللہ کے قانون کے بجائے کفر کا قانون چل رہا ہو تو قرآن ان حالات کو "فساد" سے تعبیر کرتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی نزدیک انسانی جان کی کوئی حرمت نہیں رہتی یعنی اللہ کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ لوگوں کی اکثریت کس وادی میں ہلاک ہو رہی ہے۔

﴿كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا﴾

"لکھ دیا تھا ہم نے بنی اسرائیل پر کہ جو شخص کسی کو قتل کردے، بجز اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین حالتِ فساد میں ہو، تو گویا اس نے تمام انسانیت کو قتل کر ڈالا"۔

(المائدۃ:۳۲)

غور کیا جائے تو یہ دونوں صورتیں ایک ہی صورت کی نشاندہی کرتی ہیں کہ صرف ایک حالت ایسی ہے کہ جب اللہ کے نزدیک انسانی جان کی کوئی حرمت نہیں رہتی، وہ ہے "فساد فی الارض" اور اس کا سب سے بڑا مظہر شریعت اسلامی کا (یعنی حدودِ شریعت کا) زمین پر مکمل نفاذ نہ ہونا۔ یہی وہ وجہ ہے جس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کردیا تھا کہ جب زمین پر اللہ کی حدود نافذ کرنے والوں کے بجائے کفر کے اماموں اور گمراہیوں کے سرداروں کا قانون چلا رہا ہو تو زمین پر انسانی خون ارزاں ہو جاتا ہے اور انسانی جان کی اللہ کی نگاہ میں کوئی حیثیت نہیں رہتی:

((وَاِنِّي لَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي اِلَّا الأَئِمَّةَ الْمُضِلِّينَ فَاِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِي أُمَّتِي لَمْ يُرْفَعْ عَنْهُمْ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ))

''میں اپنی امت کے بارے گمراہ کرنے والے حکمرانوں (کے غلبے) سے بہت ڈرتا ہوں، چنانچہ جب میری امت میں (ان کے فساد کی وجہ سے) تلوار نکل آئی تو (سمجھ لو وہ) قیامت تک میان میں نہیں جائے گی''۔

(مسند احمد رقم الحدیث ۱٦٤٩٣ مجمع الزوائد: ج۷ص ۴۵۲، رقم الحدیث ۱۱۹٦۵ واسنادہ صحیح)

چنانچہ ان وجوہات کی وجہ سے آج پوری امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کرب اور تکلیف سے گزر رہی ہے شاید ہی چودہ سو سالوں میں یہ کیفیت کبھی اس پر آئی ہو۔ قومِ ثمود، قوم فرعون اور اصحاب السبت کا معاملہ سامنے رہے کہ کس طرح اللہ نے ان قوموں کو ہدایت سے منہ پھیرنے اور اللہ کی شریعت کے نفاذ میں رکاوٹ ڈالنے کی وجہ سے جو کہ دراصل باالفاظ قرآنی ''فساد'' سے تعبیر ہے، اللہ نے حجت تمام کرنے کے لئے ایسی نشانیاں اور معجزات نازل کئے جس سے قوم مصائب و مشکلات کا شکار ہوئی ۔جن میں بیماریاں، معاشی تنگی، اور اس کے نتیجے میں خانہ جنگی وغیرہ اور اس کا مقصد یہ ہو تا کہ لوگ اللہ کی طرف رجوع کر سکیں۔

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ﴾

''اور ہم نے اور امتوں کی طرف بھی جو کہ آپ سے پہلے گزر چکی ہیں پیغمبر بھیجے تھے، سو ہم ان کو تنگدستی اور بیماری سے آپکڑا تا کہ وہ عاجزی کر سکیں''۔

(الانعام: ۴۲)

﴿وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ﴾

''ہم بڑے عذاب سے پہلے چھوٹے چھوٹے عذابوں کا مزہ چکھاتے رہیں گے، شاید کہ وہ باز آجائیں''۔

(السجدۃ: ۲۱)

قوم ثمود پر "ناقۃ اللہ "(اللہ کی اونٹنی) کی آزمائش اس طرح ڈالی گئی کہ ایک دن صرف وہ پانی کے ذخیرے سے سیر اب ہوتی اور دوسرے دن پوری قوم کے مویشی۔ ظاہر ہے اس عمل سے قوم میں تنگی اور پریشانیاں تو آنی تھیں، بالآخر شیطان نے ان کے سرداروں کو حضرت صالح علیہ السلام کے خلاف لا کھڑا کیا اور اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اس اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں اور پھر ان پر مٹا دینے والا عذاب نازل ہوا۔

﴿وَلَا تُطِيْعُوا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ○ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ○ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَأْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ○ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○ فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ○ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

"(ہم نے واضح طور پر کہہ دیا کہ) بے باک حد سے گزر جانے والوں کی اطاعت سے باز آجاؤ، جو زمین پر فساد پھیلا رہے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے۔ (اس کے جواب میں) وہ بولے کہ بس تو ان میں سے ہے جن پر جادو کیا گیا ہے۔ تو تو ہم جیسا ہی انسان ہے۔ اگر تو سچوں میں سے ہے تو کوئی معجزہ لے آؤ۔ صالح (علیہ السلام) نے کہا کہ یہ اونٹنی (معجزہ) ہے، تو پانی پینے کی ایک دن اس کی باری ہے اور ایک دن تمہاری۔ (خبر دار!) اسے برائی سے ہاتھ نہیں لگانا ورنہ ایک بھاری دن کا عذاب تمہاری گرفت کر لے گا۔ پھر بھی انہوں نے اس کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں، بس وہ پشیمان ہوگئے اور عذاب نے ان کو آ پکڑا۔ بے شک اس میں عبرت کا سامان ہے اور ان میں سے اکثر مومن نہ تھے"۔

(الشعرآء: ۱۵۰ تا ۱۵۸)

اسی طرح فرعون اور آل فرعون کی سرکشی اور طغیانی کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو نشانیاں دی گئی جن میں سے اکثر پوری قوم کے لئے مصیبت، پریشانی اور تکالیف پیش خیمہ ثابت

ہوئیں، اور اس کے باوجود بھی شیطان نے ان کے اعمال کو اور مزین کر دیا جس سے ان کی ہٹ دھرمی میں اوراضافہ ہو گیااور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں پر لشکر کشی سے پہلی ہی ان کی جڑ کاٹ دی گئی۔

﴿فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمُ الطُّوۡفَانَ وَالۡجَرَادَ وَالۡقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسۡتَكۡبَرُوۡا وَكَانُوۡا قَوۡمًا مُّجۡرِمِيۡنَ ﴾

”پھر ہم نے ان پر طوفان بھیجا اور ٹڈیاں اور گھن کا کیڑا اور مینڈک اور خون جو کہ سب کھلے کھلے معجزے تھے۔ اس کے باوجود وہ تکبر کرتے رہے اور وہ لوگ تھے ہی جرائم پیشہ“۔

(الاعراف:۱۳۳)

﴿فَانۡتَقَمۡنَا مِنۡهُمۡ فَاَغۡرَقۡنٰهُمۡ فِى الۡيَمِّ بِاَنَّهُمۡ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوۡا عَنۡهَا غٰفِلِيۡنَ ﴾

”پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا اور ان کو دریا میں غرق کر دیا اس سبب سے کہ وہ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے اور ان سے بالکل ہی غافل تھے“۔

(الاعراف:۱۳۶)

اسی طرح ”اصحاب السبت“ کا معاملہ تھا، ان کی نافرمانیوں اور حیلہ سازیوں کی وجہ سے اللہ نے ان پر ایک بہت سخت آزمائش یوں ڈالی کہ ان کی معیشت کا سارا دارو مدار ماہی گیری پر تھا چنانچہ ان پر ہفتے میں ایک دن ہفتے کے دن کوئی کام کاج کرنا حرام قرار دے دیا گیا اور پھر یہ کہ اللہ کے اذن سے مچھلیاں سارے ہفتے سمندر یا دریا کی تہہ میں چلی جاتی اور صرف ہفتے کے دن ہی سطح پر آتی۔ قوم نے بجائے اللہ کی طرف رجوع کرتی اور اپنی طغیانی سے باز آتی، ابلیس نے ان کو شکار کے لئے حیلہ سازی کے قبیح فعل اُکسایا جو کہ علماء بنی اسرائیل کا اور آج کے علماء سوء کا پسندیدہ مشغلہ ہے، چنانچہ ان کے چہرے مسخ کر دئے گئے یعنی بندر اور خنزیر بنادئے گئے۔

﴿فَلَمَّا عَتَوۡا عَنۡ مَّا نُهُوۡا عَنۡهُ قُلۡنَا لَهُمۡ كُوۡنُوۡا قِرَدَةً خٰسِـِٕيۡنَ﴾

''جب ان کو جس کام سے منع کیا گیا تھا، اس میں حد سے آگے نکل گئے تو ہم نے ان کو کہہ دیا تم ذلیل بندر بن جاؤ''۔

(الاعراف:۱۶۶)

ابلیس اور اس کے اتحادی یہ چاہتے ہیں کہ ''دجال اکبر'' کے خروج اس وقت ہو، جب پوری دنیا پر اس کے آنے سے پہلے ابلیس کی حکومت کا جھنڈا لہرا رہا ہو۔ چنانچہ وہ ہر اس گروہ اور جماعت کا خاتمہ چاہتے ہیں جو اس امر کے لئے کھڑی ہو یعنی شریعت اسلامی کا نفاذ، لہٰذا آج وہ ہر اس گروہ یا جماعت جو کہ اس امر کے لیے کھڑی ہو کہ ''زمین اللہ کی، قانون بھی اس کا'' اور اس کے لئے وہ منصوص، مسنون اور ماثور طریقے یعنی جہاد فی سبیل اللہ کو اختیار کرے تو ابلیس، قوم یہود اور اس کے تحالف میں بندھے وہ طواغیت جو کہ بلاد اسلامیہ پر مسلط ہیں اور ان کے کلمہ گوء عسکری لشکر، اُس گروہ کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے اپنی پوری قوت کے ساتھ اس پر چڑھ دوڑتے ہیں۔ چنانچہ عصر حاضر میں لال مسجد اور سوات میں نفاذ شریعت کا مطالبہ کرنے والے کے احوال کسی سے ڈھکے چھپے نہیں کہ کس طرح ان پر آتش و آہن کی برسات کی گئی۔

چنانچہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم آج جن تکالیف، مصائب اور معاشی تنگی اور خانہ جنگی کا شکار ہے۔ وجہ اس کی یہی ہے کہ:

((وَلَمْ يَنْقُضُوا عَهْدَ اللّٰهِ وَعَهْدَ رَسُولِهِ إِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ فَأَخَذُوا بَعْضَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ وَمَا لَمْ تَحْكُمْ أَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَيَتَخَيَّرُوا مِمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ))

''جب کوئی قوم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد (یعنی شریعت) کے مطابق فیصلے نہیں کرتی تو اللہ ان پر ان کے دشمن مسلط کر دیتا ہے جو ہاتھوں سے ان کے مال چھین لیتا ہے اور جب کسی قوم کے حکمران اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلے نہ کریں اور اللہ کے نازل کردہ کلام کا مذاق اڑائیں تو اللہ تعالیٰ ان کو خانہ جنگی میں مبتلا کر دیتا ہے''۔

(سنن ابن ماجة: ج۱۲ص۲۵رقم الحدیث: ۴۰۰۹۔البیہقی: ج۲۱ص۴۷۵رقم الحدیث: ۱۰۱۵۴
حدیث صحیح)

اللہ اور اس کے رسول کی شریعت کی معطلی اور اس کے مطابق فیصلوں کا نہ ہونے کی وجہ سے آج

اللہ اور اس کے رسول کی شریعت کی معطلی اور اس کے مطابق فیصلوں کا نہ ہونے کی وجہ سے آج امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ہی دو عذابوں میں مبتلا ہے لہٰذا اس سے نجات کی راہ یہی ہے کہ شریعت اسلامی کا نفاذ کیا جائے اور اس کا طریقہ ہمیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا وہ ہے اپنی شرعی معنوں کے ساتھ "جہاد فی سبیل اللہ" کیونکہ صحیح احادیث مبارکہ سے یہ بات صراحتاً ثابت ہے کہ اسی "جہاد فی سبیل اللہ" سے ابلیس، دجال اکبر اور قوم یہود کے نیو ورلڈ آرڈر کے قیام میں رکاوٹ کھڑی ہو گی اور دوسری طرف شریعت کا قیام بھی ہو گا اور دیگر علاقوں میں اسلام کی بالا دستی قائم ہو گی۔

((عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ عَلَى مَنْ نَاوَأَهُمْ حَتَّى يُقَاتِلَ آخِرُهُمُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ))

"حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر لوگوں سے قتال کرتا رہے گا اور اپنے سے کنارہ کشی کرنے (یعنی اپنے مخالفین اور مدد سے ہاتھ کھینچنے) والوں پر غالب رہے گا تا آنکہ انہیں ان کا آخری گروہ مسیح دجال سے قتال کرے گا"۔

(ابوداؤد ج۶ص۴۸۷رقم الحدیث: ۲۱۲۵۔مسند احمد: ج۴۰ص۳۶۹رقم الحدیث: ۱۹۰۴۹)

پھر وہ برکتیں اور رحمتیں اتریں گی جس کے بارے قرآن کہتا ہے:

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ﴾

''اور اگر یہ لوگ توراۃ وانجیل اور ان کی جانب جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے، نافذ کرتے تو یہ کھاتے اپنے اوپر سے اور نیچے سے''۔

(المائدۃ:٦٦)

اگر یہ نہ ہو یعنی شریعت اسلامی کا نفاذ، اور باقی سب کچھ ہو یعنی عبادات و مناجات تو اللہ کی نگاہ میں اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

﴿قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾

''کہہ دیجئے آپ کہ اے اہل کتاب! تمہاری کوئی حیثیت نہیں جب تک کہ تم توراۃ وانجیل کو اور جو کچھ اللہ نے تمہارے طرف نازل کیا ہے اس کو قائم نہیں کرتے''۔

(المائدۃ:٦٨)

دجال اکبر کے خروج کے بعد باوجود اس بات کہ جو لوگ نمازی ہوں گے مگر دجال کی عملداری قبول کرلیں گے تو وہ بھی اللہ کے عذاب کا شکار ہوں گے:

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیصبحن الدجال أقوم یقولون انا لنصبحه وانا لنعلم أنه کافر ولکنا نصحبه نأکل من الطعام ونرعی من الشجر فاذا نزل غضب اللہ تعالیٰ علیهم کلهم))

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال نکلے گا تو کچھ ایسے لوگ اس کے ساتھ شامل ہو جائیں گے جو یہ کہتے ہوں گے کہ ''ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ (دجال) کافر ہے۔ بس ہم تو اس کے اتحادی اس لئے بنے ہیں کہ اس کے کھانے میں سے کھائیں اور اس کے درختوں

(یعنی باغات) میں اپنے مویشی چرائیں، چنانچہ جب اللہ کا غضب نازل ہو گا تو ان سب پر نازل ہو گا۔"

(الفتن لنعیم بن حماد: ج۲ص۵۴۷، رقم الحدیث: ۱۵۳۵)

9۔امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے شعبے کو زندہ کرنا

دجالی فتنوں میں سے ایک فتنہ یہ بھی ہے کہ ایسے نظریات و افکار کو مسلمانوں میں عام کرنا جس کی وجہ سے وہ نیکیوں کی ترغیب و ترویج اور برائیوں پر نکیر اور ان کا قلع قمع کرنے جیسے فریضہ، جس کو شرعی اصطلاح میں "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کہتے ہیں، ادا کرنے سے قاصر رہیں۔

چنانچہ شخصی آزادی اور بنیادی انسانی حقوق کے نام پر ایسا ماحول پیدا کر دیا گیا ہے کہ ہر شخص اپنی زندگی میں آزاد ہے۔ "جیسے چاہو جیو" اور "سب کچھ کہہ دو" کے مصداق وہ جو چاہے کرتا اور بولتا رہے، اس کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔ برائی پر نکیر کرنے اور اچھائیوں کی ترغیب کو معیوب بنا دیا گیا ہے جس کے نتیجے میں معاشرہ گویا کہ "امر بالمنکر و نہی عن المعروف" کی روش پر چل پڑا ہے، اور جب یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو پھر اللہ کا عذاب در عذاب کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور پھر لوگ دعائیں کرتے ہیں مگر قبول نہیں ہوتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنْ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللَّهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ ثُمَّ تَدْعُونَهُ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ))

"حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں پر عذاب بھیج دے اور تم اس سے دعائیں مانگو اور وہ قبول نہ کرے"۔

(سنن الترمذی، ج ۸ ص ۷۵، رقم الحدیث: ۲۰۹۵)

((عَنْ جَرِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُونُ فِي قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي يَقْدِرُونَ عَلَى أَنْ يُغَيِّرُوا عَلَيْهِ فَلَا يُغَيِّرُوا إِلَّا أَصَابَهُمُ اللَّهُ بِعَذَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَمُوتُوا))

''حضرت ابن جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کوئی آدمی ایسا نہیں کہ کسی قوم میں رہ کر گناہ اور حراموں کا ارتکاب کرتا ہو اور وہ قوم اس گناہ کو بگاڑنے پر قادر ہونے کے باوجود اسے تبدیل نہ کریں مگر یہ کہ اللہ ان کی موت سے قبل ان کو عذاب پہنچادے گا''۔

(سنن ابی داود، ج ۱۱ ص ۴۱۴ رقم الحدیث: ۳۷۷۲)

لہٰذا امت مسلمہ آج جس کرب واذیت میں مبتلا ہے اس سے نجات پانے کے لئے ضروری ہے کہ ''امر بالمعروف ونہی عن المنکر'' کے شعبے کو زندہ کیا جائے اور اس کے لئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنی مقدور بھر استطاعت کے مطابق اس فریضہ کو انجام دے اور اس میں کسی تساہل اور غفلت کو آڑے نہیں آنے دے ورنہ اس فریضہ کی عدم ادائیگی کے نتیجے رونما ہونے والی ہلاکت خیزی سے وہ کسی صورت نہیں بچ سکے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عن نُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُدْهِنِ فِي حُدُودِ اللَّهِ وَالْوَاقِعِ فِيهَا مَثَلُ قَوْمٍ اسْتَهَمُوا سَفِينَةً فَصَارَ بَعْضُهُمْ فِي أَسْفَلِهَا وَصَارَ بَعْضُهُمْ فِي أَعْلَاهَا فَكَانَ الَّذِي فِي أَسْفَلِهَا يَمُرُّونَ بِالْمَاءِ عَلَى الَّذِينَ فِي أَعْلَاهَا فَتَأَذَّوْا بِهِ فَأَخَذَ فَأْسًا فَجَعَلَ يَنْقُرُ أَسْفَلَ السَّفِينَةِ فَأَتَوْهُ فَقَالُوا مَا لَكَ قَالَ تَأَذَّيْتُمْ بِي وَلَا بُدَّ لِي مِنْ الْمَاءِ فَإِنْ أَخَذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَنْجَوْهُ وَنَجَّوْا أَنْفُسَهُمْ وَإِنْ تَرَكُوهُ أَهْلَكُوهُ وَأَهْلَكُوا أَنْفُسَهُمْ))

”نعمان بن بشیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نقل کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے حدود میں نرمی برتنے والے اور اس میں مبتلا ہونے والے کی مثال اس قوم کی ہے جس نے ایک کشتی میں قرعہ اندازی کی۔ بعض کے حصہ میں بالائی حصہ اور بعض کے حصہ میں نچلا حصہ آیا اور جو لوگ نیچے تھے وہ پانی لینے کے لیے اوپر والوں کے پاس آمدورفت کرنے لگے جس سے ان لوگوں کو تکلیف ہوئی ایک شخص نیک کلہاڑا لیا اور نچلے حصہ میں سوراخ کرنے لگا تاکہ اس سے پانی لے اور اوپر والوں کو زحمت نہ ہو اوپر والے لوگ اس کے پاس آئے اور اس سے کہا تجھے کیا ہو گیا ہے اس نے کہا تم لوگوں کو میری وجہ سے تکلیف ہوئی اور میرے واسطے پانی ضروری چیز ہے اگر ان لوگوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تو اس کو بھی ہلاکت سے بچالیں گے اور اپنے آپ کو بھی اور اگر کو چھوڑ دیں گے تو وہ خود ہلاک ہو جائیں گے اور اس کو بھی ہلاک دوچار کر دیں گے“۔

(صحیح البخاری، ج۹ص۱۸۵رقم الحدیث:۲۴۸۹)

9۔ عقیدہ الولاء والبراء کو عام کرنا

ابلیس نے قوم یہود کو جس تحالف میں جکڑ رکھا ہے اس میں وہ دنیا کے ہر گروہ اور فرد کو اس میں جکڑنا چاہتا ہے، تاکہ جن مقاصد کا حصول وہ چاہتا ہے جس میں سب سے اولین دجال اکبر کے خروج کے ذریعے اس کائنات پر اپنا حکم نافذ کرنا ہے، اس میں سب کے سب اس کے مددگار بن جائیں یا کم از کم اللہ کے عذاب کے شکار ہونے کی صورت میں وہ انسانوں کی اکثریت کو اپنے ساتھ جہنم کا حقدار بنادے۔

﴿كُتِبَ عَلَيْهِ أَنَّهُ مَنْ تَوَلَّاهُ فَأَنَّهُ يُضِلُّهُ وَيَهْدِيهِ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ﴾

”ہم نے لکھ دیا ہے جو کوئی (شیطان کو) دوست بنائے گا تو وہ اسے گمراہ کر دے گا اور اسے آگ کے عذاب کی طرف لے جائے گا“۔

(الحج:۴)

چنانچہ آج امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر یہ بات عام کرنے کی ضرورت ہے کہ شریعت اسلامی کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ ہر وہ شخص جو مسلمان ہونے کا دعویٰ رکھتا ہو تو اس کے لئے ''لوازم اسلام''میں سے ہے یہ کہ وہ صرف مومنوں سے ہی دوستی کرے اور اُن کی ہر موقع پر کی مدد و نصرت کرے، جبکہ ابلیسی اتحاد میں بندھے اللہ کے دین کے باغیوں اور کافروں سے دشمنی اور عداوت رکھے اور جو کوئی اس کے برعکس جو کافروں سے دوستی کرتا ہے، مسلمانوں کے خلاف کافروں کی مدد و معاونت کرتا ہے اور کافروں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف جنگ و قتال کرتا ہے، اس کا مسلمان ہونا دنیاوآخرت میں کسی کام کا نہیں اور وہ ازروئے شریعت کافر ٹھہرتا ہے۔

اسلام میں اسی عقیدے کا نام ''عقیدۂ الولاء والبراء''(یعنی اللہ ہی کے لئے دوستی اور اس کے لئے ہی دشمنی) ہے۔ چنانچہ اس کو عقیدے کو عام کرنے کی ضرورت ہے تا کہ یہ بات ہر مسلمان جان لے کہ شریعت میں ''عقیدۂ الولاء والبراء'' کسوٹی کتنی نازک ہے کہ ایک مسلمان کا اہل ایمان کے مقابلے میں کافروں کے ساتھ مل کر لڑنا، اہل ایمان کی جاسوسی کرنا اور اُن کو گرفتار کرانا، اہل ایمان کے مقابلے میں کافروں کے ساتھ کسی بھی قسم کا تعاون کرنا خواہ وہ عسکری ہو یا غیر عسکری، اُن کو لاجسٹک سپورٹ فراہم کرنا، اُس کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے اور اُس کا نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا، زکوٰۃ وحج ادا کرنا کسی کام کا نہیں اور یہ جرم اُس کے پچھلے کئے گئے تمام نیک اعمال کو بھی ضائع کر دیتا ہے۔ چنانچہ ہر ایسے شخص اور ادارے سے برأت اور بغض وعداوت اہل ایمان پر فرض ہے جو کہ مسلمانوں کے مقابلے میں کفار کا ساتھ دے رہے ہوں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓ ؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۡ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ﴾

''اور تمہارے لئے ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں ایک بہترین نمونہ ہے اور ان کی زندگی میں بھی جو ان کے ساتھ تھے، جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: ''یقیناً ہم بری ہیں تم سے اور

تمہارے ان معبودوں سے بھی کہ جن کی تم اللہ کے سوا پرستش کرتے ہو۔ ہم تمہارا کفر کرتے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان دشمنی اور نفرت برقرار رہے گی جب تک کہ تم اللہ وحدہٗ پر ایمان نہ لے آؤ"۔

(الممتحنة:۵)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے یہ بات بیان فرمائی ہے کہ آپ کوئی ایسا بندۂ مومن نہیں پائیں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین سے محبت کرتا ہو۔ اس لیے کہ ایک بندۂ مومن کا حقیقی ایمان، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی مخالف سے محبت ومودّت کی نفی کرتا ہے۔ جس طرح دو متضاد چیزیں ایک دوسرے کی وجود کی نفی کرتی ہیں (جیسے پانی اور آگ)۔ اس مسلمہ حقیقت سے معلوم ہوا کہ جس کسی بندۂ مومن کے دل میں ایمان ہو گا، تو پھر اس کے دل میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے محبت نہیں ہو سکتی"۔

(مجموع الفتاوی:۱۷/۷)

9/11 کے بعد یہودیت کے خادم سابق امریکی صدر بش جونیئر نے خود اعلان کر دیا کہ کون ہمارے خیمہ میں ہے اور کون ہمارے دشمن (یعنی اہل ایمان) کے خیمہ میں رہنا چاہتا ہے۔ چنانچہ صدر بش کے الفاظ یوں تھے:

"Every nation, in every region,now has a decision to make.

Either you are with us, or you are with the terrorsts".

"ہر قوم جو کہیں بھی رہتی ہو، اس کو ابھی یہ فیصلہ کرنا ہو گا آیا وہ ہمارے ساتھ ہے یا وہ ہمارے دشمنوں کے ساتھ ہے۔"

چنانچہ اس کے بعد لوگوں کی کثیر تعداد اِن دونوں خیموں میں سے ایک کا انتخاب کر چکی ہے، مگر ابھی کچھ لوگ باقی ہیں، لیکن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا رب یہ کام مکمل فرما کر رہے گا اور اب آنے والے وقت میں بالکل واضح ہو جائے گا کہ کون ایمان والا ہے اور کس کے دل میں ایمان والوں سے زیادہ اللہ کے دشمنوں کی محبت چھپی ہوئی ہے۔ ہر ایک کو اپنے بارے میں سوچنا چاہیے کہ وہ کس خیمہ میں ہے یا کس خیمہ کی طرف اس کا سفر جاری ہے۔ خاموش تماشائیوں کی نہ تو "ابلیس" اور اس کے اتحادیوں کو ضرورت ہے اور نہ ہی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کو ان سے کوئی سروکار ہے۔ یہ معرکہ فیصلہ کن معرکہ ہے لہٰذا کسی ایک طرف تو ہر ایک کو ہونا پڑے گا۔ یہ وہ وقت ہے جس میں ہر فرد، ہر تنظیم اور ہر جماعت اسی جانب جھکتی چلی جا رہی ہے اور جاتی رہے گی جس کے ساتھ اس کو عقیدت و محبت ہو گی:

﴿اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾

"کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ کہ یوں ہی چھوڑ دیئے جاؤں گے حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو ظاہر ہی نہیں کیا کہ تم میں سے کون وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اہل ایمان کے سوا کسی کو اپنا جگری دوست نہ بنایا، جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے"۔

(التوبۃ:١٦)

چنانچہ آج جس کے دل ذرہ برابر بھی ایمان ہو گا وہ ابلیس اور قوم یہود کے ساتھ معاہدے میں بندھی حکومتوں، جماعتوں اور عسکری لشکروں سے بغض وعداوت رکھے گا اور ان کے مقابلے پر آنے والے اللہ کے مجاہد بندوں سے "دوستی" اور محبت والفت رکھے گا اور ان کی عزت وجان کا ہر جگہ دفاع کرے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلرَّجُلُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ يُّخَالِلُ))

”آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے پس تم میں سے ہر کوئی یہ دیکھے کہ وہ کس کو دوست بنارہاہے۔“

(سنن ترمذی ج۸ص۳۸۳ رقم الحدیث:۲۳۰۰)

11۔ میڈیا کے سحر سے اپنے آپ کو بچانا

جیسا کہ ہم پچھلے ابواب میں سمجھ چکے ہیں کہ جو لوگ آج جس قدر ”میڈیا“ کے سحر میں مبتلا ہیں وہ کل اتنی ہی تیزی کے ساتھ دجال اکبر کے فتنے کا شکار ہو جائیں گے۔ چنانچہ درج ذیل امور کا خاص خیال رکھا جائے:

☆ میڈیا بشمول اخبارات ورسائل سے حتی الامکان اور خاص کر ان میں دکھائے جانے والے Tv Talk Shows اور اخبارات کے ایڈیٹوریل صفحات سے تو کلیتاً اجتناب کیا جائے کیونکہ یہی سب سے بڑھ کر فتنوں میں مبتلا کرنے والے ہیں۔

☆ جدید کمیونی کیشن (ٹیلی فون، موبائل، انٹرنیٹ وغیرہ) اور دیگر جدید سہولیات کا خود کو محتاج نہ بنایا جائے بلکہ ابھی سے ایسی عادت بنائی جائے کہ اگر کل یہ سارا نظام آپ کو چھوڑنا پڑے تو اس صورت میں کوئی مشکل نہ ہو؟ دوسرا یہ کہ ان پر کم سے کم ہی اعتماد دنیا اور آخرت دونوں کے لئے فائدہ مند ہو گا۔

☆ موجودہ دور میں دجالی قوتوں کی کوشش ہے کہ وہ حق اور اہل حق کے خلاف اتنا پروپیگنڈہ کریں کہ اس کے زور میں حق دب کر رہ جائے۔ اس لئے اگر کوئی بات مغربی میڈیا کی جانب سے سنی جائے تو جب تک کہ صورتحال واضح نہ ہو جائے، کسی اور کو نہ بتائی جائے۔ اس طرح دجالی قوتوں کے پروپیگنڈے کا اثر اگر بالکل ختم نہ ہو، تو اس کا زور ضرور ٹوٹ جائے گا۔

☆ جب کسی کو دجالی قوتوں کی جانب سے مشتبہ بنادیا جائے اور صحیح اور غلط کا فیصلہ کرنا مشکل ہو جائے، تو اس وقت ایمان والوں کے لئے جدید مادی وسائل کے ذریعے معلومات کے بجائے اللہ ہی کی طرف رجوع کرنے میں خیر ہو گی۔ کیونکہ حالات کو دجال کی آنکھ سے دیکھنے والے اور اللہ کے نور سے دیکھنے والے برابر نہیں ہوسکتے۔ جیسا کی ارشاد ربانی ہے:

﴿فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ﴾

"تو کیا وہ شخص جس کے سینے کو اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا تو وہ اپنے رب کے نور پر ہے (تو کیا وہ اُس کے برابر ہو سکتا ہے جو اندھیرے میں ہو)"

(سورۃالانعام :۱۲۵)

☆ جب ٹیلی ویژن اور کمپیوٹر کی اسکرین پر حالات کی تصویر دھندلانے لگے، حق اور باطل کو باہم گڈ مڈ دکھائے جانے لگیں، تو اس وقت کہیں دائیں بائیں دیکھنے کے بجائے، اپنے سینے میں موجود چھوٹی سی اسکرین کو صاف کرنا ہی زیادہ بہتر ہو گا اور پھر یہ ننھی سی اسکرین وہ مناظر دکھائے گی جو ساری عمر جدید سے جدید ٹیکنالوجی استعمال کر کے بھی نہیں دیکھے جاسکتے تھے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا﴾

"اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو اللہ تمہیں "فرقان"(حق وباطل میں تمیز)عطا کر دیگا۔"

(سورۃالانفال:۲۹)

یہ فرقان ہی وہ اسکرین ہے جس کے ذریعے عام آنکھ سے نہ نظر آنے والی چیزیں بھی نظر آنا شروع ہو جاتی ہیں ۔بندے کا تعلق ملاء اعلیٰ (رحمانی قوتوں)سے جڑ جاتا ہے جہاں دنیا کے انتظامی معاملات طے پاتے ہیں، یوں اللہ اپنے بندے کو بصیرت عطا کر دیتا ہے، پھر حدیث کے مطابق وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

((اتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللّٰهِ))

"مومن کی فراست سے ڈرو، کیونکہ وہ اللہ عزوجل کے نور سے دیکھتا ہے۔"

(جامع ترمذی ج۱۰ ص۳۹۹ رقم الحدیث: ۳۰۵۲)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال اکبر کے فتنے سے پہلے جن فتنوں کے پھیل جانے کی خبر دی تھی، آج ان فتنوں کے پھیلنے کا سب سے بڑا ذریعہ "پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا" ہے۔ محسوس ایسا ہوتا ہے کہ "دجال اکبر" کے فتنہ انگیزی میں سب سے بڑا کردار اسی میڈیا کا ہوگا۔ یہی وہ میڈیا ہوگا جو دجال کے پیغام کو مشرق و مغرب تک پھیلانے میں اہم کردار ادا کرے گا۔

((ينادى بصوت له يسمع به ما بين الخافقين))

"پکارے گا دجال ایک ایسی آواز سے جسے خافقین (مشرق و مغرب) کے درمیان رہنے والے سنیں گے"۔

(کنزالعمال: ج۱۴ص۶۱۴ رقم الحدیث: ۳۹۷۰۹)

چنانچہ جس نے دجال کی آواز پر کان دھرا وہ اس کے فتنے کا شکار ہو جائے گا۔

((مَنْ سَمِعَ بِالدَّجَّالِ فَلْيَنْأَ مِنْهُ ثَلَاثًا يَقُولُهَا))

"جس نے دجال کی بات سنیں وہ ہم میں سے نہیں ہے، آپ نے یہ بات تین دفعہ ارشاد فرمائی"۔

(مسند احمد: ج۴۰ص۴۳۸ رقم الحدیث: ۱۹۸۸۱)

12۔ دین پر استقامت دکھاتے ہوئے دجال اکبر کی آگ میں کود جانا:

فتنۂ دجال اکبر کے ماقبل کے فتنوں کا سب سے بڑا اثر یہ ہوگا کہ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ، امین کو خائن اور خائن کو امین دکھایا جائے گا۔ اس میں سب بڑا کردار انسانی آنکھوں پر کیا جانے والا وہ عالمگیر

اور عظیم ترین ''سحر'' ہو گا جس کا ظاہری اور باطنی اثر یہ ہو گا کہ حق باطل نظر آئے گا اور باطل کو حق دکھایا جائے گا، تباہی و بربادی کے راستے کو کامیابی اور نجات کے راستے کو بربادی دکھایا جائے گا(مسند احمد: ج۳ص۲۲۰) گویا کہ آگ کو پانی اور پانی کو آگ دکھایا جائے گا:

((سيلي أموركم من بعدی رجال يعرفونكم ما تنكرون وينكرون عليكم ماتعرفون فلاطاعة لمن عصى الله))

''میرے بعد تمہارے معاملات کے ذمہ دار ایسے لوگ بن جائیں گے جو تمہارے سامنے برائی کو نیکی کر کے دکھائیں گے اور نیکی کو برائی میں بدل دیں گے۔ پس (جان لو کہ) اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے کسی کی اطاعت جائز نہیں''۔

(مستدرك للحاكم: ج۳ص۴۰۲رقم الحديث۵۵۳۰۔ مجمع الزوائد: ج۵ص۲۲۶)

یہ کیفیت ''دجال اکبر'' کے خروج کے وقت اپنے عروج کو پہنچ جائے گی۔

((عَنْ حُذَيْفَةَ عَنْ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ فِي الدَّجَّالِ إِنَّ مَعَهُ مَاءً وَنَارًا فَنَارُهُ مَاءٌ بَارِدٌ وَمَاؤُهُ نَارٌ))

''حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے متعلق فرمایا کہ اس کے ساتھ پانی اور آگ ہو گی، اس کی آگ درحقیقت ٹھنڈا پانی ہو گا اور پانی آگ ہو گی''۔

(صحيح البخاری: ج ۲۲ص ۱۳رقم الحديث۶۵۹۷۔ صحيح مسلم: ج۱۴ص۱۶۳، رقم الحديث: ۵۲۲۴)

((وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنَّ مَعَهُ جَنَّةً وَنَارًا فَنَارُهُ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهُ نَارٌ))

''اس کا ایک فتنہ یہ ہو گا کہ اس کے ساتھ جنت اور جہنم ہو گی، حقیقت میں اس کی جہنم جنت ہو گی اور جنت جہنم ہو گی''۔

(السنن ابن ماجۃ: ج۱۲ص۹۴رقم الحدیث۴۰۶۷)

((إِنَّ مَعَهُ جَبَلَ خُبْزٍ وَنَهَرَ مَاءٍ))

"دجال کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہو گی"۔

(صحیح مسلم: ج۴ص۲۲۵۸رقم الحدیث: ۶۵۸۹)

((ومعه جبل من مرق وعراق اللحم حار لایبرد))

"دجال کے پاس شوربے کا پہاڑ ہو گا اور ایک پہاڑ اس گوشت کا ہو گا جو ہڈی پر سے اتار کر کھایا جاتا ہے، یہ گرم ہو گا ٹھنڈا نہیں"۔

(الفتن لنعیم بن حماد: ج۲ص۵۴۴)

چنانچہ دجال اکبر اپنی عملداری اور حکمرانی قبول کرنے والوں کو بظاہر سرسبز وشاداب کر دے گا اور اس کی ربوبیت سے انکار کرنے والوں اور ان کے علاقوں کو بظاہر بنجر وبرباد اور آگ کے دریا میں جھونک دے گا:

((فَيَأْتِي عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوهُمْ فَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ وَالأَرْضَ فَتُنْبِتُ فَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ أَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًا وَأَسْبَغَهُ ضُرُوعًا وَأَمَدَّهُ خَوَاصِرَ ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَيُصْبِحُونَ مُمْحِلِينَ لَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ مِنْ أَمْوَالِهِمْ))

"دجال لوگوں کی ایک جماعت کے پاس آکر ان کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دے گا چنانچہ وہ اس کی بات مان کر اس پر ایمان لے آئیں گے تو دجال آسمان کو برسنے کا حکم دے گا پس آسمان سے بارش شروع ہو جائے گی، زمین کو حکم دے گا وہ نباتات اگائے گی چنانچہ ان کے اونٹ شام کے اوقات میں اس حال میں واپس آئیں گے ان کے کوہان خوب اونچے، تھن خوب لبریز اور کوکھیں خوب بھری ہوں گی. پھر وہ لوگوں ایک اور جماعت کے پاس

جاکر ان کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دے گا، وہ اس کی بات کو رد کردیں گے اور دجال وہاں سے چلا جائے گا اور یہ لوگ قحط سالی کا شکار ہو جائیں گے، ان کے ہاتھوں میں ان کا کوئی مال باقی نہیں رہے گا"۔

(صحیح مسلم: ج۱۴ص۱۶۶رقم الحدیث۵۲۲۸)

((وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنْ يَمُرَّ بِالْحَيِّ فَيُكَذِّبُونَهُ فَلَا تَبْقَى لَهُمْ سَائِمَةٌ إِلَّا هَلَكَتْ وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنْ يَمُرَّ بِالْحَيِّ فَيُصَدِّقُونَهُ فَيَأْمُرَ السَّمَاءَ أَنْ تُمْطِرَ فَتُمْطِرَ وَيَأْمُرَ الْأَرْضَ أَنْ تُنْبِتَ فَتُنْبِتَ حَتَّى تَرُوحَ مَوَاشِيهِمْ مِنْ يَوْمِهِمْ ذَلِكَ أَسْمَنَ مَا كَانَتْ وَأَعْظَمَهُ وَأَمَدَّهُ خَوَاصِرَ وَأَدَرَّهُ ضُرُوعًا))

"اس کا ایک فتنہ یہ ہوگا کہ اس کا گذر ایک بستی پر ہوگا، اہل قریہ اس کی تکذیب کریں گے جس کی وجہ سے ان کا کوئی جانور بھی ہلاکت سے نہ بچ سکے گا اور ایک فتنہ یہ بھی ہوگا ایک اور بستی سے گذرے گا، وہ اس کی تصدیق کریں گے تو دجال خوش ہوکر ان کے لئے آسمان سے بارش اور زمین سے پیداوار اگانے کا حکم دے گا، آسمان وزمین تعمیل کریں گے حتیٰ کہ شام کے وقت اسی دن جب ان کے جانور چر کر واپس آئیں گے تو وہ خوب موٹے اور فربہ ہوں گے، ان کی کوکھیں بھری ہوئی اور تھن لبریز ہوں گے"۔

(السنن ابن ماجۃ: ج۱۲ص۹۴رقم الحدیث۴۰۶۷)

آج ابلیس کے ساتھ معاہدے میں بندھے یہودی اور ان کی غلامی میں بندھی بلاد اسلامیہ پر مسلط طواغیت حکومتیں اوران کے عسکری لشکر اسی راستے پر عمل پیرا ہیں۔ دنیا میں رائج ابلیسی نظام (چاہے وہ کمونیزم، لبرل ازم، سیکولر ازم اور ڈیموکریسی کے نام سے ہو) کے خلاف جو بھی میدان عمل میں آتا ہے، تو یہ اس کو جینے کے حق سے محروم کردیتے ہیں۔ ابلیسی نظام کو قبول نہ کرنے والوں کی بستیاں کی بستیاں ویران کردی جاتی ہیں، کھیتوں اور کھلیانوں کو اجاڑ دیا جاتا ہے، اللہ کی حاکمیت کے قیام کے لئے "سنت جہاد" اختیار کرنے والوں کے لئے آگ ہی آگ ہے، ان کی قسمت میں Hell Fire

Missile''(دجال کی) جہنم کی آگ'' ہے.........اس کے برعکس ابلیسی اور دجالی نظام کے قبول کرنے والوں پرڈالروں کی برسات ہونے لگتی ہے۔ چنانچہ دجال اکبر آکر اس آگ کو اور بھڑکادے گا جیسا کہ نمرود نے ابلیس کے کہنے پر حضرت ابراھیم علیہ السلام کیلئے بھڑکایا تھا۔ پیارے حبیب محمد مصطفی اپنی امت کو یہ وصیت کر گئے تھے:

((فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَتْفُلْ فِي وَجْهِهِ))

''تم میں سے جو شخص اس (دجال) سے ملے تو اس کے چہرے پر تھوک دے''۔

(الطبرانی الکبیر ج۷ ص۱۵۷ رقم الحدیث: ۷۵۲۹)

((فَمَنْ وَقَعَ فِي نَارِهِ وَجَبَ أَجْرُهُ وَحُطَّ وِزْرُهُ وَمَنْ وَقَعَ فِي نَهْرِهِ وَجَبَ وِزْرُهُ وَحُطَّ أَجْرُهُ))

''جو شخص اس کی آگ میں کود گیا اس کا اجر ثابت ہو گیا اور گناہ محو ہو گئے اور جو شخص اس کی نہر میں کود گیا اس کے گناہ ثابت ہو گئے اور اجر برباد ہو گئے''۔

(ابوداؤد ج۱۱ ص۳۱۸ رقم الحدیث ۶۰۷۶)

((إِنَّ مَعَ الدَّجَّالِ إِذَا خَرَجَ مَاءً وَنَارًا فَأَمَّا الَّذِي يَرَى النَّاسُ أَنَّهَا النَّارُ فَمَاءٌ بَارِدٌ وَأَمَّا الَّذِي يَرَى النَّاسُ أَنَّهُ مَاءٌ بَارِدٌ فَنَارٌ تُحْرِقُ فَمَنْ أَدْرَكَ مِنْكُمْ فَلْيَقَعْ فِي الَّذِي يَرَى أَنَّهَا نَارٌ فَإِنَّهُ عَذْبٌ بَارِدٌ))

''دجال اپنے ساتھ پانی اور آگ لے کر نکلے گا۔ جس کو لوگ پانی دیکھیں گے حقیقت میں وہ جھلسادینے والی آگ ہو گی اور جس کو آگ دیکھیں گے وہ حقیقت میں ٹھنڈا پانی ہو گا۔ سو تم میں سے جو دجال کو پائے تو اپنے آپ کو اس چیز میں ڈالے جس کو اپنی آنکھوں سے آگ دیکھتا ہے اس لئے کہ وہ حقیقت میں میٹھا اور ٹھنڈا پانی ہو گا''۔

(صحیح البخاری: ج۱۱ ص۲۶۹ رقم الحدیث: ۳۱۹۴)

((فَمَنْ ابْتُلِيَ بِنَارِهِ فَلْيَسْتَغِثْ بِاللّٰهِ وَلْيَقْرَأْ فَوَاتِحَ الْكَهْفِ فَتَكُونَ عَلَيْهِ بَرْدًا وَسَلَامًا كَمَا كَانَتْ النَّارُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ علیه السلام))

"جو شخص اس کی جہنم میں گرفتار ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اللہ سے مدد طلب کرے اور اس پر سورۃ الکھف کی ابتدائی آیات پڑھ دے، اس کی برکت سے وہ اس کے لئے نارِ ابراھیم علیہ السلام کی طرح ڈھنڈک اور سلامتی والی بن جائے گی"۔

(السنن ابن ماجة: ج۲۱ص۴۹ رقم الحدیث ۴۰۶۷)

آج بھی ہو ابراہیم علیہ السلام سا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا
(اقبال)

13۔ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کرنا

احادیث مبارکہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات واضح ہے کہ فتنۂ دجال اکبر سے قبل کے فتنوں میں جب زمین پر "فساد عظیم" کی ابتداء ہو جائے گی، اس دورِ فتن میں بچنے کا سب سے محفوظ طریقہ اور نجات کا سب بڑا قرینہ "سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم" کو زندہ کرنا ہے۔ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد " زندگی کے ہر معاملے یعنی عقائد، عبادات، معاملات اور عادات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو اختیار کرنا"۔

چنانچہ امام فارس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''السنه وهی السيرة وسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم سيرته''

"سنت کا معنی طریقہ ہے اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے"۔

(معجم مقاييس اللغة: باب س-ن-ن)

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم دراصل سنت اللہ ہے جس کی وضاحت کے لئے قرآن نازل ہوا، اس کی عملی تفسیر ہے اور اس کے عملی قیام کا طریقہ بھی۔

((فان خير الحديث كتاب الله وخير الهدى هدى محمد صلى الله عليه وسلم))
"سب سے اچھی بات اللہ کتاب ہے اور سب سے اچھا راستہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ ہے"

(صحيح ابن حبان: ج۱ص۱۸۶)

((إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))
"سب سے بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے بہترین راستہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ ہے"

(صحيح البخاري: ج۱۹ص۵۰رقم الحديث: ۵۶۳۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمعرات کے دن کھڑے ہو کر فرماتے:

"اصل چیزیں دو ہیں، ایک زندگی گزارنے کا طریقہ اور دوسرا کلام، سب سے افضل اور سب سے زیادہ سچا کلام اللہ تعالیٰ کا ہے اور سب سے عمدہ طریقہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔"

(حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم، جلد سوم)

چنانچہ اس "طریقۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم" میں وہ عقائد و احکامات آجائیں گے جو کہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نصوص کے درجہ پر پہنچتے ہوں اور جن پر یقین و عمل "فرض" کے درجے کو

پہنچتا ہو مثلاً عقائد میں نزول عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام، ظہورِ مہدی اور خروجِ دجال وغیرہ اور احکامات میں شادی شدہ زانی کے لئے رجم کی سزا، خلافت کے استحکام اور قیام کے لئے جہاد کا تا قیامت تک جاری رہنا وغیرہ، جن کے انکار سے انسان کا اسلام خطرے میں پڑ جاتا ہے (آج ابلیسی اتحاد میں بندھے علمائے سوء اور دانشورانِ مغرب بھی انہی امور کے سب سے بڑے انکاری ہیں)۔ اسی طرح سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت عبادات میں، فرائض میں، معاملات میں اور احکامات میں وہ اوامر و نواہی جن پر عمل کرنا بھی ایک مسلمان کے لئے لازم قرار پائے اور جن کے کرنے یا نہ کرنے پر بشارتیں یا وعیدیں وارد ہوئیں ہوں۔ اس کے علاوہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت وہ ''متواتر عادات'' جن کو ''سنت زائدہ'' بھی کہتے ہیں، اختیار کرنا قابلِ تحسین، پسندیدہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق کے اظہار کا ذریعہ ہو، اور جن کے اختیار کرنے یا نہ کرنے میں کوئی وعید یا ملامت نہ ہو مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس پر بھی اختیاری لزوم اور مداومت دکھائی مثلاً لہسن اور پیاز کا استعمال نہ کرنا، ثرید اور کدو پسند کرنا، زمین پر بیٹھ کر کھانا کھانا وغیرہ وغیرہ۔ چونکہ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی بھی معاملے میں کوئی بھی عمل چاہے وہ لزوم کا درجہ رکھتا ہو یا نہیں، لیکن اس ''اصلاح'' اور ''سنت قائمۃ'' کے قیام لئے سب سے بڑا معاون ہے جس کے قیام کے لئے رسولوں کو بھیجا جاتا تھا اور اس ''فسادِ عظیم'' کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے جس کو شیطان اپنے معاہدے میں بندھے لوگوں کے ذریعے اس پوری کائنات میں پھیلانا چاہتا ہے۔

تخلیقِ آدم علیہ السلام سے جتنی بھی کوشش اور سعی ابلیس لعین نے انسانیت کو گمراہ کر کے اور اپنا ہمنوا بنا کر اللہ تعالیٰ اور اس کی فطرت مقابل لا کھڑا کی کوشش کی، اور اس کے نتیجے میں اس کے تحالف میں بندھے لوگوں کی طرف سے زمین پر جو بغاوت، قتل و غارت، ظلم و ستم اور زمین پر دین اللہ کی پامالی کرنے والی ہر سعی کی گئی، قرآن نے اس کو ''فتنہ'' یا ''فساد فی الارض'' سے تعبیر کیا اور اس کے مدمقابل حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیّن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء و رسل اور ان کے اعوان و انصار کی ہر کوشش، ہر سعی اور ہر اقدام کو قرآن نے ''اصلاح'' سے تعبیر کیا۔

﴿اَمۡ نَجۡعَلُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالۡمُفۡسِدِيۡنَ فِى الۡاَرۡضِ﴾
”کیا ہم ان لوگوں کو جو صالح عمل کرتے ہیں برابر کر دیں گے، زمین پر فساد مچانے والوں کے“۔

(ص:۲۸)

قوم عاد، قوم ثمود اور آل فرعون نے زمین پر جو اللہ سے بغاوت کی اور زمین پر ظلم وجور مچایا قرآن نے اس کو بھی ”فساد فی الارض“ سے تعبیر کیا۔

﴿فَاَكۡثَرُوۡا فِيۡهَا الۡفَسَادَ﴾
”پس ان سب نے زمین پر فساد مچار کھا تھا“۔

(الفجر:۶تا۱۲)

قوم ثمود کے سرداروں کی اللہ سے بغاوت کے بارے میں آیا کہ:

﴿وَكَانَ فِى الۡمَدِيۡنَةِ تِسۡعَةُ رَهۡطٍ يُّفۡسِدُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ وَلَا يُصۡلِحُوۡنَ﴾
”اور ان کے شہر میں نو سردار تھے جنہوں نے زمین پر فساد مچار کھا تھا اور وہ اصلاح کرنے والے نہ تھے“۔

(النمل:۴۸)

﴿الَّذِيۡنَ يُفۡسِدُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ وَلَا يُصۡلِحُوۡنَ﴾
”ان کے سرداروں نے زمین پر فساد مچار کھا تھا اور نہیں تھے اصلاح کرنے والے“۔

(الشعرآء:۱۵۲)

حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم اور اس کے سرداروں کی بد اعمالیوں پر تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ﴾
''اور زمین پر فساد مت مچاؤ''۔

(الاعراف:۷۴)

حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو ان کی بداعمالیوں پر تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا﴾
''اور زمین اس کی اصلاح کے بعد فساد مت بچاؤ''۔

(الاعراف:۸۵)

﴿إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ﴾
''میرا ارادہ اپنی طاقت بھر اصلاح کرنے کا ہے''۔

(ھود:۸۸)

حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے نے جب اپنی قوم کی بداعمالیوں پر ان کا ساتھ دیا تو اس کے بارے میں فرمایا:

﴿إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾
''بے شک اس کا عمل غیر صالح تھا''۔

(ھود:۴۶)

یاجوج اور ماجوج نے جو زمین پر ہنگامہ اور لوٹ مار مچا رکھی تھی، اس کے بارے میں فرمایا:

﴿إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ﴾
''بے شک یاجوج اور ماجوج نے زمین پر فساد مچا رکھا تھا''۔

(الکہف:۹۴)

قارون نے بنی اسرائیل میں ہونے کے باوجود فرعون سے اپنی وفاداری نبھاتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایذائیں پہنچائی اور اس کے عوض مال ومتاع کے ڈھیر لگا لئے تو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں تنبیہ فرمائی:

﴿وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ﴾

"اور زمین پر فساد کے خواہاں نہ ہو بے شک اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا"۔

(القصص:۷۷)

حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سفر کے دوران جن دو یتیموں کی دیوار کو ٹھیک کیا تھا ان کے باپ کے بارے میں قرآن نے یہ گواہی دی:

﴿وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا﴾

"اور اُن دونوں کا باپ صالح تھا"۔

(الکہف:۸۲)

قریش کے سردار اخنس ابن شریق اور ہر اس سرکش حکمران کے لئے جو اللہ اور اس کی شریعت سے باغی ہو اور زمین پر قتل وغارت مچاتا ہو اس کے بارے میں فرمایا:

﴿وَإِذَا تَوَلَّىٰ سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ﴾

"اور جب بھی وہ زمین پر جاتا ہے تو زمین پر فساد پھلانے کی اور کھیتی اور نسل کی بربادی کی کوشش میں لگا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا"۔

(البقرۃ:۲۰۵)

یہود جو مسلمانوں کے خلاف جو سازشیں کرتے تھے اور جنگ کی آگ بھڑکاتے تھے اس کو بھی فساد سے تعبیر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ﴾
"وہ جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکانا چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو بجھا دیتا ہے اور یہ تو زمین پر فساد ہی مچاتے پھرتے ہیں اور اللہ ایسے فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا"۔
(المائدة:٦٤)

عیسائیوں کا وفد جب نجران سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے دعوت حق رکھی جس پر انہوں نے بحث ومباحثہ کیا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مباہلہ کی دعوت دی۔ چنانچہ انہوں نے اس دعوت کو تو قبول نہ کیا لیکن حق کو بھی قبول کرنے سے بھی اعراض کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس اعراض کو بھی "فساد" سے تعبیر کیا:

﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ﴾
"پھر بھی وہ حق سے منہ پھیریں تو اللہ تعالیٰ فساد پھیلانے والوں کو اچھی طرح جانتا ہے"۔
(آل عمران:٦٣)

منافقین جو بظاہر کلمہ گو تھے مگر منع کرنے کے باوجود ان کی ساری ہمدردیاں یہود کے ساتھ تھیں اور اس کو وہ اصلاح سے تعبیر کرتے تھے چنانچہ قرآن نے ان کو سب سے بڑا مفسد قرار دیا:

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ. اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ﴾
"اور جب ان سے کہا جاتا ہے زمین پر فساد مت مچاؤ تو جواب میں کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ یہی لوگ فساد کرنے والے ہیں لیکن سمجھتے نہیں"۔

(البقرة:۱۲،۱۱)

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾
”اور (اے منافقو!) تم سے یہ بعید نہیں کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین پر فساد برپا کر دو اور رشتے ناطے توڑ ڈالو“۔

(محمد:۲۲)

مسلمانوں سے بھی کہہ دیا گیا کہ جس طرح کفار کی ساری دوستیاں اور ہمدردیاں آپس میں ایک دوسرے کے لئے ہوتی ہیں اسی طرح مسلمانوں کی بھی ساری ہمدردیاں اور دوستیاں صرف اہل ایمان سے ہونی چاہیے۔ اگر کفار کو بھی اپنا دوست اور ہمنوا بنایا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس فعل کو ”فسادِ کبیر“ قرار دیا:

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ﴾
”اور کافر تو آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، اگر تم نے ایسا نہ کیا (کہ صرف اہل ایمان کو ہی دوست نہ بنایا) تو زمین میں فتنہ پیدا ہو جائے گا اور زبردست فساد پھیل جائے گا“۔

(الانفال:۷۳)

زمین پر جو بربادی انسانوں کے اعمال کی وجہ سے آتی ہے اس کو بھی قرآن فساد سے تعبیر کرتا ہے:

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ﴾
”خشکی اور سمندر میں لوگوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے فساد پھیل گیا“۔

(الروم:۴۱)

جو شخص یا گروہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا اس کی شریعت کی مخالفت پر یا اس سے جنگ پر آمادہ ہو قرآن نے اس کو بھی فساد قرار دیا:

﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا﴾

''بے شک جو جنگ کریں اللہ اور اس کے رسول سے اور زمین پر فساد کرتے پھریں.........''۔

(المائدة:۳۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے اپنی امت کو خبر دار کر دیا تھا کہ قرب قیامت ایسے آئمۃ الکفر اور آئمۃ الضلالۃ کا امت پر تسلط ہو جائے گا جو زمین کو اس فساد سے بھر دیں گے جس کی کوشش ابلیس تخلیق آدم علیہ السلام سے کرتا چلا آیا ہے اور اس ''اصلاح'' اور ''سنت قائمۃ'' کو توڑ دیں گے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم اور نافذ کیا تھا۔

((عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَعَاذَكَ اللّٰهُ مِنْ إِمَارَةِ السُّفَهَاءِ قَالَ وَمَا إِمَارَةُ السُّفَهَاءِ قَالَ أُمَرَاءُ يَكُونُونَ بَعْدِي لَا يَقْتَدُونَ بِهَدْيِي وَلَا يَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِي))

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے کعب بن عجرۃ! اللہ تمہیں بیوقوف اور نااہلوں کو حکومت سے محفوظ رکھے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ بیوقوفوں کی حکومت سے کیا مراد ہے؟ میرے بعد ایسے حکمران آئیں گے جو نہ میرے دی ہوئی ہدایت کے مطابق چلیں گے اور نہ ہی میرے سنت کے مطابق عمل کریں گے''۔

(مسند احمد ج۲۸ص۴۶۸ رقم الحدیث:۱۳۹۱۹۔ مستدرك على الصحيحين: ج۱ص۲۵۶ رقم الحدیث:۲۴۴)

جو کوئی اس فساد کبیر کے مقابلے میں کھڑا ہو گا اور اس زمین پر دوبارہ "اصلاح" یا "سنت قائمہ" کو نافذ کرنے کی کوشش کرے گا اس کو جینے کے حق سے محروم کر دیں گے۔

((وعن ابي بردة رضى الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان بعدى ا ئمة ان اطعتموهم اكفروكم وان عصيتموهم قتلوكم أئمة الكفر ورؤس الضلالة))

"حضرت ابی بردۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میرے بعد ایسے کفر کے امام اور گمراہیوں کے سردار حکمران آئیں گے جن کی اگر تم اطاعت کرو گے تو وہ تمہیں کافر بنا دیں گے اور اگر ان کی بات نہ مانو گے تو تمہیں قتل کر دیں"۔

(مسند ابي يعلى والطبراني، مجمع الزوائد ج:۵ ص:۲۳۸، واسناده فيه كلام)

لیکن جو اس کے باوجود جو اسلام کی اس اجنبیت اور فساد فی الارض کے زمانے میں "اصلاح" بالفاظ دیگر "سنت اللہ" قائم کرنے کی برابر کوشش کرتے رہیں گے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قائم کر گئے تھے، سوال یہ ہے کہ وہ سنت اللہ کیا ہے جس کو رسول اللہ زندہ کر گئے تھے؟

((عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَهُودِيٍّ مُحَمَّمًا مَجْلُودًا فَدَعَاهُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَكَذَا تَجِدُونَ حَدَّ الزَّانِي فِي كِتَابِكُمْ قَالُوا نَعَمْ فَدَعَا رَجُلًا مِنْ عُلَمَائِهِمْ فَقَالَ أَنْشُدُكَ بِاللَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلَى مُوسَى أَهَكَذَا تَجِدُونَ حَدَّ الزَّانِي فِي كِتَابِكُمْ قَالَ لَا وَلَوْلَا أَنَّكَ نَشَدْتَنِي بِهَذَا لَمْ أُخْبِرْكَ نَجِدُهُ الرَّجْمَ وَلَكِنَّهُ كَثُرَ فِي أَشْرَافِنَا فَكُنَّا إِذَا أَخَذْنَا الشَّرِيفَ تَرَكْنَاهُ وَإِذَا أَخَذْنَا الضَّعِيفَ أَقَمْنَا عَلَيْهِ الْحَدَّ قُلْنَا تَعَالَوْا فَلْنَجْتَمِعْ عَلَى شَيْءٍ نُقِيمُهُ عَلَى الشَّرِيف

وَالْوَضِيعِ فَجَعَلْنَا التَّحْمِيمَ وَالْجَلْدَ مَكَانَ الرَّجْمِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَوَّلُ مَنْ أَحْيَا أَمْرَكَ إِذْ أَمَاتُوهُ فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ))

"براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک یہودی نکلا جس کا منہ بطور زنا کی سزا کالا کیا گیا تھا اور کوڑے مارے گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نے یہود کو بلا کر پوچھا کہ تمہارے ہاں زنا کی یہی سزا ہے؟ انہوں نے جب ہاں میں جواب دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے علماء میں سے ایک آدمی کو بلا کر فرمایا ، میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی تھی، کیا تم اپنی کتاب تورات میں یہی حکم پاتے ہو؟ اس نے انکار میں جواب دیتے ہوئے کہا کہ اگر آپ مجھے اللہ کی قسم نہ دیتے تو میں آپ کو ہر گز نہ بتاتا، بات یہ ہے کہ ہم تورات میں رجم کی سزا ہی پاتے ہیں مگر جب ہمارے شریف (بڑے) لوگوں میں زنا کی کثرت ہو گئی تو جب ہم کسی بڑے کو پکڑتے تو اس کو چھوڑ دیتے اور کمزور کو پکڑتے تو اس پر حد جاری کر دیتے۔ پھر ہم نے آپس میں طے کیا کہ ایسی سزا پر متفق ہو جائیں جسے ہر چھوٹے بڑے پر نافذ کر سکیں تو ہم نے کوڑے مارنا اور منہ کالا کرنا نافذ کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کا حکم جاری کرتے ہوئے رجم کی سزا کو نافذ کیا اور فرمایا:

"اے اللہ! میں سب سے پہلے تیرے اس حکم کو زندہ کرتا ہوں جبکہ ان (اہل کتاب) نے اس کو مردہ کر دیا تھا"۔

(صحیح مسلم: ج ۹ ص ۷۴ رقم الحدیث ۳۲۱۲۔ سنن البیہقی الکبری: ج ۸ ص ۲۴۶)

تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اب ان لوگوں کو بشارت سنا رہے ہیں کہ جو "سنت اللہ" کو قائم کرنے کے لئے اپنی جان و مال لگا رہے ہیں کہ یہی وہ "اجنبی" جن کے لئے ابدی نجات کی بشارت ہے۔

((إِنَّ الإِسْلامَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا، فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا الْغُرَبَاءُ؟ قَالَ الَّذِينَ يُصْلِحُونَ عِنْدَ فَسَادِ النَّاسِ))

" اسلام کی ابتداء اجنبیت کی حالت میں ہوئی تھی اور ایک بار پھر اسلام اُسی اجنبیت کی حالت میں چلا جائے گا، سو مبارک باد ہے غرباء کے لئے۔ پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غرباء کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ وہ لوگ جو لوگوں کے فساد میں مبتلا ہونے کے وقت ان کی اصلاح کریں گے"۔

(المعجم الکبیر: ج۵ص۴۴۸رقم الحدیث:۵۷۳۵۔المعجم الاوسط: ج۱۹ص۳۰۸رقم الحدیث:۱۱۰۳۱۔ مجمع الزوائد:ج۷ص۲۷۸ورجاله رجال الصحيح غير بكر بن سليم وهو ثقة)

قرآن کریم نے ان ہی لوگوں کو جو فساد کے زمانے میں "اصلاح" کا وہ بیڑا اٹھائیں جو کہ انبیاء و رسل اٹھایا کرتے تھے تو نہ صرف ان کو نجات کی ضمانت دی ہے بلکہ جس بستی یا قریہ میں ایسے لوگ موجود ہوں گے وہ اللہ کے اس عذاب سے محفوظ رکھی گئیں جو کہ "فساد فی الارض" کے مرتکبین کو ملا کرتا ہے۔

﴿فَلَوْلاَ كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُوْلُوا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلاَّ قَلِيْلاً مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ، وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ﴾

"پس کیوں نہ ہوئے تم سے پہلے زمانے کے لوگوں میں سے ایسے اہل خیر لوگ جو زمین پر فساد پھیلانے سے روکتے، سوائے ان قلیل لوگوں کے جنہیں ہم نے ان میں سے نجات دی تھی اور ظالم لوگ اس چیز کے پیچھے پڑ گئے جس میں انہیں آسودگی دی گئی تھی (حالانکہ اس میں بربادی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ) وہ مجرم لوگ تھے۔ آپ کا رب ایسا نہیں کہ کسی بستی کو ظلم کے سبب ہلاک کر دے جبکہ اس میں اصلاح کرنے والے لوگ موجود ہوں"۔

(هود:۱۱۶،۱۱۷)

آخر میں یہ سوال کہ وہ ''اصلاح'' جس کی بحالی پر ہماری نجات کا دارومدار ہے وہ کیسے قائم ہوگی؟ جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سنت (طریقے) کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے جو کہ تمام زندگی کے تمام معاملات پر محیط ہے (جس کی وضاحت اس مضمون کے شروع میں آئی)۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ''فساد فی الارض'' میں ''اصلاح'' کو بحال کرنے کے لئے عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاقیات کے ہر پہلو کے حوالے سے اپنی ایک سنت جاری فرمائی۔ جس میں بشمول کھانے پینے کی سنت، نشست وبرخاست کی کی سنت، سونے جاگنے، اٹھنے بیٹھنے کی سنت کے ساتھ ساتھ ظالموں کے سامنے کلمۂ حق کہنے کی سنت، اللہ کے علاوہ معاشرے میں جو اور ''الٰہ'' بنے ہوئے ہیں ان سے دشمنی اور برأت کی سنت، حدود اللہ کے ٹوٹنے پر غضب ناک بھی ہونے کی سنت، اعلاء کلمۃ اللہ اور خلافت کے قیام کے لئے ''جہاد فی سبیل اللہ'' کی سنت۔ چنانچہ ان تمام معاملات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا احیاء ہی میں دراصل اس ''اصلاح'' کا قیام کا دارومدار ہے جس پر ہماری نجات کا دارومدار ہے۔

((إِنَّ الدِّينَ بَدَأَ غَرِيبًا وَيَرْجِعُ غَرِيبًا فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ الَّذِينَ يُصْلِحُونَ مَا أَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِي مِنْ سُنَّتِي۔ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ))

''دین شروع میں اجنبی تھا اور عنقریب پھر پہلے کی طرح اجنبی ہو جائے گا۔ لہٰذا اُن لوگوں کے لئے بشارت ہے جن کو دین کی وجہ سے اجنبی سمجھا جائے اور یہ وہ لوگ ہیں جو میرے بعد میری جس سنت (طریقے) کو لوگ بگاڑ دیں گے تو یہ اُس سنت کو ٹھیک کر دیں گے۔''

(سنن الترمذی: ج۵ص۱۸ رقم الحدیث: ۲۶۳۰)

((وعن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المتمسك بسنتي عند فساد أمتي له أجر شهيد۔ رواه الطبراني في الاوسط وفيه محمد بن صالح العدوي ولم أر من ترجمه وبقية رجاله ثقات))

''جس نے میری امت میں فساد کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھاما اس کو ایک شہید کے برابر ثواب ملے گا''۔

(مجمع الزوائد:ج۱ص۱۷۲۔المعجم الاوسط:ج۵ص۳۱۵رقم الحدیث۵۴۱۴)

((من تمسك بسنتي ثم فساد امتي فله اجر مائة شهيد))

''جس کسی نے میری امت میں فساد کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھاما اس کو سو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا''۔

(کتاب الزهدالکبیر:ج۲ص۱۱۸رقم الحدیث:۲۰۷۔الترغیب والترهیب:ج۱ص۴۱رقم الحدیث:۶۵۔مسند الفردوس:ج۴ص۱۹۸رقم الحدیث:۶۶۰۸،عن ابن عباس رضی الله عنهما)

((المتمسك بسنتي عند اختلاف امتي كالقابض على الجمر))

''میری امت کے اختلاف کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھامنے والا ،ہاتھ میں چنگاری لینے والے کی طرح ہو گا۔''

(عن ابی هريرہ رضی الله عنه ، كنز العمال ج۱ ص۱۸۴)

چنانچہ فتنۂ دجال اور اس سے قبل کے فتنوں سے بچنے کا سب سے موٴثر طریقہ ''سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ''ہی ہے کیونکہ یہ فتنے دین کے مختلف عنوانات کے تحت اسلامی تعلیمات کو متغیر اور مسخ کر کے کھڑے کئے جائیں گے چنانچہ جب یہ فتنے کھڑے ہوں جیسا کہ ان میں سے کچھ کھلی آنکھوں سے سب کو نظر آرہے ہیں اور کچھ عنقریب کھڑے ہونے والے ہیں تو ان حالات میں بندۂ مومن کے لئے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ''شاہ کلید''مسلمانوں کو عطا کی ہے، فرمایا:

((إِنَّهُ سَيَأْتِي نَاسٌ يُجَادِلُونَكُمْ بِشُبُهَاتِ الْقُرْآنِ فَخُذُوهُمْ بِالسُّنَنِ،فَإِنَّ أَصْحَابَ السُّنَنِ أَعْلَمُ بِكِتَابِ اللَّهِ))

''عنقریب کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن کریم (کی غلط تعبیر) سے (دین میں) شبہات پیدا کر کے تم سے جھگڑا کریں گے ،انہیں تم ''سنتوں'' سے پکڑو کیونکہ سنت سے واقف حضرات ہی کتاب اللہ (کے صحیح مفہوم) کو خوب جانتے ہیں۔''

(سنن الدرامی: ج۱ص۱۳۸رقم الحدیث: ۱۲۱)

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ بات واضح فرمادی کہ قرآن مجید جو کہ "سنت اللہ" کی وضاحت ہے اس کو سب سے پہلے "سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم" جو کہ سنت اللہ کی عملی تفسیر ہے ،اس کے ذریعے سے ہی سمجھا جاسکتا ہے۔

((أَنَّ الأَمَانَةَ نَزَلَتْ مِنْ السَّمَاءِ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ فَقَرَءُوا الْقُرْآنَ وَعَلِمُوا مِنْ السُّنَّةِ))

"دیانتداری آسمان سے لوگوں کے دلوں میں اُتری ہے (یعنی انسانی فطرت میں ہے) اور قرآن بھی (آسمان سے) نازل ہوا ہے جسے لوگوں نے پڑھا اور "سنت" کے ذریعے سمجھا۔"

(صحیح البخاری: ج۲۲ص۲۴۵رقم الحدیث: ۶۷۳۴)

لہٰذا امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اجمع المسلمون علی أن من استبان له سنة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یحل له أن یدعها لقول احد"

"اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ جس شخص پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی سنت واضح ہو جائے، اس کے لئے "حلال" نہیں کہ وہ کسی کے بھی کہنے پر اسے ترک کر دے"۔

چنانچہ جس نے اس مفہوم کے ساتھ "سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم" کو اختیار کیا اور جس کے اختیار کرنے کا حکم بھی تو وہ ہر کھڑے ہونے والے طوفان کے تھپیڑوں سے بچ جائے گا اور جو ان کے تھپیڑوں سے بچ گیا تو وہ فتنۂ دجال اکبر کے فتنے سے بھی بچ جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((السنة کسفینة نوح علیه السلام ،من رکبها نجی ومن تخلف عنها غرق))
”سنت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے جو اس میں سوار ہو گیا (تو وہ گمراہی سے) بچ گیا اور جو اس پر سوار نہ ہوا (یعنی سنت کو چھوڑ دیا) تو وہ غرق ہو گیا۔“
(الاعتصام بالسنة للسیوطی ۔مجموع الفتاویٰ ۱۱/۶۲۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت اور دعا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فتنۂ دجال اکبر کو نہایت تفصیل سے بیان کرتے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کلیجے دہل کر رہ جاتے اور وہ سمجھتے کہ شاید دجال یہیں کہیں مدینہ کے جھاڑیوں میں چھپا ہوا ہے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تفصیلی خطبہ دیا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ وصیت فرمائی اور وہ ہمارے لئے بھی آج وصیت کا درجہ اسی طرح رکھتی ہے جیسے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے رکھتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَمَنْ حَضَرَ مَجْلِسِی وَسَمِعَ قَوْلِی فَلْیُبَلِّغْ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ))
پس جو شخص میری مجلس میں حاضر ہوا اور میری بات سنے تو اس کو چاہیے کہ غائب تک اس کو پہنچادے“۔
(مسند احمد: ج۵۶ص۱۰۹، رقم الحدیث ۲۷۶۲۱)

”میں اس کو (یعنی دجال کے فتنے کو) اس لئے بار بار بیان کرتا ہوں کہ تم اس میں غور کرو، سمجھو اور باخبر رہو اور اس پر عمل کرو اور اس کو ان لوگوں سے بیان کرو جو تمہارے بعد ہیں لہٰذا ہر ایک دوسرے سے بیان کرے اس لئے کہ اس کا فتنہ سخت ترین ہے۔“
(السنن الواردة فی الفتن، عن حذیفة رضی اللّٰه عنه)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ دعا مانگتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس کی تلقین کرتے:

((عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِهِنَّ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ الْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ الْجُبْنِ وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا يَعْنِي فِتْنَةَ الدَّجَّالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ))

"(حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ان پانچ باتوں سے اللہ کی پناہ مانگنے کا حکم فرماتے، اے اللہ! میں بخل سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں، اور بزدلی سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں، اور گھٹیا عمر کی طرف لوٹ جانے سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں اور دنیا کے فتنہ سے یعنی دجال کے فتنے سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں اور عذاب قبر سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں"۔

(صحیح البخاری ج۱۹ص۴۵۴، رقم الحدیث۵۸۸۸)

دنیا کو ہے پھر معرکۂ روح وبدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو ابھارا
اللہ کو ہے پامردئ مومن پہ بھروسہ
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا
(اقبال)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗٓ اُولٰٓئِکَ فِی الْاَذَلِّیْنَ ،کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ﴾

"بے شک جو مخالفت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی، وہی لوگ سب سے زیادہ ذلیل ہونے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ لکھ چکا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی ہمیشہ غالب رہیں گے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ قوت والا اور غالب ہے"۔

(المجادلۃ:۱۹تا۲۰)

﴿وَلَقَدْ سَبَقَتْ کَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِیْنَ ، اِنَّھُمْ لَھُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ، وَاِنَّ جُنْدَنَا لَھُمُ الْغٰلِبُوْنَ﴾

"اور تحقیق ہمارا وعدہ پہلے ہی اپنے رسولوں کے لئے صادر ہو چکا ہے کہ یقیناً ان کی ہی مدد کی جائے گی اور ہمارا لشکر ہی غالب رہے گا"۔

(الصفات:۱۷۱تا۱۷۳)

﴿وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ﴾

"اور جو شخص دوستی کرے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور ان لوگوں سے جو ایمان لائے تو وہ جان لے کہ اللہ کا (یہ) گروہ ہی غالب رہنے والا ہے"۔

(المائدۃ:۵٦)

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ رُسُلًا اِلٰی قَوْمِھِمْ فَجَآءُوْھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾

”اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ سے پہلے بھی اپنے رسولوں کو ان کی قوم کی طرف بھیجا وہ ان کے پاس دلیلیں لائے۔ پھر ہم نے مجرموں سے انتقام لیا اور ہم پر اہل ایمان کی مدد کرنا لازم ہے“۔

(الروم: ۴۷)

﴿نجات کے قرینے﴾

☆ احادیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہے کہ دجال اکبر کے ظہور کے وقت جس فتنے کا ظہور ہونا ہے اس سے ماقبل بھی اس کے مشابہ فتنے ظاہر ہوں گے، تو جو ان کے تھپیڑوں سے بچ گیا وہ ان شاء اللہ اس بڑے فتنے کے ظہور کے وقت بھی اللہ کی رحمت سے محفوظ و مامون رہے گا۔ اس کے برخلاف جو ان فتنوں کی موجوں میں بہہ گیا تو وہ اس بڑے فتنے کے ظہور کے وقت دوڑتے ہوئے اس کی طرف چلا جائے گا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ان خطوط کو قرآن کریم و سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے واضح ہونے چاہیے جو دجال اکبر کے ظہور اور اس سے ماقبل کے فتنوں سے بچنے کا ذریعہ بنیں۔ کیونکہ

((قال حذیفه رضی الله عنه کان الناس یسئلون رسول الله صلی الله علیه وسلم عن الخیر وکنت اساله عن الشر مخافة أن یدرکنی))

”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے بارے میں سوال کیا کرتے اور میں شر کے بارے میں سوال پوچھتا، اس خوف سے کہ کہیں یہ شر مجھے نہ آپکڑے“۔

(صحیح بخاری ومسلم)

☆ بس جو اپنے ایمان کی سلامتی چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ ان فتنوں کے بارے میں آگاہی حاصل کرے کہیں ایسا نہ ہو کہ ان فتنوں میں آدمی اپنا ایمان بھی گنوادے اور اس کو خبر بھی نہ ہو۔ کیونکہ

((قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ثم ان الناس دخلوا فی دین الله افواجا وسیخرجون منه افواجا))

”(حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ فوج در فوج دین اللہ میں داخل ہوئے تھے اور عنقریب فوج در فوج اس سے نکل جائیں گے“۔

(مسند احمد: ج۳ص۳۴۳، رقم الحدیث: ۱۴۳۴۷)

☆ فتنوں سے آگاہی کا سب سے بڑا ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ فرمودات ہیں جن کو کھول کر بیان کرنے اور حرزِ جاں بنانے کی آج ہر مسلمان کو ضرورت ہے کیونکہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرمایا: ”یہ فتنے ایسے لمبے ہو جائے گے جیسے گائے کی زبان لمبی ہو جاتی ہے ۔ان فتنوں میں اکثر لوگ تباہ ہو جائیں گے البتہ وہ لوگ بچ جائیں گے جو پہلے سے ان فتنوں کو پہچانتے ہوں گے“۔

انٹرنیٹ ایڈیشن:
مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان
http://www.muwahideen.co.nr